

آپ شہزادہ کے عقد میں شامل ہوں۔ چنانچہ وہ بغداد سے نکلے اور قتل کے لمحے پہنچے۔
 بہانہ سے ایک کے بعد دوسرا گروہ بنایا گیا اور قتل کیا گیا۔ پھر خلیفہ کے ماضی کے
 قتل کے گمے۔ پھر خلیفہ کی سب اولاد قتل ہوئی۔

خلیفہ کی نسبت کہا گیا ہے کہ کافر ہلا کرنے اسے رات کے وقت ہلا دیا گیا۔
کیوں۔ پھر اس کے قتل کا حکم دیا۔ ہلا کو ظالم سے کہا گیا کہ اگر خلیفہ کا خون گریا جا
ہو جائے گی اور تیرا منہ تباہ ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ رسول اللہ کے چچا کی اولاد میں سے ہے۔
خلیفہ عثمانؓ ہے۔ اس پر وہ سنگدل حکیم نصیر الدین طوسی کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ وہ رسول اللہ
کا خون نہ گریا جائے۔ چنانچہ بتاریخ ۲۸۔ محرم ۶۵۶ھ اس نے چارے کو ایک روٹی کی
چھوڑوں سے مار ڈالا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اسے لاقوں سے مار ڈالا گیا۔ اور اس کے خون
کو بھی زخم نہ چھوڑا گیا۔ پھر شہر بغداد میں خونریزی شروع ہوئی۔ اکثر باشندے شہر
دن سے کچھ لوہے پر قتل جاری رہا۔ کہا گیا ہے کہ مقتولین کی کل تعداد اٹھارہ لاکھ تھی۔

اس کے بعد امان دی گئی جو لوگ چھپے ہوئے تھے ان میں سے اکثر لوگ اس طرح طرح کی مصیبتوں سے مر گئے۔ جو زندہ نکل آئے انہوں نے یونانی و قسطنطنیہ کو کھود کر بے شمار دھینے نکالے گئے۔ پھر نصاریٰ بلائے گئے تاکہ عالمی شراب خوری کو گوشت کھائیں اور مسلمان بھی ان کے ساتھ شریک ہوں۔ ستم گر ہلا کو سوار ہو کر مسلمانوں کو آگیا اور حرم کی بے آردی کی۔ وہ محل ایک عیسائی کو دیا گیا۔ مسجدوں میں شراب پی کر مسلمانوں کو عالمی ازالہ دینے سے منع کیا گیا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیّ العزیز یہ سب کچھ صرف بغداد میں ہوا۔ بغداد کو کے علاوہ اور جگہ بھی تاراج کیا گیا۔ اسی واسطے کہا گیا کہ تاتاریوں کے فتنہ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی فتنہ وقوع نہیں کیا۔ خلیفہ مستعصم باللہ کے ساتھ خاندان عباسیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ بلخچریوں کے ہاتھوں سے روئے زمین سے اٹھ گئی جو قرب قیامت کے آثار میں سے ہے۔

۱۔ آسمانِ راتقِ یودِ گر خوں بہارِ ہر لہجی

آسمان پر واجب ہے کہ امیر المؤمنین مستصم کی سلطنت کی امانت

اے محمدؐ مگر قیامت راہ آری سرز خاک
سرز آور دیں قیامت در میان خلق ہیں
(۱۱۱) اگر آپ قیامت کو ترمت شریف سے نکلیں گے تو ابھی نکل کر غفلت

۳۔ نازنینان حرم را خون حلق نازنین
 ز آستان بیدشت مارا خون دل از آستین
 کے باز پر درووں کا خون ڈیوڑھی سے بہہ گیا۔ اور ہمارے دل کا خون آستین سے

۴۔ زمینہا راز دور سمیٹتے و انقلاب روزگار
در خیال کسی نہ عکس کا پتلا گرد و چمن
کے گوش اور دنیا کے انقلاب سے پناہ مانگتی جا رہی ہے۔ یہ بات کسی کے خیال میں نہ
ہو سکتی ہو جائے گا۔

۵۔ دیدہ بردارے کہ دیدی شوکت بیت الحرام
قیصران روم سربر خاک و خاقان بر زمین
تو نے بیت الحرام کی سی شان و شوکت دیکھی ہے۔ جہاں روم کے قیصر
تھے اور چین کے خاقان زمین پر بیٹھتے تھے۔

۶۔ خونِ فرزندِ انِ عمِ مصطفیٰ شد ریشہ
ہم بر آں خاک کے کہ سلطانِ فرامد نے چیں
الہا کہ روید کہ حضرت مصطفیٰ کے بنی عم کا کون اس خاک پر پہلایا گیا ہے۔ جہاں
الہا کہ گزرتے تھے۔

دجلہ خواہست زمیں پس گرند سرور نقیب
خاک نخلستان بلحا را کند باخوں نخل
دجلہ کا پانی خون ہو گیا ہے۔ اگر ہستی کی طرف ہے گا تو نخلستان بلحا کی خاک کو
میرا دے گا۔

کعبہ شریف کی حجابت

اس کے متعلق حضرت عثمان بن طلحہ کی روایت نقل کر آئے ہیں جس

میں تین پیشین گوئیاں ہیں۔ ایک یہ کہ ہجرت سے پہلے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک دن یہ کبھی میرے ہاتھ میں ہوگی۔ سواسی کے مطابق فتح مکہ کے دن دوسری یہ کہ آپ نے قریش کی نسبت فرمایا تھا کہ وہ اس دن جائے ہلاک وائل میں عزت پائیں گے۔ اسی کے مطابق فتح مکہ کے دن واقع ہوا قریش نے اسلام میں حیات طیبہ حاصل کی اور عزت پائی۔ واقع میں وہ اس سے پہلے ذلت کی حالت میں تھے کہ ان دنوں کے آگے سر جھکاتے تھے جنہیں غوا نہیں کے ہاتھوں نے قرآن مجید کی ذلت سے نکل گئے اور ان کو خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت کا شرف حاصل ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان بن طلحہ کو کبھی دیتے وقت فرمایا کہ تمہارے پاس رہے گی۔ ظالم کے سوا کوئی اسے تم سے نہ چھینے گا۔ چنانچہ آج تقریباً ۱۰ سال ہو چکے ہیں کہ خانہ کعبہ کی کبھی حضرت عثمان بن طلحہ کے خاندان میں رہی۔ انہوں نے جو سلوک اس خاندان سے کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی نہ کوہ صفا پر اللہ ﷻ ظالم ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل سے اس قدر رحم فرماتا ہے۔

محاسن ظاہری و باطنی

حضور اقدس ﷺ کے اوصاف جمیلہ و اخلاق جلیلہ منجملہ دیگر اوصاف آپ کی طاقیت آپ کا حسن مظهر اور آپ کا اعتدال صورت ایسا تھا کہ اہل کافرانہ جب روئے مبارک کو دیکھتے تو بے ساختہ پکار اٹھتے۔ ہذا الوجه لبس بوجہ کدھانہ چہرہ نہیں ہے) ان شانل کے ساتھ آپ کے حسن اخلاق و آداب پر غور کریں۔ آپ کی ولادت ایسے شہر میں ہوئی جہاں کوئی ذریعہ تعلیم نہ تھا۔ نہ آپ نے کبھی دوسرے شہر میں جا کر علم حاصل کیا بلکہ امیوں ہی میں یتیمی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے معارف سے قطع نظر یہ مکالم اخلاق اور محاسن آداب آپ نے جردی الی کہاں سے الغرض جو شخص بنظر انصاف آپ کی صورت آپ کی سیرت آپ کے اخلاق آپ کے احوال کا مطالعہ کرتا ہے اسے آپ کی نبوت کی صحت میں ذرا بھی شک نہ ہوگا۔ انصاف آپ میں مجتمع تھے۔ وہ آپ سے پہلے یا آپ کے زمانہ میں کبھی کسی میں ایسی کمال است تک ہوں گے۔

نصاری کا اعتراض

نصاری کا اعتراض کہ قرآن میں پایا جاتا ہے مگر کوئی آیت ایسی نظر نہیں آتی جس سے یہ ثابت ہو کہ نبی کریم ﷺ نے معجزے دکھائے ہیں۔ بلکہ بہت سی آیتیں ایسی ہیں جن میں صاف ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے معجزے دکھائے ہیں جن میں وہ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ سورہ عنکبوت میں یوں مرقوم ہے:-

طُلُّوا لِمَا آتَىٰ الْغَايِبُ عِنْدَ اللَّهِ وَآتَا قُلُوبَهُمْ

اگر اس کے خدا کی طرف سے کوئی نشانی اس پر نازل نہ ہوگی تو ہم ایمان نہ لائیں گے۔ (آپ کہہ دیجئے کہ نشانیاں خدا کے پاس ہیں میں تو ایک نصیحت کرنے والی ہوں۔)

اس آیت میں لکھا ہے:-

إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ

مگر یہ کہ اگلے پیغمبروں نے کذب کیا تھا تو انہیں لوگوں نے جھٹلایا۔

اس آیت کو طویل کرنا ضروری نہیں۔ اس لئے کہ قرآن کا ہر بے تعصب پڑھنے والا اس میں کوئی کلمہ نہ لے گا کہ اکثر محمدی (مسلمان) مصنف معجزوں کا ذکر کر کے محمد ﷺ سے کلمہ کہتے ہیں کہ یہ بات خود محمد ﷺ کی باتوں کے خلاف ہے۔ کہ بالکل قابل اعتبار نہیں ہے۔ باباب ربیعس بک سوسائٹی لدھیانہ امریکن مشن پریس ۱۸۹۰ء صفحہ ۱۱۱

جہاں لوگ مسلمانوں پر اکثر یہ اعتراض کرتے ہیں مگر انہیں اپنے گھر کی بھی خبر نہ ہو کہ اسلام کے معجزات کی نسبت جو کچھ ان جیل لارڈ میں لیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:-

باب ۱۲ آیہ ۳۸-۳۹ میں ہے کہ بعض فقیہوں اور فریسیوں نے مسیح سے ایک خط لکھا کہ جس کے جواب میں آپ نے فرمایا:-

میں اللہ کے بند اور حرام کار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں۔ پر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان نہیں ہے۔ کیونکہ جیسا یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہے ویسا ہی

وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّن رَّبِّهِ ط فَقُلْ إِنَّمَا الْإِنشَاءُ عِنْدَ اللَّهِ ط وَالشَّيْءُ أَنزِلُ
يَكْفِيهِمْ أَنَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَى عَلَيْهِمْ ط إِنَّ فِي ذَلِكَ لَرِسَالَةً ط وَاللَّهُ يَوْمَ
يُؤْمِنُونَ - (عنكبوت - ع ٥)

(ترجمہ) اور کہتے ہیں کیوں نہ اتریں اس پر کچھ نشانیاں اس کے روپ سے۔ تو کہہ دیجئے کہ یہ کتاب اللہ کی ہے اور میں تو سنا دیتے والا ہوں کھول کر۔ کیا ان کو میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ کتاب اللہ پر پڑھی جاتی ہے۔ بیشک اس میں بڑی رحمت ہے اور سمجھا جان لو گویا کہ اللہ ان آیتوں کا خلاصہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کفار قریش کا بدلہ دے دو۔

عناد کے سبب سے ہمارے حبیب پاک کی نسبت کہتے ہیں کہ ان پر ایسا لگا ہوا کہ ان کو جیسا کہ ناقہ صالح اور عصائے موسیٰ اور ماندہ عیسیٰ ہیں۔ اسے ہمارے حبیب اللہ کو دیکھئے کہ ایسی نشانیاں اللہ کی قدرت و حکم میں ہیں۔ وہ ان کو حسب مشائے قدرت و حکم میرا کام تو یہ ہے کہ ان آیات کے ساتھ جو مجھے ملی ہیں کفار کو ڈراؤں۔ نہ یہ کہ وہ کفار کو عناد و تحت سے طلب کرتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کفار کی توبہ میں ہر ایک کو کرتے ہیں یوں فرماتا ہے۔ کیا ان کو ایک نشانی کافی نہیں جو تمام نشانوں سے ہے یعنی قرآن کریم جو ہم نے تجھ پر اتارا ہے۔ وہ ایک زندہ معجزہ ہے اور مکلفین کو اس سے جاتا ہے اور ہمیشہ کے لئے ان کے ساتھ رہے گا۔ اس میں بڑی رحمت اور کرم ہے۔ ان کے لئے نہ ان کے لئے جو عناد رکھتے ہیں۔

اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ آیات بالا سے معجزات کی الٹی مثالیں دی گئی ہیں۔ بلکہ کثرت معجزات ان خاص نشانیوں کے نہ ملنے کی وجہ بیان ہوئی ہے۔ یہ ہر کلام کے مطلب کا طلب کیں۔ لہذا ایسی آیات کا یہ کہنا کہ قرآن میں کوئی آیت نذر نہیں آئی اس پر اعتراض آحضرت علیؑ نے مجھ سے دکھائے صرف عنوان پر مبنی ہے۔ وہ اس قدر حد تک کہ (یہوداء۔ ۱۶)۔

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ أَنْ يَقُولُوا إِنْ كُنْتُمْ إِلَّا كَذِبًا. (كلمة ۱۱)

(ترجمہ) کیا بڑی بات ہو کر نکلتی ہے ان کے منہ سے سب جھوٹ ہے۔



حضرت علیؓ کے فضائل و خصائص کا بیان

یہاں عاجز ہوں۔ چنانچہ حضرت خواجہ صالح بن مہدک بخاری خلیفہ مجاہد
میدہماؤ الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ انیس اطالبین ص ۹ میں لکھتے

اولی مقام است که صدیقیت نزدیک ترین مقام و مرتبه ایست به نبوت و سخن
صالحان و اولیای الهی و یزید بسطامی است قدس سره که آخر نهایت صدیقان اول احوال
و اول کلمات قدسیه و اثبات است که نهایت مقام عامه مومنان به ایت مقام
نهایت است و اولیای به ایت مقام شهیدان است و نهایت مقام شهیدان به ایت
مقام است و نهایت مقام صدیقان به ایت مقام انبیاء است و نهایت مقام انبیاء
به ایت مقام است و نهایت مقام رسول به ایت مقام اولوالعزم است و نهایت مقام
اولوالعزم به ایت مقام مصطفی است ^{صلوات} و مقام مصطفی را نهایت پیدائست جز حق جل و
جلالت نهایت مقام دس را اندام و در روز ازل مقام ارواح و برز و پیشاق هم برین مراتب
و در روز قیامت هم برین مراتب باشد۔

امام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ نبوت کے سب سے نزدیک مقام و مرتبہ
اور سلطان العرفین ابو یزید بسطامی قدس سرہ کا قول ہے کہ صدیقیوں
کی غایت نبیوں کے مقام کی ابتدا ہے اور ان کے کلمات قدسیہ میں سے ہے
کہ صدیقیوں کے مقام کی غایت اولیاء کے مقام کی ابتدا ہے اور اولیاء کے مقام کی
ابتدا شہیدوں کے مقام کی ابتدا ہے اور شہیدوں کے مقام کی غایت صدیقیوں کے مقام
کی ابتدا ہے اور صدیقیوں کے مقام کی غایت نبیوں کے مقام کی ابتدا ہے اور نبیوں کے
مقام کی ابتدا رسولوں کے مقام کی ابتدا ہے اور رسول کے مقام کی غایت اولوالعزم کے

مقام کی ابتدا ہے اور اولوالعزم کے مقام کی غایت حضرت مصطفیٰ کے مقام پر پہنچنے اور حضرت مصطفیٰ کے مقام کی کوئی انتہاء نہیں اور حق میں وہاں تک کہ آپ کے مقام کی انتہاء نہیں چاہتے روز ازل میں جبرائیل کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا جو مذکور ہوئے اور قیامت کے دن بھی ان ہی مراتب پر ہوگا۔

شیخ ابو الحسن خرقانی قدس سرہ (متوفی روز عاشورہ ۷۳۵ھ) یوں فرماتے ہیں: ”سب چیز را غایت خداست۔ غایت درجات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و غایت خداست۔ غایت معرفت خداست۔“ (تکلیف الانس)

(ترجمہ) مجھے ان تین چیزوں کی غایت وحدہ معلوم نہ ہوئی۔ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مگر شخص معرفت۔

امام شرف الدین و صری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۹۳ھ) اپنے تفسیر میں فرماتے ہیں:-

ذغ ما اذغنه النصاري في نبهم
واحتكم بما ثبت مذخا فيه واحكم
فانسب الي ذاته ما ثبت من شرف
وانسب الي قدره ما ثبت من علم
فان فضل رسول الله ليس له
حق فيغرب عنه فاطق به

(ترجمہ) چھوڑ کر دعویٰ وہ جس کے ہیں نصاریٰ مدعی چاہو جو مانو اسے انصاف اللہ کے شرف چاہو کرو منسوب اس کی ذات سے کوئی عقمت کیوں نہ ہو ہے منزلت سے اس کی نہیں رکھتی فضیلت کچھ رسول اللہ کی لب کشائی کیا کریں اہل عرب اہل ہجرت۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں یوں فرماتے ہیں:

ہر رتبہ کہ بود در امکاں بردست ختم
پر نعتی کہ داشت خدا شد بد تمام

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:-

يا صاحب الجمال وبنا سيد البشر
لا يمكن الشاء كما كان حقاً
(ترجمہ) اے صاحب جمال اے سید البشر آپ کے روشن چہرہ سے چاند روشن ہے آپ کی

چشمہ کہ خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں۔
اگر اہل کائنات و فضائل دیگر انبیائے کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین میں جدا جدا
کائنات کے نظائر یا ان سے بھی بڑھ کر حضور انور باری ہو وای کی ذات شریف میں مجتمع

حسن یوسف وم عیسیٰ یدینا داری
آنچه خواباں ہمہ دارم تو تنها داری

فرمیں تو صبح صرف چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں:-
سیدنا مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اللہ تعالیٰ نے
اسماء کے علاوہ مسیمات کا بھی علم دیا جیسا کہ حدیث
طبرانی و مسند فردوس کے حوالہ سے پہلے آچکے ہے۔
آپ پر اللہ اور اللہ کے فرشتے درود بھیجتے رہتے ہیں اور
مومنین بھی سلام و درود بھیجتے ہیں۔ یہ شرف انہما مکمل
ہے۔ کیونکہ سجدہ تو ایک دفعہ ہو کر منقطع ہو گیا اور
درود سلام ہمیشہ کے لئے جاری ہے اور اعم بھی کیونکہ
سجدہ تو صرف فرشتوں سے ظہور میں آیا اور درود میں
اللہ اور فرشتے اور مومنین شامل ہیں۔ علاوہ ازیں امام
فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اس لئے سجدہ کا حکم دیا تھا
کہ نور محمدی حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں
تھا۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے شب معراج میں آسمانوں کے
اوپر مقام قاف قوسین تک اٹھایا۔

حضرت اور یس علی
صلوات اللہ علیہ وسلم آپ
کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر

۳۔ حضرت نوح علی نبیہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ پر ایمان لانے والوں کو غرق ہونے سے نجات دی۔

۴۔ ہود علی نبیہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی مدد کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیجی۔

۵۔ حضرت صالح علی نبیہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے لئے اللہ تعالیٰ نے پتھر میں سے اونٹنی نکالی آپ ﷺ فصاحت میں پگانہ روزگار تھے۔

۶۔ حضرت ابراہیم علی نبیہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔

آپ کے وجود کی برکت سے آپ ﷺ کی اہل عذاب استیصال سے محفوظ رہی و ماسکین و یتیم و یتیم و انت فیہم (۱) اللہ تعالیٰ نے کشتی نوح بھی آپ ﷺ ہی کے نور کی برکت سے غرق ہونے سے چلایا کیونکہ اس وقت نوری محمدی ﷺ حضرت (۲) سام کی پیشانی میں تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ بلا صبا سے میری مدد کی قوم عابو مغری ہوا سے ہلاک کی گئی۔

لوٹنے نے آپ ﷺ کی اطاعت کی اور آپ ﷺ کا کلام کیا فصاحت میں کوئی آپ کے درجہ کو نہیں سکتا۔ (۳)

آپ ہی کے نور کی برکت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ ٹھنڈی ہو گئی آپ ﷺ کی ولادت شریعت پر فارس کی آگ جو بزرگوں سے نہ بھی تھی گل ہو گئی شب معراج میں کرۂ باد سے آپ ﷺ کا گزر ہوا اور کوئی تکلیف نہ پہنچی آپ ﷺ کی امت میں بھی ایسے بزرگ گزرے ہیں کہ آگ میں ڈالے گئے اور سلامت رہے۔ چنانچہ ابو مسلم (۴) غولانی و ذوالحجہ کلید۔

آپ کو مقام خلت عطا ہوا اسی واسطے آپ کو خیل اللہ کہتے تھے۔ آپ نے اپنی قوم کے خاندان کے بت توڑے۔

آپ نے خانہ کعبہ بنایا۔ حضرت اسماعیل علی نبیہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے والد بزرگوار ذبح کرنے لگے تو آپ نے صبر کیا۔

۸۔ حضرت یعقوب علی نبیہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو جب براء اور لاث یوسف نے خبر دی کہ یوسف کو بھڑیا کھا گیا ہے تو آپ نے بھیڑیے کو بلا کر پوچھا بھڑیا بولا میں نے یوسف کو نہیں کھایا۔ (قصص کبریٰ جزء ثانی ص ۱۸۲)

آپ فراق یوسف میں مبتلا ہوئے اور صبر کیا یہاں تک کہ فم کے مدے

آپ ﷺ کو نہ صرف درجہ خلت عطا ہوا بلکہ اس سے بڑھ کر درجہ محبت عطا ہوا اسی واسطے آپ ﷺ کو حبیب اللہ کہتے ہیں۔ (۵) آپ نے خانہ کعبہ کے گرد نور لوہا پر جو تین سو ساٹھ بت نصب تھے محض ایک لکڑی کے اشارے سے یکے بعد دیگرے گرا دیئے۔ آپ نے بھی خانہ کعبہ بنایا حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھ دیا تاکہ آپ کی امت کے لوگ طواف وہاں سے شروع کریں۔

اس کی نظیر آنحضرت ﷺ کا شق صدر ہے جو وقوع میں آیا حالانکہ ذبح اسماعیل وقوع میں نہ آیا بلکہ ان کی جگہ و نبذ ذبح کیا گیا۔

آپ سے بھی بھڑیے نے کلام کیا جیسا کہ پہلے آچکا ہے۔

آپ اپنے صاحب زادے ابراہیم کی دائمی مفارقت میں مبتلا ہوئے مگر آپ نے صبر کیا حالانکہ اس وقت اور کوئی صاحب زادہ آپ کا نہ تھا۔

آپ کی آنکھیں سفید ہو گئیں
اور قریب تھا کہ ہلاک ہو
جاتے۔

۹۔ حضرت یوسف علیٰ نبیہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو
اللہ تعالیٰ نے بوا حسن و جمال
عطا فرمایا۔

آپ خوابوں کی تعبیر بیان
کرتے تھے مگر قرآن مجید میں
صرف تین خوابوں کی تعبیر
آپ سے وارد ہے۔

آپ اپنے والدین اور وطن
کے فراق میں مبتلا ہوئے۔

۱۰۔ حضرت ایوب علیٰ نبیہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ
صابر تھے۔

۱۱۔ حضرت موسیٰ علیٰ نبیہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو
ید بیضا عطا ہوا۔

آپ نے عصا مار کر پتھر سے
پانی جاری کر دیا۔

آپ کو عصا عطا ہوا جو اڑ رہا
تھا جاتا تھا۔

آپ کو ایسا حسن عطا ہوا کہ کسی کو نہیں ہوا
یوسف علیہ السلام کو تو نصف حسن ملا تھا مگر
صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ملا۔

آپ سے تعبیر روایا کی کثیر مثالیں احادیث میں
ہیں۔

آپ نے اہل لور رشتہ داروں اور دوستوں اور وطن
چھوڑ کر ہجرت کی۔

صبر میں آپ کے احوال حد حصر سے خارج ہیں۔

آپ کی پشت مبارک پر مہر نبوت تھی۔ علاوہ
آپ سر اپانور تھے۔ اگر آپ نے نقاب بصر سے لہذا
ہوتا تو کوئی آپ کے جمال کی تاب نہ لاتا۔

آپ نے اپنی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی جاری
کر دیا یہ اس سے بڑھ کر ہے کیونکہ پتھر سے پانی کا
متعارف ہے مگر خون و گوشت میں سے جاری
نہیں۔

ستون حنابلہ جو کجور کا ایک ٹکٹ تھا آپ کے اہل
میں روایا اور اس سے اس چو کی سی آواز نکلی جو ہاں
فراق میں رورہا ہو۔

آپ نے لور پر اپنے رب
کا نام لیا۔

آپ نے عرش پر مقام قباب قوسین میں اپنے رب
سے کلام کیا اور دیدار الہی سے بھی بہرہ ور ہوئے اور
حالت جہنم میں رہے۔

موسیٰ زہوش رفت بیک پر تو صفات
تو عین ذات کی گہری در تہیے
(عزت خاری)

آپ نے انگشت شہادت سے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا
معجزہ کلیم تو زمین پر تھا اور یہ آسمان پر وہاں عصا کا سہارا
تھا اور یہاں صرف انگلی کا اشارہ۔

آپ کے لئے بھی آفتاب غروب ہونے سے روکا گیا۔

آپ نے بدر کے دن جبارین سے جہاد کیا اور ان پر فتح
پائی آپ وفات شریف تک جہاد کرتے رہے اور جہاد
قیامت تک آپ کی امت میں جاری رہے گا۔

آپ کے دست مبارک میں سنگریزوں نے تسبیح پڑھی
بلکہ آپ نے دوسروں کے ہاتھ میں بھی سنگریزوں سے
تسبیح پڑھا دی اس سے بڑھ کر یہ کہ آپ کے طعام
میں سے تسبیح کی آواز آیا کرتی تھی کیونکہ پہاڑ تو خشوع
و خضوع سے متصف ہیں مگر طعام سے تسبیح معمور
نہیں۔

پرنڈوں کے علاوہ حیوانات (لوٹ بھڑیجے شیر
وغیرہ) آپ کے مسخر و مطیع کر دیئے گئے۔

آپ کے لئے شب معراج میں عزت بیت المقدس
خمیر کی مانند ہو گیا تھا۔ پس آپ نے اس سے اپنا راق
باندھا۔ (دلائل حافظہ الامام نعیم اصفہانی)

آپ نے عصا سے حیرہ قنزم
کرا دیا۔

حضرت یوسف علیٰ نبیہ
علیہ السلام آپ کیلئے
کھانا لایا گیا۔

آپ نے حضرت موسیٰ کے
ہاتھ میں سے جہاد کیا۔

حضرت داؤد علی نبیہ
علیہ السلام آپ کے
ہاتھ پہاڑ تسبیح پڑھتے تھے۔

آپ کے مسخر کر
کے گئے۔

آپ کے ہاتھ میں لوبا موم
کی طرح نرم ہو جاتا تھا۔

آپ نہایت خوش آواز تھے۔

آپ بھی نہایت خوش آواز تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے
حدیث انس میں نقل کیا ہے۔ دکانا حسنہ
احسنہم وجہاوا حسنہم صوتا۔

۱۳۔ حضرت سلیمان علیہ السلام
و علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو
ملک عظیم عطا ہوا۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ نبوت کے بعد
ملک لیں یا عبودیت آپ نے عبودیت کو چنا اور
بایں ہمہ اللہ تعالیٰ نے خزان اراض کی کھان آپ کو
عطا فرمائیں اور آپ کو اختیار دیا کہ جس کو چاہیں
کریں۔

آپ کے تخت کو جہاں چاہے
ہوا لڑا لے جاتی صبح سے
زوال تک

آپ کو شب معراج میں براق عطا ہوا اور وہ براق
سے بھی تیز رفتار تھا۔

جن بطوع و رغبت آپ پر ایمان لائے۔

ایک مہینہ کی مسافت اور
زوال سے شام تک ایک مہینے
کی مسافت طے کرتے تھے
آپ پرندوں کی بولی سمجھتے
تھے۔

آپ اونٹ بھیڑیے وغیرہ حیوانات کا کلام سمجھتے
آپ سے پتھر نے کلام کیا جسے آپ نے سمجھ لیا۔

آپ نے مردوں کو زندہ اور اندھوں کو بینا کر دیا
کو اچھا کیا جب خیر فتح ہوا تو وہاں کی ایک عورت
عورت نے آپ کو زہر آلود بکری کا گوشت ملا دیا
بھیجا آپ نے بکری کا بازو لیا اور اس میں سے دھواں نکالا
بازو لیا کہ مجھ میں زہر ڈالا گیا ہے یہ مردہ کو زندہ
کرنے سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ میت کے ایک انگلی
زندہ ہوتا ہے۔ حالانکہ اس کا بقیہ جو اس سے الگ ہے
مردہ ہی تھا۔

آپ نے مٹی سے پرندہ بنا دیا
غزوہ بدر میں حضرت عکاشہ بن محصن کی تھوڑی
مٹی آپ نے ان کو ایک خشک گھڑی دے دی جب
انہوں نے اپنے ہاتھ میں لے کر ہلائی تو اسے سفید
مضبوط لمبی تھوڑی مٹی۔

آپ نے گوارہ میں لوگوں کو
کام کیا آپ بڑے زاہد
آپ نے ولادت شریف کے بعد کام کیا آپ کا زہد
سب سے زیادہ تھا۔

خصائص سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وسلم)

افاضل و معجزات مذکورہ بالا تو وہ ہیں جو آنحضرت ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام
کو مشترک ہیں۔ ان کے علاوہ اور فضائل و معجزات وغیرہ ہیں جو آنحضرت ﷺ سے
مخصوص ہیں۔ ان کو آپ کے خصائص کہتے ہیں۔ یہ خصائص بھی بشارت اور حد و ہر سے خارج
ہیں۔ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تیس سال بڑی محنت سے احادیث و آثار و کتب
میں شرح حدیث و فقہ و اصول و تصوف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص کا تتبع کیا۔ اور
خصائص کبریٰ اور النموذج الملبس فی خصائص الحبیب تصنیف فرمائیں جن میں ہزار سے زائد
خصائص مذکور ہیں۔ جزاء اللہ عنایہ الخیر الجزاء قطب شعرانی نے کشف الغمہ میں اپنے استاد علامہ
علاء الدین کے خط سے یہی خصائص نقل کئے ہیں۔

یہ خصائص چار قسم کے ہیں۔ اول وہ واجبات جو آنحضرت ﷺ سے متعلق ہیں۔ مثلاً نماز
دو روزہ احکام جو آنحضرت ﷺ ہی پر حرام ہیں اور سب پر نہیں۔ مثلاً تحریم زکوٰۃ سوم وہ
واجبات جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق ہیں۔ مثلاً نماز بعد عصر۔ چہارم وہ فضائل و کرامات
جو اللہ تعالیٰ انور بانی ہوا ہی سے مخصوص ہیں۔ اس مختصر میں صرف قسم چہارم میں سے بعض خصائص
درج کیے جاتے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو سب نبیوں سے پہلے پیدا کیا اور سب سے اخیر میں
بعثت فرمایا۔

2۔ عالم ارواح میں آپ کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا اور اسی عالم میں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی
روحوں نے آپ کے روح انور سے استفادہ کیا۔

3۔ عالم ارواح میں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی روحوں نے آپ کے روحوں سے استفادہ کیا۔

نے عہد لیا کہ اگر وہ حضور انور کے زمانے کو پاکیں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی روایت سے
4۔ یوم است میں سب سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لی کیا تھا۔

5۔ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نور تمام مخلوقات حضور انور کی طرف سے
کئے گئے۔

6۔ حضور کا اسم مبارک عرش کے پایہ پر اور ہر ایک آسمان پر اور تمام مخلوقات کے
مخلات پر اور حوروں کے سینوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا گیا ہے۔

7۔ کتب البامیہ ساہلہ تورات و انجیل وغیرہ میں آپ کی شانہ و شرف ہے۔

8۔ حضور انور ہنسی آدم کے بہترین قرون قرآن بعد قرن سے اور بہترین قرون
سے ہیں۔ یعنی برگزیدہ ترین برگزیدہ گال اور بہترین بہترین معراج الہیہ

9۔ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر حضور کے بعد
حضرت عواء سے لے کر حضور کی والدہ ماجدہ تک حضور کا نسب شریف۔

10۔ حضور انور کی ولادت شریف کے وقت امت کو اندھے گمراہ تھے۔
پڑھے۔

11۔ حضور خاتمہ کئے ہوئے ناف بریدہ اور آلودگی سے پاک صاف تھے۔
12۔ پیدائش کے وقت آپ حالت سجدہ میں تھے اور ہر دو انگلیں اشارت الہیہ کی طرف
طرف اٹھائے ہوئے تھے۔

13۔ آپ کے ساتھ پیدائش کے وقت ایسا نور نکلا کہ اس میں آپ کی تمام
اللہ علیہا نے ملک شام کے محل دیکھ لئے۔

14۔ فرشتے حضور انور علیہ السلام کے گوارے کو بلایا کرتے تھے۔ آپ کی طرف سے
کھام کیا۔ چنانچہ آپ چاند سے باتیں کیا کرتے۔ جس وقت آپ اس کی طرف اشارہ کرتے
اشارہ فرماتے تو وہ آپ کی طرف جھک آتا۔

15۔ بعثت سے پہلے گرمی کے وقت اکثر بادل آپ پر ساہ کر رہے ہوتے۔
آپ کی طرف آجاتا تھا۔

16۔ حضور انور کا سینہ مبارک چار دفعہ شق کیا گیا۔ یعنی جانہ و غایت
کی عمر شریف میں نثار حرامیں ابتداء وحی کے وقت شب معراج میں ہوا کہ حضور انور کی طرف سے

17۔ اللہ تعالیٰ نے قریب مجید میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر عضو کو

ہر عضو کی کمال محبت و عنایت پائی جاتی ہے۔
ما کذب الفؤاد ما رآی۔ (نجم۔ ع ۱)

نزل بہ الروح القدس علی قلبک۔ (شعراء۔ ع ۱۱)

وما یَنطِقُ عن الہوی۔ (نجم۔ شروع)

فلانما یَسْرُئِلُ بِلِسَانِکَ۔ (دخان۔ ع ۳)

ما زَاغَ البَصَرُ وما طَغی۔ (نجم۔ ع ۱)

قد نَرٰی نَقْلَکَ وَجَہَکَ فی السَّمَاءِ (نور۔ ع ۱۷)

ولا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُولَۃً اِلٰی عُنُقِکَ۔
(بنی اسرائیل۔ ع ۳)

الْم نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ لَا وَضَعْنَا عَنَکَ وَزْوَکَ لَا اَلَدِیَا
انْقَضَ ظَہْرُکَ لَا (الم نشرح شروع)

18۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم مبارک (محمد) اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اسم مبارک
کا ایک حصہ ہے۔

19۔ حضور انور کے اسمائے مبارکہ میں سے تقریباً ستر نام وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے
اسم مبارک میں ہیں۔

20۔ حضور انور علیہ السلام کا ایک اسم مبارک احمد ہے۔ آپ سے پہلے جب سے دنیا پیدا
ہوئی اور ہم نے اس بات میں کسی کو شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے کہ کتب ساہلہ البامیہ
میں اس کا ذکر ہے۔

21۔ آپ کو آپ کا پروردگار بہشت کے طعام و شراب سے کھلاتا پلاتا تھا۔
22۔ حضور انور اپنے پیچھے سے ایسا دیکھتے جیسا کہ سامنے سے دیکھتے۔ رات کو اندھیرے
میں بھی جیسے روز کے وقت اور روشنی میں دیکھتے۔

23۔ حضور انور علیہ السلام کے وہن مبارک کا لعاب آب شور کو پیٹھا دیتا اور شیر خوار بچوں کے
بہن مبارک کے ہاتھ پر لگاتا تھا۔

24۔ جب آپ کسی پتھر پر چلے تو اس پر آپ کے پائے مبارک کا نشان ہو جاتا۔ جیسا کہ
25۔ حضور انور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک میں آپ کی کہنیوں کا نشان مشہور ہے۔
26۔ حضور کی ہاتھ شریف پاک و صاف اور خوشبودار تھے۔ اس میں کسی قسم کی پائے

- 26۔ آپ کی آواز مبارک اتنی دور تک پہنچی کہ کسی دوسرے کی نہ پہنچی تھی۔
 آپ خطبہ دیا کرتے تھے تو نو جوان لڑکیاں اپنے گھروں میں سن لیا کرتی تھیں۔
 27۔ آپ کی قوت سامعہ سب سے بڑھ کر تھی یہاں تک کہ اکثر افراد کو سب سے سبب سے آسمان میں جو آواز پیدا ہوتی ہے آپ وہ بھی سن لیتے تھے۔
 حضرت جبریل علیہ السلام ابھی سدرۃ المنتہیٰ میں ہوتے کہ آپ ان کے پاس پہنچ جاتے اور جب وہ وہاں سے آپ کی طرف وحی کے لئے اترنے لگتے تو آپ ان کی طرف سے لیتے۔ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کی آواز بھی آپ سن لیا کرتے تھے۔
 28۔ خواب میں آپ کی چشم مبارک سو جاتی مگر دل مبارک سہل رہتا تھا۔
 کہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کا بھی یہی حال تھا۔
 29۔ آپ نے کبھی بھائی اور انگڑائی نہیں لی اور نہ کبھی آپ کا حکم نہ مانا۔
 کرام بھی اس فضیلت میں مشترک ہیں۔
 30۔ حضور انور کا سینہ مبارک کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔
 31۔ حضور میانہ قد مائل بہ درازی تھے۔ مگر دوسروں کے ساتھ چلتے ہوئے بلند نظر آتے تاکہ باطن کی طرح ظاہری صورت میں بھی کوئی آپ سے مواظف نہ ہو۔
 32۔ حضور اقدس ﷺ کا سایہ نہ تھا کیونکہ آپ نور ہی نور تھے اور نور کا سایہ نہ ہوتا۔
 33۔ آپ سکے بدن شریف پر مکھی نہ بیٹھتی اور کپڑوں میں بھی نہ پالتے۔
 34۔ جب آپ چلتے تو فرشتے (غرض حفاظت) آپ کے پیچھے ہوتے اور انہیں نے اصحاب کرام سے فرمایا کہ تم میرے آگے چلو اور میری پیٹھ فرشتوں کے واسطے رکھو۔
 35۔ حضور انور کا خون اور تمام فضیلت پاک تھے بلکہ آپ کے دل کا خون بھی پاک تھا۔
 36۔ حضور کے براز کو زمین نگل جایا کرتی تھی اور وہاں سے کستوری کی خوشبو نکلتی تھی۔
 37۔ آپ جس منجے کے سر پر اپنا دست شفاء پھیرتے اسی وقت ہاں اور پاؤں مبارک درخت کو لگاتے وہ اسی سال پھل دیتا۔
 38۔ آپ جس سر پر اپنا دست مبارک رکھتے۔ آپ کی دست مبارک کی سیاہی راکھتے بھی سفید نہ ہوتے۔
 39۔ آپ رات کے وقت دولت خانے میں تبسم فرماتے تو مگر وہاں سے

- حضور اقدس ﷺ کے بدن مبارک سے خوشبو آتی تھی۔ جس راستے سے آپ گزرتے خوشبو ر ہتی جس سے پتہ چلتا کہ آپ یہاں سے گزرے ہیں۔
 انہی کے پائے پر آپ سوار ہوتے وہاں دروازہ کرتا جب تک کہ آپ سوار رہتے۔
 انہی آپ کی اہستہ پر کاہنوں کی خبریں منقطع ہو گئیں اور شباب و شباب کے ساتھ انہی کو دی گئی اور شیاطین تمام آسمانوں سے روک دیے گئے۔
 انہی حضور اقدس کا قرین و موکل (جن کا سلام لے آیا۔
 انہی شب معراج میں حضور کے لئے راق مع زین و لگام آیا۔
 انہی حضور انور ﷺ شب معراج میں جسد مبارک کے ساتھ حالت بیداری میں تھے اور انہی نے گئے۔
 ہاتھ جائے کہ چاندو آنجا
 عمرے جز خدا نبود آنجا
 انہی نے اپنے پروردگار جل شانہ کو آنکھوں سے دیکھا اور اس کے ساتھ کلام کیا۔
 انہی حضور اقدس میں نماز میں دیگر انبیائے کرام اور فرشتوں کے امام بنے۔
 انہی فرشتوں میں فرشتے آپ کے ساتھ ہو کر دشمنوں سے لڑے۔
 انہی امام واجب ہے کہ حضور اقدس پر درود و سلام بھیجیں۔ پہلی امتوں پر واجب نہ تھا۔
 انہی قرآن کریم اور دیگر کتب الہامیہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوائے حضور اقدس کے کسی اور پر درود وارد نہیں۔
 انہی حضور اقدس کو اللہ تعالیٰ نے وہ کتاب عطا فرمائی جو تحریف سے محفوظ اور لمحاظ لفظاً و معنیاً بالکل آپ ہی تھے لکن پڑھنا نہ جانتے تھے اور نہ عالموں کی صحبت میں رہے تھے۔
 انہی حضور انور کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں۔ چنانچہ آپ کا ارشاد مبارک ہے (میں تو بننے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے) ان خزانوں میں سے جو اللہ تعالیٰ چاہے ان کے دست مبارک سے ملتا ہے۔ کیونکہ آپ حضرت باری تعالیٰ کے محبوب و مخلص ہیں جو کچھ چاہتے ہیں بلائ الہی عطا فرماتے ہیں۔
 انہی اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس کو جوامع کلم عطا فرمائے ہیں۔ یعنی آپ کے کلام میں تمام لوازمات و بلاغت اور غوامض معانی اور بدائع حکم اور محاسن عبادات بلطف موجز لطیف

52۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر شے کا علم دیا یہاں تک کہ روں اور ان کے

عنایت فرمایا جو سورہ القلم کے اخیر میں مذکور ہیں۔ (۷)

53۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سارے جہان (انس و جن و ملائکہ) کے لئے ہیں۔

54۔ حضور انور سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

55۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رعب کا یہ حال تھا کہ دشمن خدا کا رسول پر ہوتا آپ اس پر رعب سے فتح پاتے اور وہ مغلوب ہو جاتا۔ یہ تخصیص ہے۔ علی نبیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے ہے۔ سلاطین و جہادہ کا معاملہ خارج از بحث ہے۔

56۔ آپ کے لئے (اور آپ کی امت کے لئے) غنائم حلال کر دی گئی ہیں۔ کسی پر حلال نہ تھیں۔

57۔ آپ کے لئے (اور آپ کی امت کے لئے) تمام روئے اچھے ہیں۔
 کرنے والی بنا دی گئی۔ جہاں نماز کا وقت آجائے اور پانی نہ ملے تیمم کر کے وہی نماز پڑھ لیں۔
 دوسری امتوں کے لئے پانی کے سوا کسی اور چیز کے ساتھ طہارت نہ تھی اور نماز بھی۔
 وغیرہ کے سوا اور کچھ جائز نہ تھی۔

58۔ چاند کا ٹکڑے ہونا۔ شجر و حجر کا سلام کرنا اور رسالت کی شہادت دینا۔
 لور انگلیوں سے چشمے کی طرح پانی جاری ہونا۔ یہ سب معجزات آپ کو عطا ہوئے۔

59۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔

60۔ حضور کی شریعت تمام انبیاء سابقین کی شریعتوں کی ناسخ ہے۔

۴۰۰

61۔ حضور کو اللہ تعالیٰ نے کئی بار سے خطاب فرمایا۔ خلاف دیگر انبیاء کے نام سے خطاب کیا ہے۔ دیکھو آیات ذیل:-

1- وَقُلْنَا يَا أدمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ (پ-ا-۴۷)

2- وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ۔ (پ ۱۶ طہ ۷)

3- فَبَلَ يَتُوحَّ اٰمِطُ بَسْلَمُ بِنَا وَبَرَكْتَ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ اٰمِطُ مَعْرُوفُ

4۔ وَتَنَادَى نُوحٌ بِأَهْلِهِ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يَنْهَىٰ أَرْكَبَ مَعًا وَلَا يَنْهَىٰ

(پ ۱۴۔ ہو۔ ع ۷)

فَمِنْ أَرْهَمِهِمُ الْفَوَاعِدُ مِنَ الْبَيْتِ وَاسْمُعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُخَلِّقِينَ عَلَى النَّاسِ بَرًّا لِي وَبِكَلَامِي وَلِيُخَدِّمُوا آتِي
(پ ۹ - اعراف - ع ۱۷)

فَقَضَى عَلَيْهِ قَالَ هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُضِلٌّ
(٢)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَذْكُرُ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِكَ - (مائدة)

قُلْ هِيَ اسْمُ رَبِّهِمُ اللَّهُمَّ رَبَّنَا انزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا رِزْقًا وَمَلَكًا وَادَارُقًا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ -

﴿وَمَا يَكْفُرُ﴾

وَالْقَوْمُ كَافِرُونَ (پ ۲۳-ص ۲۷)

(پ ۱۶۔ مریح۔ ع ۱)

لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَكُفُّوا أَلَمَهُمْ إِنَّهُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَمَلٌ عَتِيدٌ (آل عمران - ع ٣)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَءُوا حَتَّى تَقْرَأُوا آيَاتِ الْكِتَابِ بِأَمْرِ رَبِّهِ (مريم-ع ١١)

(انبیاء-۶ع)

وَمَنْ أَتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ - (الأنفال ع ٨)
الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ - (مائدة ع ١٠)

الْحَمْدُ لِلَّهِ - (نزل شروع) 4- يَا أَيُّهَا الْمَدِينَةُ - (مد شروع)

جہاں اللہ تعالیٰ نے حضور کے نام مبارک کی تصریح فرمائی ہے وہاں ساتھ ہی کوئی اور وصف بیان فرمایا ہے۔ دیکھو آیات ذیل:-

- 1- وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ - (پ ۳- آل عمران- ع ۱۵)
 - 2- مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ - (پ ۲۶- فتح- ع ۳)
 - 3- مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ - (پ ۲۲- احزاب- ع ۵)
 - 4- وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ - (پ ۳۶- محمد- ع ۱)
- جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم و حبیب کا تذکرہ کیا ہے وہاں اپنے عظیم و حبیب کو نبوت کے ساتھ یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ یوں ارشاد ہوا ہے:-
- 5- إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ - (پ ۳- آل عمران- رکوع ۷)

62- حضور کو نام مبارک کے ساتھ خطاب کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ دوسری امتیں اپنے اپنے نبیوں کو نام کے ساتھ خطاب کیا کرتی تھیں۔ دیکھو آیت ذیل:-

- 1- قَالُوا يَمُونُ سِى اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ - (پ ۹- اعراف- ع ۱۶)
- 2- وَإِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ يَيسَى ابْنُ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَنْ يُنْزِلَ عَلَيْنَا مَائِدًا مِنَ السَّمَاءِ - (پ ۷- مائده- ع ۱۵)
- 3- قَالُوا يَهُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ بِذَارِكِي آلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ بِمُؤْمِنِينَ - (پ ۱۴- ہود- ع ۶)
- 4- قَالُوا يَصْلِحْ لَدُنْكَ فِيمَا كُنْتَ فِيمَا مَرَجُوا قَبْلَ هَذَا أَتَنُتِنَا أَنْ نَعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّ آبَاءَنَا وَقَبْلَهُمْ مِنْ شَرِكِهِمْ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ قَدْ غَوَيْنَا إِلَيْهِ مُرِيبٌ - (پ ۱۰- اعراف- ع ۱۶)

مگر ہمارے آقا نے نامداریابی ہوائی کی نسبت یوں ارشاد فرمایا ہے:-

(ترجمہ) مت مقرر کرو پکارنا پیغمبر کا درمیان اپنے جیسا پکارنا جیسے تمہارے کا ہے۔

63- حضور کا نام مبارک اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں طاعت و عبادت کے احکام و وعدہ و وعید اور انعام و اکرام کا ذکر کرتے وقت اپنے پاک نام کے ساتھ فرمایا ہے۔ آیات ذیل:-

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط

(پ ۱۸- نور- ع ۹)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ ط

(پ ۵- نساء- ع ۸)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنَّهُ وَاتَّبِعُوا تَسْمَعُونَ ط

(پ ۹- انفال- ع ۳)

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ط أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ط

(پ ۱۰- توبہ- ع ۹)

يَا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّى يَسْأَلَ بَعْضٌ بَعْضًا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ط (پ ۱۸- نور- ع ۹)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ط

(پ ۹- انفال- ع ۳)

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ط ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ - وَمَنْ يُعَصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا ط وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ ط

(پ ۳- نساء- ع ۲)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا عَظِيمًا ط (پ ۲۲- احزاب- ع ۷)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السُّبُلَ الَّتِي اتَّخَذُوا فَتَسَبُّوا اللَّهَ عَنَّا إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالَّذِينَ يَفْعَلُونَ ط (پ ۱۰- توبہ شروع)

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ط (پ ۱۰- توبہ- ع ۱)

لَمْ يَجْعَلْ لَكُمْ دِينًا كَدِينِ الْيَهُودِ وَنَسَارَ وَمَنْ يَتَّبِعِ الْيَهُودَ وَنَسَارَ بَعْدَ مَا جَاءَتْهُمُ بَيِّنَاتٌ مِنَ اللَّهِ فَإِنَّهُمْ مِنَ الْكَافِرِينَ ط (پ ۱۰- توبہ- ع ۱)

لَمْ يَجْعَلْ لَكُمْ دِينًا كَدِينِ الْيَهُودِ وَنَسَارَ وَمَنْ يَتَّبِعِ الْيَهُودَ وَنَسَارَ بَعْدَ مَا جَاءَتْهُمُ بَيِّنَاتٌ مِنَ اللَّهِ فَإِنَّهُمْ مِنَ الْكَافِرِينَ ط (پ ۱۰- توبہ- ع ۱)

لَمْ يَجْعَلْ لَكُمْ دِينًا كَدِينِ الْيَهُودِ وَنَسَارَ وَمَنْ يَتَّبِعِ الْيَهُودَ وَنَسَارَ بَعْدَ مَا جَاءَتْهُمُ بَيِّنَاتٌ مِنَ اللَّهِ فَإِنَّهُمْ مِنَ الْكَافِرِينَ ط (پ ۱۰- توبہ- ع ۱)

الْخِزْيُ الْعَظِيمُ - (پ ۱۰ - توبہ - ع ۸)

12- إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ - (پ ۱۰ - توبہ - ع ۵)

13- قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ أَوْسَاقٌ - (پ ۱۰ - توبہ - ع ۴)

14- قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ - (پ ۹ - الانفال شروع)

15- وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ - (پ ۱۹ - انفال ع ۲)

16- فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ - (پ ۵ - نساء ع ۸)

17- وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ - (پ ۱۰ - توبہ ع ۱۰)

18- وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ - (پ ۱۰ - توبہ ع ۱۰)

19- وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ - (پ ۱۰ - توبہ ع ۱۰)

20- وَسَاءَ الْمُتَعَذِّرُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ - (پ ۱۰ - توبہ ع ۱۰)

21- وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ - (پ ۱۰ - توبہ ع ۱۰)

64- اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا ذکر بلند کیا ہے۔ چنانچہ اذان اور خطبے اور اللہ تعالیٰ کے عزوجل کے ساتھ آپ کا ذکر بھی ہے۔

65- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آپ کی امت پیش کی گئی اور جو کچھ آپ کی امت کی قیامت تک ہونے والا ہے وہ سب آپ پر پیش کیا گیا۔ باقی امتیں بھی آپ پر پیش کی گئیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو ہر چیز کا نام بتایا گیا۔

66- آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں اور محبت و خلت اور کلام و رویت کے

67- جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پہلے نبیوں کو ان کے مانگنے کے بعد عطا فرمایا وہ آپ کو سن مانگے

(الف) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے سوال کیا:-

(شعراء ع ۵)

اللہ سوانہ کر مجھ کو جس دن جی کر اٹھیں۔

حضور سرور انبیاء ﷺ اور آپ کی امت کے بارے میں خدا تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے:-

اللَّهُ الَّذِي أَنْعَمَ عَلَى النَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ - (التحریم ع ۲)

جس دن اللہ سوانہ کرے گا نبی کو اور ان کو جو ایمان لائے ہیں اس کے ساتھ۔

یہاں سوال سے پہلے بشارت ہے۔

(ب) حضرت ابراہیم علیہ السلام یوں دعا کرتے ہیں:-

وَسَيُؤْتِيكَ اللَّهُ تِلْكَ الْأَمْثَالَ - (ابراہیم ع ۶)

مجھے اور میرے بیٹوں کو ان کی عبادت سے چاہ۔

حضور سرور انبیاء ﷺ کے حق میں ان مانگے خدا فرماتا ہے:-

وَلَا تَحْزَنْ لِمَا أَهْلَ النَّبِيِّتِ وَيُطَهِّرُكُمْ تَطْهِيرًا - (احزاب ع ۴)

اللہ کی جگہ چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اے گھر والو۔ اور ستھر کرے تم کو

یہ مانگ ہے اس سے جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے حق میں ہوا۔ کیونکہ دعائے خلیل تو

اللہ تعالیٰ کی لکھی گئی تھی اور یہ ہر گناہ و نقص کو عام ہے۔ وہ تو اپنے بیٹوں کے حق میں

یہ مانگ ہے عام ہے ہر ایک کو کہ شامل ہے اس کو بیت حضور نبی ﷺ کا یعنی آپ کے ازواج

(ج) حضرت خلیل اللہ علیہ السلام یوں دعا کرتے ہیں:-

وَرَدَّيْنِي جَنَّةَ النَّعِيمِ - (شعراء ع ۵)

مجھے جنت نعیم کے داروں میں سے کر۔

حضور سرور انبیاء ﷺ کے حق میں ان مانگے خدا فرماتا ہے:-

إِنَّا عَظَمْنَكَ الْكُكُوْرَ (کوثر) وَلَسَوْفَ يَغْفِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (ضحیٰ)

(ترجمہ) ہم نے تجھ کو کوثر عطا کیا۔ اور آگے دے گا تجھ کو تیرا رب۔ پھر تو راضی ہو گا۔

(د) حضرت ظلیل اللہ علیہ السلام یوں دعا کرتے ہیں:-

وَاجْعَلْ لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِيْنَ (الشعراء-ع ۵)

(ترجمہ) یعنی آئندہ امتوں میں قیامت تک میرا ذکر جمیل قائم رکھ۔

حضور سرور انبیاء ﷺ کو خدا تعالیٰ نے بن مانگے اس سے بڑھ کر عطا فرمایا۔

الم نشرح میں وارد ہے:-

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الشرح)

(ترجمہ) اور ہم نے تیرا نام بلند کیا۔

لہذا حضور از عرش تافرش مشہور ہیں اور نماز و خطبہ و اذان میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کا نام مبارک مذکور ہے اور عرش پر 'تصور بہشت' پر 'حوروں کے جنتوں' پر درختان بہشت کے پتوں پر اور فرشتوں کی چشم و ابرو پر آپ کا اسم شریف لکھا ہوا ہے۔ اور آپ سے پہلے جس قدر انبیاء گزرے ہیں وہ سب آپ کے ثناء خواں رہے ہیں اور قیامت کو نام مبارک سے

(د) حضرت موسیٰ علیہ السلام یوں دعا کرتے ہیں:-

رَبِّهِ الشُّوْخَ لِيْ صِدْرِيْ (ط-ع 2)

(ترجمہ) اے میرے پروردگار میرا سینہ میرے واسطے روشن کر دے۔

حضور سرور انبیاء ﷺ کے لئے بن مانگے یوں ارشاد ہوتا ہے:-

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (الم نشرح شروع)

(ترجمہ) کیا ہم نے تیرے واسطے تیرا سینہ روشن نہیں کیا۔

(د) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے کتاب کا سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے

سے تیس راتوں کا وعدہ فرمایا پھر دس راتیں اور زیادہ کی گئیں۔ بعد ازاں کتاب تورات عطا فرمائی۔

مگر حضور سرور انبیاء ﷺ پر بغیر کسی وعدہ سابق کے نزول قرآن شروع ہوا۔

باری تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے:-

وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْا اَنْ يُلْقٰى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ ط

(قصص)

(ترجمہ) اور تو توقع نہ رکھتا تو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو کر تیرے رب کی طرف سے

68- اللہ تعالیٰ نے حضور کی رسالت پر قسم کھائی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں وارد

وَالَّذِيْنَ اٰتٰنَاكَ الْحِكْمَ لَا اِنَّكَ لَمِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

(قصص) جس قسم ہے قرآن حکم کی۔ تحقیق تو اہلہٴ خبیروں سے ہے۔

69- اللہ تعالیٰ نے حضور کی زندگی اور آپ کے شہر کی اور آپ کے زمانے کی قسم کھائی

وَالَّذِيْنَ اٰتٰنَاكَ الْحِكْمَ لَا اِنَّكَ لَمِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (حجر-ع ۵)

(ترجمہ) یعنی تیری زندگی کی قسم اور (قوم لوط) اہلہٴ اپنی مستی میں سرگرداں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کسی اور خبیبر کی زندگی کی قسم نہیں کھائی۔

لَا اَلَسْمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ لَا وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ (سورہ بلد)

(ترجمہ) میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی حالانکہ تو اترنے والا ہے اس شہر میں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے شہر یعنی مکہ معظمہ کی قسم کھائی۔

یہ پہلے ہی سے شرف ذاتی حاصل تھا مگر حضور انور کے نزول سے اور شرف حاصل ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ میں یوں لکھا ہے:-

”اور مواہب لدنیہ یہی بیگوید کہ روایت کردہ شدہ است از عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہ

حضرت اُمّ الفضل راتوں رات باقی انت و امی یا رسول اللہ! تحقیق رسیدہ است فضیلت تو نزد خدا

تو کہ سو گند خورد خدا تعالیٰ حیات تو نہ حیات سائر انبیاء علیہم السلام و رسیدہ است فضیلت تو

اللہ تعالیٰ حدیکہ سو گند خورد خاک پائے تو گفت لا اقسام بهذا البلد یعنی سو گند خوردن بہ بلد کہ

اللہ تعالیٰ از زمین کہ بے پیریمحمد آرا پائے آنحضرت ﷺ سو گند خاک پائے حضرت رسالت

اللہ تعالیٰ حق، معنی صاف و پاک است کہ غلبہ سے دل لے نشیو۔“

وَالَّذِيْنَ اٰتٰنَاكَ الْحِكْمَ لَا اِنَّكَ لَمِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (عصر)

(ترجمہ) قسم ہے زمانہ کی! تحقیق انسان خسارے میں ہے۔

70- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وحی کی تمام قسموں کے ساتھ کلام کیا گیا۔

71- حضور کا ردیو وحی ہے یہی حال تمام خبیبروں کا ہے۔ علی نبیہا علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

72- حضور سرور کائنات ﷺ پر حضرت اسرار اہل علیہ السلام نازل ہوئے جو آپ سے

73- حضور بھڑین اولاد آدم ہیں۔

(ترجمہ) آپ کے پچھلے اگلے گناہ (بالغرض و تقدیر) معاف کئے گئے ہیں۔

74- آپ کے سبب آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کئے گئے۔

سے کسی گناہ (ترک اولیٰ جسے لحاظ آپ کے منصب جلیل کے گناہ سے تعبیر کیا جائے)

تصور کیا جائے تو اس کی معافی کی بھارت خدا نے دے دی ہے۔ حالانکہ ایسا تصور میں نہیں

کیونکہ آپ سے کبھی کوئی گناہ (خواہ ترک اولیٰ ہی ہو) صادر نہیں ہوا۔ کسی اور سے

تعالیٰ نے حیات و نبوی میں ایسی مغفرت کی بھارت نہیں دی۔

75- حضور اللہ کے نزدیک اکرم المخلوق ہیں۔ اس لئے دیگر انبیاء و مرسلین

سے افضل ہیں۔

76- اجتہاد میں حضور سے خطاء (بر تقدیر تسلیم وقوع) جائز نہیں۔

77- قبر میں میت سے حضور کی نسبت سوال ہوتا ہے۔

78- حضور کے بعد آپ کی ازواج مطہرات سے نکاح حرام کیا گیا۔

79- حضور کی ازواج مطہرات کے اشخاص و اجسام کا اظہار خواہ چاروں طرف

ہوں (باستثنائے ضرورت) جائز نہ تھا۔ اسی طرح ان پر شہادت وغیرہ کے لئے

حرام تھا۔

80- حضور کی صاحبزادیوں کی اولاد آپ کی طرف منسوب ہے۔ ہنایہ

حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے صاحبزادے کہلاتے ہیں۔

81- حضور کی صاحبزادیوں پر تزوج حرام تھا۔ یعنی اگر آپ کی کوئی صاحبزادی

کے نکاح میں ہو تو اس مرد پر حرام تھا کہ کسی دوسری عورت سے بھی نکاح کرے۔

82- جس عراب کی طرف حضور نے نماز پڑھی۔ اس میں کسی کو اجنبہ

دائیں بائیں ہونا جائز نہیں۔ اور اگر کوئی شخص ایسا کرے اور اصرار کرنے کے

زمانہ میں اسی طرح تھی تو وہ کافر ہو گیا اور اگر یہ تاویل کرے کہ یہ عراب جواب ہے کہ

حضور کے زمانہ میں تھی۔ پھر اس میں تغیر آگیا ہے تو وہ کافر نہیں ہوتا۔

83- جس نے حضور کو خواب میں دیکھا اس نے بے شک آپ ہی کو دیکھا۔

آپ کی صورت شریف کی طرح نہیں بن سکتا۔ اس بات پر تمام محدثین کا اتفاق ہے

صورت سے کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا اس نے آپ ہی کو دیکھا۔ نقلات آئینے کے

ہے۔ جس کا آئینہ خیال زیادہ صاف اور اسلام کے نور سے زیادہ منور ہے اس کا آئینہ

ہے۔ جسے کہتے ہیں کہ شیطان کسی نبی کی صورت میں متقل نہیں ہو سکتا۔

حضور انور کا اسم شریف یعنی محمد کسی کا نام رکھنا مبارک اور دنیا اور آخرت میں نافع ہے۔ مگر

اس کا کمال رکھنے میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے اسم و کنیت کے درمیان جمع کرنے سے منع کیا

اور اولیٰ یعنی اسم و کنیت میں سے ایک کا رکھنا جائز بتایا ہے۔ تفصیل مطولات میں دیکھیں

84- کسی کے لئے جائز نہیں کہ اپنی انگوٹھی پر محمد رسول اللہ نقش کرائے جیسا کہ حضور

پر تھا۔

85- حضور کی حدیث شریف کے پڑھنے کے لئے غسل و وضو کرنا اور خوشبو لگانا

واجب ہے۔ اور یہ بھی مستحب ہے کہ حدیث شریف کے پڑھنے میں آواز دھیمی رکھی جائے۔ جیسا

حضور کی حیات شریف میں جس وقت آپ کلام کرتے حکم الہی تھا کہ آپ کی آواز پر اپنی آواز بلند

کرنا آپ کے وصال شریف کے بعد آپ کا کلام مروی و ماثور عزت و رفعت میں مثل اس کلام کے

نہ ہو۔ آپ کی زبان سے سنا جاتا تھا۔ لہذا کلام ماثور کی قرات کے وقت بھی وہی ادب ملحوظ

رکھنا ہے۔ اور یہ بھی مستحب ہے کہ حدیث شریف لوٹھی جگہ پر پڑھی جائے۔ اور پڑھتے وقت کسی

کلمہ کے لئے خواہ کیسا ہی بڑی شان ہو کھڑا نہ ہووے۔ کیونکہ یہ خلاف ادب ہے۔

86- حضور کی حدیث شریف کے قاریوں کے چہرے تازہ و شادمان رہیں گے۔

87- جس شخص نے حالت ایمان ایک لمحہ یا ایک نظر حضور اقدس ﷺ کو دیکھ لیا ہے

ان کے لئے کاشف حاصل ہو گیا۔ طویل صحبت شرط نہیں۔ ہاں تابی ہونے کے لئے یہ شرط ہے

اور صحابہ کی صحبت میں دیر تک رہا ہو۔

88- حضور کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں۔ لہذا اشادات و روایت میں ان

سب سے کسی کی عدالت سے حجت نہ کی جائے جیسا کہ دیگر راویوں میں کی جاتی ہے۔ کیونکہ صحابہ

اللہ کی تعظیم و تکریم کے لئے کتاب و سنت سے جانتے ہیں۔

89- نمازی تشہد میں حضور سے یوں خطاب کرتا ہے۔ السلام علیک ایہا النبی (آپ پر

السلام ہے) اور آپ کے سوا کسی اور مخلوق کو اس طرح خطاب نہیں کرتا۔ شب معراج میں اللہ

تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کو انہیں الفاظ سے خطاب کیا تھا۔ فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ نمازی کو

جب کہ تشہد میں شب معراج کے واقعہ کی حکایت و اخبار کا لہرو نہ کرے بلکہ انشاء کا قصد کرے

تو وہ اپنی طرف سے اپنے نبی پر سلام بھیجتا ہے۔ اگر حکایت و اخبار کی نیت ہوگی تو وہ سلام نمازی

پر ہوگا۔ اور تشہد جو واجب ہے اور نہ ہوگا لہذا نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ غمازی کو چاہیے کہ اپنے قلب میں آنحضرت ﷺ اور آپ کے کریم کو حاضر کر کے کہے۔ السلام علیک ایھا النبی شیخ عبدالحق دہلوی اشعۃ اللمعات میں لکھتے ہیں: "و نیز آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومنان و قرۃ العین عابدان است در محال اوقات خصوصاً در حالت عبادت و آخر آں کہ وجود نورانیت و انکشاف دریں محل تراست۔ و بعضے از عرفا گفت اند کہ ایں خطاب جہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرات موجودات افراد ممکنات۔ پس آنحضرت در ذات مصلیان موجود و حاضر است۔ پس مصلی را باید کہ فریاد آکجا شد و از ین شہود غافل نہ بود تا بانوار قرب و اسرار معرفت متغور و فائز گردد۔"

امام عبد الوہاب شعرانی میزان کبریٰ (باب صفۃ الصلوۃ) میں لکھتے ہیں کہ میں نے علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ شارع علیہ السلام نے نمازی کو اتھکات علیہ اللہ ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا اس لئے امر کیا ہے کہ غافلوں کو آگاہ کر دے کہ تم جو اللہ عزوجل سے ماننے بیٹھے ہو۔ اس دربار میں تمہارے نبی موجود ہیں۔ کیونکہ آپ بارگاہ الہی سے الگ ہوئے۔ اس واسطے نمازی آپ کو سلام کے ساتھ روبرو خطاب کرتے ہیں۔

91۔ جس مومن کو حضور انور پکاریں۔ اس پر آپ کو جواب دینا واجب ہے۔ نماز میں ہو۔ حضرت ابو سعید بن معلی کا بیان ہے کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ مجھے رسول اللہ ﷺ نے پکارا۔ میں نہ آیا۔ نماز سے فارغ ہو کر حاضر خدمت ہو اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا اللہ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا:

استجیبوا للہ وللرسل اذا دعاکم لما یحییکم۔ (انفال۔ ع ۳)
(ترجمہ) قبول کرو خدا اور رسول کا پکارنا جب وہ پکارے تمہیں اس چیز کے لئے کہ تم کو زندہ کرے۔ (صحیح بخاری۔ تفسیر سورہ انفال)

اگر کوئی مومن آپ کو جواب نہ دے تو بالاتفاق گنہگار ہے۔ اس کی مثال گنہگار کا یہ ہے کہ باطل ہے کہ باطل ہو جاتی ہے یا نہیں۔

92۔ حضور پر جھوٹ باندھنا ایسا نہیں جیسا کہ آپ کے غیر پر ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ ”جس شخص نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا وہ آگ میں اپنا ٹکڑا بنا لے۔“ ایسے شخص کی روایت خواہ وہ توبہ کرے ہرگز قبول نہ کی جائے گی۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ پر عدا جھوٹ باندھنا کفر ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ سخت گناہ عظیم و کبیرہ ہے۔

93۔ مضمونہ انور کی ازواج مطہرات کے حجرہوں کے باہر سے آپ کو ملے۔
ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

يَا ذُو النُّفُوسِ السُّعُورِ إِنَّكَ مُرْجَاوُكُمْ يَوْمَ تَأْتِي سُحُوفٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ فَكَانَ مِنْهُ غَمُّومٌ ﴿١٠٠﴾
يَا ذُو النُّفُوسِ السُّعُورِ إِنَّكَ مُرْجَاوُكُمْ يَوْمَ تَأْتِي سُحُوفٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ فَكَانَ مِنْهُ غَمُّومٌ ﴿١٠١﴾

(حجرات - ع ۱)

البتہ وہ لوگ جو پکارتے ہیں تجھ کو حجروں کے باہر سے ان میں اکثر عقل نہیں رکھتے اور کہتے ہیں یہاں تک کہ تو ان کی طرف نکلتا تو یہ البتہ ان کے لئے بھڑ ہو تا۔ اور اللہ جیسے والا

84۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بلند آواز سے کلام کرنا حرام ہے جیسا کہ قرآن مجید

95۔ آنحضرت ﷺ معصوم ہیں۔ گناہ صغیرہ اور کبیرہ سے عمد اور سوا قلم از نبوت اور

96۔ حضور پر جنوں اور لمبی بے ہوشی طاری نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ منجملہ نقائص ہیں۔
 97۔ کہا کہ پیغمبروں پر ایسائی وارد نہیں ہوتی کیونکہ یہ نقص ہے۔ کوئی پیغمبر نابینا نہیں
 حضرت شعیب علیہ السلام کی نسبت جو کہا گیا ہے کہ وہ نابینا تھے۔ سو وہ ثلث نہیں (بر تقدیر
 وہ نابینا مسخر نہیں کیونکہ وہ تحقیق نبوت کے بعد طاری ہوئی) رہے حضرت یعقوب علیہ
 السلام کی آنکھوں پر پردہ آگیا تھا۔ اور وہ پردہ دور ہو گیا۔ مشہور یہ ہے کہ کوئی پیغمبر اصم (بہرا)

۹۷۔ حضور کی براعت و تنزیہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمادی، اختلاف و دیگر انبیائے کرام کے خلاف ان کی تردید وہ خود کیا کرتے تھے۔ چنانچہ قوم نوح علیہ السلام نے جب ان سے کہا: **فَاِنْ هِيَ إِلَّا نَارٌ مِّنْ مَّائِینَ۔**

یقیناً تم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔
ان کی نفی خود حضرت نوح علیہ السلام نے کی جب ان سے کہا:-

اے میری قوم مجھ میں گمراہی نہیں لیکن میں رب العالمین کی طرف سے رسول

قوم ہونے لگے کہ:

ہم تجھ کو یہ قوفی میں دیکھتے ہیں اور تجھے جھوٹوں سے چھان کرتے ہیں۔

اس پر ہود علی نبیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

يَقُومُ لَيْسَ بِيْ مُسْفِهَةً وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ (اعراف۔ ع ۹)

(ترجمہ) اے میری قوم مجھ میں یہ کوئی نہیں لیکن میں رب العالمین کی طرف سے ہوں۔
فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا۔

إِنِّي لَأَظُنُّكَ يَمُوسَىٰ مَسْحُورٌ (ع ۱۲)

(ترجمہ) تحقیق میں تجھے اے موسیٰ ہارو کیا ہوا گمان کرتا ہوں۔

اس پر حضرت موسیٰ علی نبیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

وَأِنِّي لَأَظُنُّكَ يَافِرْعَوْنُ مَسْحُورٌ (بنی اسرائیل۔ ع ۱۲)

(ترجمہ) اور تحقیق میں تجھے اے فرعون ہلاک کیا گیا گمان کرتا ہوں۔

قوم شعیب نے ان سے کہا۔

إِنَّا لَنَرُكَ فِتْنًا ضَعِيفًا وَلَا لَآ هَظْطُكَ لِرَجْمَتِكَ وَمَا أَنتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ

(ع ۱۸)

(ترجمہ) تحقیق البتہ ہم تجھے کو اپنے درمیان کمزور دیکھتے ہیں۔ اگر تیری ہر لوری نہ ہوتی تو

تجھے کو سنگسار کر دیتے اور تو ہم پر قدرت والا نہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام اس کا جواب یوں دیتے ہیں۔

يَقُومُ أَرْهَطِيْ أَعُوْذُ عَلَيْكُمْ مِنَ اللَّوْطِ وَتَتَخَذُ ثَمُوْدُ وَذَآءُكُمْ ظَهِيْرًا ط إِنَّ رَبِّيْ بِمَا لَكُمْ مُّحِيطٌ (ہود۔ ع ۸)

(ترجمہ) اے میری قوم امیری نہ اور تم پر اللہ زیادہ عزیز ہے اور تم نے اس کو اپنی قوم

ہو اسے۔ تحقیق میرا پروردگار گھیرنے والا ہے اس چیز کو کہ تم کرتے ہو۔

کفار نے ہمارے آگے تاہل و تہلک کی نسبت جو طعن و تحقیق کی حق سمجھا

بذات خود اس کی تردید فرمادی۔ جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان محبوبہ

چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

کفار کا اعتراض و طعن

يَا أَيُّهَا الَّذِي نَزَّلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ أَتَاكَ لَمَجْنُونٌ (حجر۔ ع ۱)

(ترجمہ) اے وہ شخص کہ اتارا گیا اس پر قرآن تو البتہ دیوانہ ہے۔

باری تعالیٰ عز اسمہ کا جواب

مَا أَنتَ بِمُعْجِزٍ بِرَبِّكَ بِمَجْنُونٍ (قلم۔ ع ۱)

یہاں تو اپنے رب کے فضل سے دیوانہ۔

کفار کا اعتراض و طعن

يَا أَيُّهَا الَّذِي نَزَّلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ أَتَاكَ لَمَجْنُونٌ (صافات۔ ع ۲)

یہاں تم پر جو وحی نازل ہوئی ہے اس کے ذریعے تم کو ایک دیوانے شاعر کے واسطے۔

باری تعالیٰ عز اسمہ کا جواب

يَا أَيُّهَا الَّذِي نَزَّلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ أَتَاكَ لَمَجْنُونٌ (صافات۔ ع ۲)

یہاں تم کو لایا ہے حق اور سچا کیا ہے پیغمبروں کو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِي نَزَّلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ أَتَاكَ لَمَجْنُونٌ (یس۔ ع ۵)

یہاں تم نے ان کو شعر نہیں سکھایا۔ اور اس کے لائق نہیں۔

کفار کا اعتراض و طعن

يَا أَيُّهَا الَّذِي نَزَّلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ أَتَاكَ لَمَجْنُونٌ (بنی اسرائیل۔ ع ۵)

یہاں تم پر وحی کرتے تم کو ایک مرد مسکور (چودہ مارا) کی۔

باری تعالیٰ عز اسمہ کا جواب

يَا أَيُّهَا الَّذِي نَزَّلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ أَتَاكَ لَمَجْنُونٌ (بنی اسرائیل۔ ع ۵)

یہاں تم کو گمراہ کیا تم نے میرے واسطے مثالیں۔ پس وہ گمراہ ہو گئے پس نہیں پا

کفار کا اعتراض و طعن

يَا أَيُّهَا الَّذِي نَزَّلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ أَتَاكَ لَمَجْنُونٌ (انفال۔ ع ۴)

یہاں تم کو لایا ہے تم کو لیس ایسا۔ یہ کچھ نہیں مگر قسے کہانیاں پہلوں کی۔

باری تعالیٰ عز اسمہ کا جواب

يَا أَيُّهَا الَّذِي نَزَّلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ أَتَاكَ لَمَجْنُونٌ (بنی اسرائیل۔ ع ۱)

یہاں تم نے اگر جمع ہویں تو میں اور جن اس پر کہ لاویں ایسا قرآن۔ تو نہ لاویں گے ایسا خواہ

یہاں تم کو لایا ہے تم کو لیس ایک کی ایک۔

کفار کا اعتراض و طعن

يَا أَيُّهَا الَّذِي نَزَّلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ أَتَاكَ لَمَجْنُونٌ (یونس۔ ع ۳)

یہاں تم نے اس کو باندھ لیا ہے۔

باری تعالیٰ عزاسمہ کا جواب

قُلْ قَاتِلُوا بَسُورَةَ مَقِيلِهِ وَاذْعُوا مَنْ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ ذُنُوبِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (۴)

(ترجمہ) کہہ دے تم نے آؤ ایک سورت ایسی اور پکارو جس کو پکار سکوا اللہ کے سوا اگر تم کفار کا اعتراف و طعن

لَوْلَا فُرْقٌ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً (فرقان - ع ۳)

(ترجمہ) آپ پر قرآن ایک دفعہ کیوں نازل نہیں کیا گیا۔

باری تعالیٰ عزاسمہ کا جواب

كَذَلِكَ لِنُبَيِّنَ بِهِ لِقَاءَ ذَٰلِكَ وَرَفَعْنَا قُرْبَانًا (فرقان - ع ۳)

(ترجمہ) اسی طرح اتارا ہم نے تاکہ ثابت رکھیں ہم اس کے ساتھ تیرے دل کو۔

اور آہستہ آہستہ پڑھا ہم نے اس کو آہستہ پڑھنا (یعنی ہر بات کے وقت پر اس کا جواب آتا ہے)

پیغمبروں کا دل ثابت رہے۔ (موضع)

کفار کا اعتراف و طعن

لَسْتُ مُرْسِلًا (رد - آخری آیت)

(ترجمہ) تو رسول نہیں۔

باری تعالیٰ عزاسمہ کا جواب

قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ مِنَ الْكِتَابِ۔ (رد - آخری آیت)

(ترجمہ) کہہ دے کافی ہے اللہ گواہی دینے والا اور میان میرے اور درمیان شہدائے حق کے۔

کہ اس کے پاس ہے علم کتاب کا۔

بِسْمِ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَعَنَ الْمُؤَسِّلِينَ۔

(ترجمہ) بسم۔ قسم ہے قرآن حکیم کی۔ تحقیق تو البتہ رسولوں میں سے ہے۔

کفار کا اعتراف و طعن

أَبَعَثَ اللَّهُ بُشْرًا دَسُورًا۔ (ہنی اسرائیل - ع ۱۱)

(ترجمہ) کیا اللہ نے آدمی کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے؟

باری تعالیٰ عزاسمہ کا جواب

قُلْ لَوْ كُنَّا فِي الْأَرْضِ لَمَلِكَةٌ مُّطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا (مجادلہ - ع ۱۱)

باری تعالیٰ عزاسمہ کا جواب

کہہ دے اگر ہوتے زمین میں فرشتے چھا کرتے اگر ام سے۔ تو البتہ ہم اتارتے ان پر

فرشتے کو پیغمبر بنا کر۔ مطلب یہ کہ تجاؤں موجب تو اس اور مخالف موجب تباہی ہے۔

فرشتوں کے لئے مبعوث ہونا چاہیے اور اس ارض کے لئے بھر رسول چاہیے۔

کفار کا اعتراف و طعن

قُلْ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيُمْسِكُ السَّحَابَ (فرقان - ع ۱)

کہہ دے وہی ہے اس پیغمبر کو کہ کھاتا ہے کھانا اور چلاتا ہے بازروں میں۔

باری تعالیٰ عزاسمہ کا جواب

قُلْ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيُمْسِكُ السَّحَابَ (فرقان - ع ۱)

(ترجمہ) وہی ہے اس پیغمبر کو کہ کھاتا ہے کھانا اور چلاتا ہے بازروں میں۔

اور نہیں بچے ہم نے تجھ سے پہلے پیغمبر مگر تحقیق وہ البتہ کھاتے تھے کھانا اور چلاتے تھے

کفار کا اعتراف و طعن

قُلْ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيُمْسِكُ السَّحَابَ (فرقان - ع ۱)

(ترجمہ) کہہ دے وہی ہے اس پیغمبر کو کہ کھاتا ہے کھانا اور چلاتا ہے بازروں میں۔

باری تعالیٰ عزاسمہ کا جواب

قُلْ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيُمْسِكُ السَّحَابَ (فرقان - ع ۱)

کہہ دے وہی ہے اس پیغمبر کو کہ کھاتا ہے کھانا اور چلاتا ہے بازروں میں۔

(ترجمہ) وہی ہے اس پیغمبر کو کہ کھاتا ہے کھانا اور چلاتا ہے بازروں میں۔

کہا وہ بانٹتے ہیں تیرے پروردگار کی رحمت کو۔ ہم نے بانٹی ہے ان کے درمیان ان کی

رحمت کو دیا میں۔ اور ہم نے بلند کیا ان میں سے بعض کو بعض پر درجوں میں۔ تاکہ پکڑیں بعض

کو بعض کو غلوں کو غلوں۔ اور تیرے پروردگار کی رحمت بہتر ہے اس چیز سے کہ وہ جمع کرتے ہیں۔

کفار کا اعتراف و طعن

قُلْ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيُمْسِكُ السَّحَابَ (فرقان - ع ۱)

کہہ دے وہی ہے اس پیغمبر کو کہ کھاتا ہے کھانا اور چلاتا ہے بازروں میں۔

کہا ہم ادا تائیں تم کو اس شخص کی طرف جو خبر دیتا ہے تم کو جب تم پر درجہ ہو جاؤ گے

کہہ دے وہی ہے اس پیغمبر کو کہ کھاتا ہے کھانا اور چلاتا ہے بازروں میں۔

باری تعالیٰ عزاسمہ کا جواب

اقتضى على الله كذباً أم به جنة ط بل الذين لا يؤمنون بالآخرة في العذاب والعذاب
البعيد - (سباء - ع ١٤)

(ترجمہ) کیا باندھ لیا اس نے اللہ پر جھوٹ یا اس کو جنوں ہے بلکہ وہ لوگ جو اللہ کے لئے عذاب اور دور کی گمراہی میں ہیں۔
کفار کا اعتراض و طعن

ایک روز آنحضرت ﷺ مسجد حرام سے نکل رہے تھے کہ باب بنی کعبہ
واکل سہمی آپ سے ملا اور کلام کیا۔ جب وہ مسجد میں داخل ہوا تو اشیائے قریش نے کلمہ
سے ہاتھیں کر رہے تھے۔ عامر بن ابتر (بے نسل) سے حضور کا صاحب زادہ بنو حصرہ
الکبریٰ کے اہلن مبارک سے تحاشا نقل کر چکا تھا۔ اس لئے عامر نے حضور کو یہ طعن دیا کہ
تک ان کا نام ہے پیچھے کون نام لے گا۔ (مدارج النبوة)

باری تعالیٰ عزاسمہ کا جواب
 إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ۔ (الکوثر)

(ترجمہ) تحقیق تیرا دشمن وہی ہے۔ بے نسل۔

چنانچہ عاصم مذکور کا نام یاد ہو گیا۔ مگر حضور انور ﷺ باقی ہوا وہی کام روشن ہے۔ اور آپ ﷺ کی ذریت قیامت تک رہے گی۔

کفار کا اعتراض و طعن

(ترجمہ) حضرت کو کئی دن وحی نہ آئی۔ دل مکدر رہا۔ تہجد کو نہ اٹھے۔ کافروں کے کانوں سے

ماری تعالیٰ عزاسمہ کا جواب

وَالضُّحَىٰ
إِذَا مَسَّحَىٰ مَا دُعُوكَ رَبُّكَ وَمَا قُلَىٰ - (الضحى)

(ترجمہ) قسم ہے دن چڑھے کی اور رات کی جب ڈھانپ لیوے نہیں چھوڑا کہ

موضع قرآن میں ہے کہ پہلے فرمائی دھوپ روشن کی اور رات اندھیر کی
میں بھی اللہ تعالیٰ کی رو قدر تیں ہیں۔ باطن میں بھی کبھی اجاتا ہے کبھی اندھیرا۔ واللہ
اللہ سے دور کبھی نہیں ہندو۔

کفار کا اعتراض و طعن
ہو اذن ط (توبہ - ع ۸)

اور کسی کی بات من کر لگ جانے والا ہے۔

لال عزائمہ کا جواب

لَكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَخَصَّ لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ
وہ دوا چھپانے والا ہے حمد کے واسطے ایمان لاتا ہے اللہ پر اور بار کرے والا ہے
ایمان کو رحمت ہے واسطے ان (منافقوں) کے جنہوں نے اظہار ایمان کیا تم میں سے۔

ساتھ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی حرم محترم عائشہ صدیقہ پر بہتان لگایا تھا جس کا ذکر

مذاہب کا جواب

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہ کی براءت آسمان سے نازل فرمائی۔

90۔ جو شخص حضور کو سب و محرم کرے یا کسی وجہ سے صراحتاً یا کنایتاً آپ کی تہقیر
اس کا قتل کرنا بالائتقان واجب ہے۔ مگر اس میں اختلاف ہے۔ کہ یہ قتل کرنا بطریق
اعظم لازماً ناجائز ہے۔ اور توبہ نہ کرانی چاہیے۔ یا بطریق روت ہے کہ اس سے توبہ طلب
کر توبہ کرے تو بخش دینا چاہیے۔ اس مسئلے میں مختار قول اول ہے۔ یہ حکم اس صورت
میں ہے کہ اگر کافر ہو۔ اور اسلام لاوے تو درگزر کرنا چاہیے۔

اور اگر کوئی ظالم آپ کے قتل کا قصد کرے تو جو مسلمان حاضر ہو اس پر واجب تھا کہ وہ شہداء کی حالت سے دریغ نہ کرے۔ چنانچہ امر شہادتی تعالیٰ ہے۔

أهل المدينة ومن حولهم من الأعراب أن يتخلفوا عن رسول الله ولا يرغبوا
في نفسه ط (توبہ - ع ۱۵)

ہا ہے دینے والوں کو اور جو ان کے گرد اعراب ہیں کہ وہ جا میں رسول اللہ کے ساتھ
کہ اپنی جان کو چاہیں زیادہ لان کی جان ہے۔

100۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس شخص کے لئے جس علم کی تخصیص چاہتے تھے آپ نے حضرت خزیمہ انصاری کے لئے یہ تخصیص فرمائی کہ ان کی شہادت، علم و ہوشیاری، اسی طرح آپ نے حضرت ام عطیہ انصاریہ کو نیاحت کی رخصت دی۔ اور محسن کو رخصت دی کہ وہ اپنے خاوند حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی

شہادت پر صرف تین دن سوگوار کی کرے۔ بعد ازاں جو چاہے کرے۔ اور حضور ﷺ کی اجازت دے دی کہ تمہارے واسطے قربانی میں ایک سال سے کم کا ذوالقحطی سے قبل یا بعد فقیر سے ایک عورت کا نکاح کر دیا۔ اور اس کا مہر یہ مقرر فرمایا کہ فقیر کو بھلا کر عورت کو پڑھاوے۔

101۔ حضور کو تب اس شدت سے چڑھتا تھا جیسا کہ دو آدمیوں کو بھونکنا ہوگا۔ ثواب دو چند ملے۔

102۔ مرض موت میں حضور انور کی عیادت کے لئے حضرت عمرؓ کی خدمت تین دن حاضر خدمت ہوتے رہے۔

103۔ جب ملک الموت حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان طلب کیا کہ اس نے کئی نبی سے اذن طلب نہیں کیا۔

104۔ حضور کے جنازہ شریف کی نماز مسلمانوں نے گروہ ہا گروہ شہر کے پڑھی۔ آپ کے تمام شقران نے جسد مبارک کے نیچے گد میں غلطی کر کے لوڑھا کرتے تھے۔ نمازیں جماعت اور قلیلہ کاتھنا آپ کے خصائص سے تھیں۔

105۔ آپ کے جسم مقدس کو مٹی نہیں کھاتی۔ تمام پیغمبروں کا کھانا آپ کے جسم مقدس سے ہو گیا۔

106۔ حضور نے بلور میراث کچھ نہیں چھوڑا۔ جو کچھ آپ نے چھوڑا تھا وہ تھا۔ اور اس کا مصرف وہی تھا جو آپ کی حیات شریف میں تھا۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا۔

107۔ حضور اقدس اپنے مرتد شریف میں حیات حقیقیہ کے ساتھ اپنے تمام واقعات کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ تمام پیغمبروں کا یہی حال ہے۔ علیؓ و اہل بیتؓ کے ساتھ۔

108۔ حضور اقدس کا مرتد منور کعبہ مکرمہ اور عرش معلیٰ سے ہمیشہ متصل رہتا ہے۔

109۔ آپ کے مرتد منور پر ایک فرشتہ منوکل ہے۔ جو آپ کی خدمت میں پہنچاتا ہے۔ جیسا کہ امام احمد و نسائی کی روایت میں ہے۔ جس وقت کوئی شخص آپ کی خدمت میں فرشتہ عرض کرتا ہے کہ یا محمد ﷺ اس وقت فلاں بن فلاں آپ پر درود لکھا ہے۔

میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں جو زمین میں لوگوں کے اعمال کو لے کر میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

110۔ حضور اقدس ﷺ پر ہر روز صبح و شام آپ کی امت کے اہل بیت اور تمام مسلمانوں کی نیکی اعمال پر آپ اللہ تعالیٰ کا شکر جلاتے ہیں اور برے اعمال کے لئے نادم ہوتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعید بن مسیب سے روایت کی کہ کوئی روز ایسا نہیں ہے کہ تمام امت کے اعمال نبی ﷺ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ پس آپ ان کی پیشانیوں سے ان کے اعمال لے لیتے ہیں۔

111۔ آنحضرت ﷺ سب سے پہلے قبر مبارک سے نکلیں گے۔ آپ کا حشر اس وقت ہوگا کہ آپ راقی پر سوار ہوں گے۔ اور ستر ہزار فرشتے ہرکاب ہوں گے۔ حضرت

انورؑ کی قبر پر ہوں گے کہ ہر روز صبح کو ستر ہزار فرشتے آسمان سے اتر کر حضور انور کی قبر پر پہنچتے ہیں اور اپنے بازو دلاتے ہیں۔ (اور آپ پر درود بھیجتے ہیں) اسی طرح شام کے

وقت پہنچتے ہیں اور ستر ہزار فرشتے آپ کے ساتھ ہوں گے۔ موقف میں آپ کو بہشت کے حلوں میں رکھیں گے عذاب عطا ہوگی۔

112۔ آپ کے منبر بیت اور قبر مبارک کے مابین بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

113۔ حضور کو قیامت کے دن مقام محمود عطا ہوگی۔ جس سے مراد بھول مشہور مقام ہے۔

114۔ قیامت کے دن اہل موقف طول و قوف کے سبب سے گھبرا جائیں گے اور

ان کے دل ہلکے ہوں گے۔ امام علیؓ انہما کے پاس کیے بعد ویکرے جائیں گے۔ اور آخر کار حضور خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ آپ کو اہل موقف میں فصل

کے لئے عذاب عطا ہوگی۔ اور ایک جماعت کے حق میں بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ اور دوسری جماعت کے رفق در جات کے لئے شفاعت کی اجازت ہو جائے گی۔

اور ہر ایک کو اس کے حساب داخل ہوں گے اور ستر ہزار کے ساتھ اور بہت سے بے حساب ہوں گے۔ اس کے علاوہ آپ کو اچھی امت کے لئے اور کئی قسم کی شفاعت کی

اجازت ہوگی۔

115۔ قیامت کے دن حضور سے تبلیغ پر مشاہد طلب نہ کیا جائے گا۔ حالانکہ باقی انبیائے کرام کی خدمت میں اس سے طلب کیا جائے گا۔ اور آپ تمام انبیائے کرام کے لئے تبلیغ کی

اجازت دی ہوگی۔

116۔ حضور انور ﷺ کو حوض کوثر عطا ہو گا۔

117۔ حضور ﷺ کا منبر بیت آپ کے حوض پر ہو گا۔

118۔ قیامت کے دن حضور کی امت پہلے سب پیغمبروں کی امتوں سے اور
کل اہل بہشت کی دو تہائی آپ ہی کی امت ہوگی۔

119- قیامت کے دن ہر ایک نسب و سبب منقطع ہوگا (یعنی سود مند نہ ہوگا)۔
 کانسب و سبب منقطع نہ ہوگا۔ اسی واسطے حضرت عمر فاروق نے ام کلثومؓ سے کہا کہ تم
 عنما سے نکاح کیا تھا۔

120۔ قیامت کے دن لوائے حمد حضور ﷺ کے دست مبارک میں ہوں گے۔
حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے سوا اور تمام انبیاء علیہم السلام اس جہنم سے تلے ہوں گے۔
121۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام (امت سمیت) سب سے پہلے ہی صراطِ مستقیم پر آئے۔

122۔ حضور سب سے پہلے بہشت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ خازن بہشت چاہے کون ہے۔ آپ فرمائیں گے کہ میں محمد ہوں۔ وہ عرض کرے گا کہ میں اٹھ کر کھانا لائے گا۔ آپ سے پہلے کسی کے لئے نہیں اٹھا اور نہ آپ کے بعد کسی کے لئے اٹھوں گا۔ پھر آپ سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے۔

123۔ آپ کو وسیلہ عطا ہو گا۔ جو جنت میں اعلیٰ درجہ ہے۔

124۔ جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی کیفیت ان کی تمام سے سوائے حضور کے کسی اور کے نام پر نہ ہوگی۔ چنانچہ ان کو ایہ محمد کہا جائے گا۔

125۔ جنت میں سوائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب (قرآن کریم) کے کوئی کتاب نہ پڑھی جائے گی۔ اور نہ سوائے حضور کی زبان کے کسی اور زبان میں کوئی تکلم کرے گا۔

نوال باب

آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات
اور اولاد کرام کا بیان

منصور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات کی فضیلت قرآن کریم سے ثابت ہے
 احزاب میں باری تعالیٰ عز و اسمہ ارشاد فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُمْ تُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَرَبَّتَهَا
الْعَالِينَ أُمِّعَنَّ وَأَسْرَحَنَّ مَرَّاحًا جَمِيلًا -

اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو یہ کہہ فائدہ دوں اور خوش اسلوبی سے تمہیں رخصت کر دوں۔

وَأَنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنِينَ مِثْقَالَ حَبِّ خَلْدٍ أَثَرًا عَظِيمًا.

اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو کہہ لانا کہ وہ لوگ اور خوش اسلوبی سے تمہیں رخصت کر دوں۔

نِسَاءَ النَّبِيِّ مَنِ يَأْتِ فِيهَا حِسَابٌ مُبِينٌ يُضَعَّفُ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ
كَانَ ذَلِكَ عِلْمَ اللَّهِ تَبَارَكَ

اسے نبی کی بیویوں میں سے جو صریحاً حیات کا کام کرے گی۔ اس کو دہری سزا دی
— خدا پر آسان ہے۔

وَمَنْ يُفْسِدْ مِمَّا مَكَّنَّا لَهُ ۖ وَرَسُولُهُ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُؤْتِهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهُا

اور جو قوم میں سے اللہ اور اس کے رسول کے لئے فرمانبرداری اور نیک عمل کرے گی ہم

5- نِسَاءُ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِن تَقِيَّتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَلِكَنَّ الدُّعَىٰ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَفُلْنٌ قَوْلًا مَّعْرُوفًا

(ترجمہ) اے نبی کی عورتیں! تم عام عورتوں کی مش میں ہو۔ اگر تم پر بیزار مکاری نہ کرو تو دل میں مرض پھیلے گا۔ اور تم ایک بات نہ کیا کرو۔ جس سے وہ شخص جس کے دل میں مصاری کے لالچ کرے اور تم ایک بات نہ کیا کرو۔

6- وَقُرْآنٌ فِي بُيُوتِكُمْ فَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

(ترجمہ) اور تم اپنے گھروں میں مٹی رہو۔ اور قدیم جاہلیت کے سے بناؤ سنگھار و کمائی نہ کرو۔ نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔ اور خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔ اے اہل بیت! خدا کی اچانک سے تم سے پلیدی کو دور کر دے اور تم کو خوب پاک کر دے۔

7- وَادْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُمْ مِّنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفٌ خَبِيرًا

(ترجمہ) اور تم اے گھروں میں جو خدا کی آیتیں اور دانائی کی باتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ کرو۔ چٹک اندھ لطف کرنے والا خبر دہر ہے۔

آیات مذکورہ بالا سے متعلق امور ذیل قابل غور ہیں۔

(آیہ ۲۱) ہجرت کے نویں سال آنحضرت ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات سے کہا۔ جب ۲۹ دن گزرنے پر مینہ پورا ہوا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ آیہ مجھ پر نازل ہوئی۔ ازواج مطہرات نو تھیں۔ یعنی حضرت عائشہ و حصہ و ام حبیبہ بنت ابی سفیان و سوروہ و ام سلمہ بنت ابی امیہ و صفیہ بنت حبشیہ بن اخطب و میمونہ بنت حارث ہلالیہ و زینت بنت ابی اسود و جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہن۔ ان سب نے زینت و دنیا پر اللہ اور رسول کو اختیار کیا۔ ان میں سے ہوا کہ وہ نہ چاہتی تھیں اور نہ ان کے دلوں میں دنیا کی زینت کی کچھ ہوس تھی کیونکہ اگر ان کو دنیا کی آفتخضرت ﷺ ان سے مفارقت کر کے کچھ دے دلا کر انہیں رخصت فرمادیتے۔ مگر آپ ﷺ نے نہیں کیا۔ پس معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات رضائے خدا اور رسول کی طلب کار تھیں۔ اور آخرت کی متمنی تھیں اس عمل نیک پر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انہیں نو تھیں دیا اور فرمادیا۔

لَا يَجْعَلُ لَكَ الْبَيْتَ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَغْنَيْتُكَ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ

اس کے بعد تیرے واسطے اور عورتیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ تو ان کی جائے اوروں کو

بہنی چونکہ انہوں نے آپ کو اختیار کیا ہے اس لئے آپ بھی ان پر دوسری عورتوں کو

(آیہ ۳۱) اسی نیک عمل پر جزائے مذکورہ کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو یہ خطاب کیا اور ان کو اپنے حبیب پاک ﷺ کی طرف نسبت دے کر فرمایا۔ اور ان کو اپنی عورتوں میں سے اگر کوئی ناشائستہ حرکت کرے گی تو دیگر عورتوں کی نسبت اسے دگنا عذاب دیا جائے گا۔ اور اگر نیک عمل کرے گی تو اسے دوسری عورتوں سے دوگنا ثواب ملے گا۔ موضح

یہ بڑی درجے کا لازمہ ہے۔ نیکی کا ثواب دوگنا اور برائی کا عذاب دوگنا بخیر کو بھی

اذلًا ذللك ضعف الحیات و ضعف المعاش (بنی اسرائیل۔ ع ۸)

اس وقت البتہ ہم تجھے چکھاتے دوگنا عذاب زندگی کا اور دوگنا عذاب موت کا۔ (اتقی)

اس سے ازواج مطہرات کا مقربیات و رگاوالی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے حرکی حد

تھیں ہو تا۔ یہاں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ازواج مطہرات باقی تمام عورتوں سے بہتر

کیونکہ ان کا عذاب و ثواب باقی تمام عورتوں کے عذاب و ثواب سے دگنا ہے۔ یہاں ازواج

مطہرات کے لئے یہ بھی بھارت ہے کہ ان سے کوئی کھلی ناشائستہ حرکت سرزد نہ ہوگی کیونکہ آیہ

مطہرات از قبیل لندن اشروکت لیحطن عملک۔ (۲) ہے بایں ہمہ جو لوگ ازواج

مطہرات کے حق میں دریدہ و دہلی کرتے ہیں وہ اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

انہیں پاک کی ازواج کو ناشائستہ حرکات سے محفوظ رکھا ہے اور اجر مضاعف کے علاوہ ان کیلئے

اطماع سے پاک ہو یعنی سنجیدگی و خشونت سے کلام کیا کرو اور ناز و کرشمہ سے بات نہ کیا کرو۔
(آیہ ۶) اور تم اپنے گمروں میں رہا کرو کیونکہ تمہارا تہذیبی باہر لنگھ کر رہ گیا ہے۔
اسے بھی زیادہ طمع دلانے والا ہے اور تم جاہلیت اولیٰ کی عورتوں کی طرح چلنے میں غلطی کر رہے ہو۔
تجتر تو تہذیب سے بھی اشد ہے۔ اور تم نماز و زکوٰۃ دیا کرو۔ اور تمام لوازم و لوازمی میں تمہارے
اطاعت کیا کرو کیونکہ اے اہل بیت نبی اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے پایہ کی دعا کرو۔
پاک و صاف بنائے جیسا کہ پاک صاف بنانے کا حق ہے۔

(آیہ ۷) اور تمہارے گمروں میں جو آیات تلاوت کی جاتی ہیں تم ان کو یاد کر لو۔
خود عمل کرو اور دوسروں کو بھی بتاؤ۔

(آیہ ۶) میں جسے آیہ تفسیر کہتے ہیں اس بات کا ثبوت ہے کہ ازواج مطہرات
ﷺ کے اہل بیت ہیں۔ اسی واسطے ازواج کے ساتھ مطہرات استعمال کیا جاتا ہے۔
(آیہ ۷) تک ان ہی خطاب اور ان ہی کا ذکر ہے اور ان ہی کے لئے اور امر و نواہی بیان ہو رہی ہے۔
شیعہ کہتے ہیں کہ آیات سارہ و لاحقہ کے احکام تو ازواج کے لئے ہیں درمیان میں صرف ان
میں ان سے خطاب نہیں بلکہ فقط حضرت علی و فاطمہ و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم مخاطب ہیں۔
کا یہ قول محض ہٹ دھرمی ہے۔ ان چاروں کا آیات میں ذکر تک نہیں۔ باقیہ امور آیات
لاحقہ کسی اجنبی کے ساتھ فصل موجب فساد بلاغت ہے۔ زوجہ کا مرد کے اہل بیت میں داخل ہونا
قرآن سے ثابت ہے۔ دیکھو آیات ذیل:-

قَالُوا لَا تَعْظُمَا إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ قَوْمِ لُوطٍ وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةً فَذُكِّرَتْ
بِاسْحَاقَ ط وَبَنِي وَزَّوْءَ اسْحَاقَ وَ يَعْقُوبَ ط قَالَتْ يَوْنِلَيْيَ الْبُذْرَ إِنَّهُ
بَعَثَنِي مِنْ خَلْقٍ عَنِيبٍ ط قَالُوا الْفَجَنِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ط وَكَانَ
وَبَرَكَاةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ط إِنَّهُ خَصِيَّةٌ مُجِيدَةٌ ط (ہود: ۷۷)

(ترجمہ) فرشتے (ادراہیم سے) بولے اور تم ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں اور ان
(سارہ) کھڑی تھی۔ وہ بے پروا تھی۔ ہم نے اس کو اسحاق اور اسحاق کے بعد یعقوب کی طرف بھیج دیا۔
کہنے لگی۔ ہائے میری خرافی! کیا میرے اولاد ہوگی۔ حالانکہ میں بڑھیا ہوں اور یہ میرا زمانہ
ہے۔ وھک یہ عجیب بات ہے۔ فرشتے بولے۔ کیا تو خدا کے امر سے تعجب کرتی ہے۔
نبی اتم پر خدا کی رحمت اور اس کی رحمتیں ہیں۔ وہ وھک تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے۔

ان آیتوں میں فرشتوں نے حضرت سارہ کو پوچھا اور پوچھا کہ تیرے اولاد کی دعا کرو۔
حضرت سارہ اس پر تعجب کرتی ہیں۔ فرشتے حضرت سارہ کو لفظ اہل بیت سے خطاب کر رہے ہیں۔

کہا کہ یہ تعجب نہیں۔ تم پر خدا کی رحمت اور برکتیں ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے۔ مزید
کہنے کے لئے محمد شیعہ مولفہ خاکسار دیکھو۔

ازواج مطہرات کی تعداد میں اختلاف ہے۔ گیارہ پر سب کا اتفاق ہے۔ جن میں سے چھ
مطہرات مذکورہ عاشرہ حصہ 'ام حبیبہ' 'ام سلمہ' 'سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن' 'عربیات غیر قریش
مطہرات قریش سے ہیں اور ایک (حضرت صفیہ) غیر عربیہ بنی اسرائیل سے ہے۔ ذیل میں یہ
عشرہ ازواج ان سب کا حال بطریق اختصار لکھا جاتا ہے۔ (۳)

حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

ان کا سلسلہ نسب قصی میں آنحضرت ﷺ کے خاندان سے جاملتا ہے۔ حضور کی بعثت
سے پہلے طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں۔ ان کی پہلی شادی ابو ہالہ بن زرارہ حبشی سے ہوئی۔ جن
کا بعد ان کے ہندو ہالہ نام پیدا ہوئے۔ یہ دونوں صحابی ہیں۔ حضرت ہند کی روایت سے آنحضرت
ﷺ کا علیہ شریف منقول ہے۔

ابو ہالہ کے انتقال کے بعد دوسری شادی عقیق بن عائذ مخزومی سے ہوئی جن سے ایک
بچہ پیدا ہوا۔ اس کا نام بھی ہند تھا۔ یہ اسلام لائیں اور اپنے پیچھے بھائی صلیب بن امیہ بن عائذ
مخزومی سے شادی کی۔ ان سے ایک لڑکا محمد بن صلیب پیدا ہوا۔ جس کی اولاد کو حضرت خدیجہ کے
سلسلہ کے سب سے پہلے طاہرہ کہتے ہیں۔

عقیق کے انتقال کے بعد آنحضرت ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ جس کا ذکر پہلے آچکا
ہے۔ حضور اقدس ﷺ کی تمام اولاد سوائے ادراہیم کے اسی نیک نصابی کے ہلن مبارک سے
نسل آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت خدیجہ سب سے پہلے آنحضرت ﷺ پر ایمان لائیں۔ نکاح کے بعد پچیس برس
تک گھر پر رہیں۔ ان کی زندگی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوسری شادی نہیں کی۔ انہوں نے
سب سے رسول اللہ ﷺ کو مدد دی۔ ایک روز حرا میں حضور اقدس کے لئے کھانا لایا تھی۔
حضرت ہرئیل نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ خدیجہ جب آئیں تو آپ ان کو ان
کے گھر کی طرف سے اور میری طرف سے سلام پہنچادیں اور بھشت میں ایک موتیوں کے محل
کا تحفہ دیں۔

ازواج مطہرات میں حضرت خدیجہ و عائشہ باقی سب سے افضل تھیں۔ حضرت خدیجہ
مکہ میں ۶۵ سال پہلے ۶۵ سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور کوہ جون میں دفن ہوئیں۔

آنحضرت ﷺ نے ان کو قبر میں اتارا۔ ان پر نماز نہ پڑھی گئی کیونکہ اس وقت تک نماز واجب نہ ہوئی تھی۔

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہما

ان کا سلسلہ نسب کعب بن لوی بن غالب میں آنحضرت ﷺ سے ملتا ہے۔ وہ پہلی کنوینہ تھیں۔ پہلے اپنے والد کے چچے بھائی سکران بن عمرو بن عبد شمس کے نکاح میں تھیں۔ سکران بھی قدیم آل سلام تھے۔ دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت مانیہ کی۔ جب مکہ میں واپس آئے تو حضرت سکران نے وفات پائی اور ایک لڑکا یادگار چھوڑا۔ جس کا نام عبدالرحمن بن سکران تھا۔ عبدالرحمن نے جنگ جلولاء (آخر سن ۶ھ) میں شہادت پائی۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ کے انتقال سے آنحضرت ﷺ کو نہایت پریشانی ہوئی کہ اگر کعبہ بابل چون کا انتظام ان ہی سے متعلق تھا۔ یہ دیکھ کر خولہ بنت حکیم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نکاح کر لیجئے۔ فرمایا کس سے؟ خولہ نے حضرت عائشہ و سودہ کا نام لیا۔ آپ نے دونوں سے خواستگاری کی اجازت دے دی۔ خولہ حضرت سودہ کے پاس گئیں اور کہا کہ خدا نے تم کو خیر و برکت نازل فرمائی ہے۔ سودہ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ خولہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تم کو آپ کے پاس بغرض خواستگاری بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے منظور ہے۔ مگر میرے باپ سے بھی دریافت کر لو۔ چنانچہ وہ ان کے والد کے پاس گئیں۔ اور جاہلیت کے طریق پر سلام کیا۔ ان کا صبا کا کہنا۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ خولہ نے اپنا نام بتایا۔ پھر نکاح کا پیغام سنایا۔ انہوں نے کہا کہ محمد شریف نکو ہیں۔ مگر سودہ سے بھی دریافت کر لو۔ خولہ نے کہا کہ وہ راضی ہیں۔ یہ کہنا کہ زعمہ نے کہا کہ نکاح کے لئے آجائیں۔ اس طرح باپ نے نبوت کے دسویں سال سودہ کا نکاح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کر دیا۔ سودہ کا بھائی عبداللہ بن زمعہ آیا۔ یہ معلوم کر کے کہ رسول اللہ ﷺ سے ہو چکا ہے اس نے اپنے سر پر خاک ڈال لی۔ عبداللہ نے کور و سب سے سلام لائے تو ان کو اپنے اس فعل پر انکسوس ہوا کرتا تھا۔

حضرت سودہ طبیعت کی فیاض تھیں۔ ایک روز حضرت عمر فاروق نے ایک عورت کو دیکھا جس کی قبیلہ آپ کی خدمت میں بھیجی۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لائے والوں نے جواب دیا کہ یہ عورت آپ نے فرمایا کہ درہم کھجوروں کی طرح تھیلی میں بٹکتے جاتے ہیں۔ یہ کہہ کر اسی وقت درہم تقسیم کر دیئے۔

آنحضرت ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں آپ امتیازی حیثیت رکھتی تھیں۔ چنانچہ

وہ ہر مرد پر یہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجتہ الوداع میں اپنی ازواج مطہرات سے بیعت کی اسلام ہے جو گردن سے ساقط ہو گیا۔ اس کے بعد تم و ریا کو غنیمت سمجھنا۔ (یعنی کمر بستہ ہو کر) آنحضرت ﷺ کے وصال شریف کے بعد تمام ازواج مطہرات سوائے سودہ اور زینب کے حج کو جایا کرتی تھیں اور وہ دونوں فرماتی تھیں کہ خدا کی قسم اگر رسول اللہ ﷺ کی بیعت نہ ہوتی تو ہم چوپایہ پر سوار نہ ہوتی۔

حضرت سودہ سے کتب متداولہ میں پانچ حدیثیں مروی ہیں۔ جن میں سے ایک صحیح ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس اور یحییٰ بن عبدالرحمن بن اسعد بن زرارہ نے ان سے حدیثیں روایت کیں۔ انہوں نے خلافت فاروقی کے آخری زمانہ میں انتقال فرمایا۔ بیسے سال وفات ۵۳ھ یا ۵۴ھ کے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا

ان کا نسب مروان کعب میں آنحضرت ﷺ کے خاندان سے ملتا ہے بعثت کے چار برس بعد پیدا ہوئیں۔ اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کے تعلق سے ام عبداللہ کنیت رکھتی تھیں۔ چھ برس کی تھی کہ آنحضرت ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں۔ پہلے جہر بن مطعم کے گھر سے منسوب تھیں۔ خولہ بنت حکیم آنحضرت ﷺ کے ایماء سے ام رومان (والدہ حضرت ابو بکر) کے پاس گئیں اور نکاح کا پیغام سنایا۔ ام رومان نے رضامندی ظاہر کی۔ حضرت ابو بکر نے ان سے تکرر کیا۔ انہوں نے کہا کہ عائشہ تو رسول اللہ ﷺ کے بھائی کی بیٹی ہے کیا تم اس سے نکاح کرنا چاہتے ہو؟ ام رومان نے کہا کہ تم اسلام میں میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں۔ حضرت ابو بکر نے ام رومان سے کہا کہ ”مطعم بن عدی اپنے پوتے کے لئے نکاح کر چکا ہے۔ واللہ ابو بکر نے کبھی وعدہ کے خلاف نہیں کیا۔“ اس لئے وہ مطعم کے پاس آئیں۔ یہاں سے نکاح کیا۔ مطعم نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ بیوی نے حضرت ابو بکر سے کہا کہ اگر ہم نے اس لڑکے کا نکاح تمہارے ہاں کر دیا تو شاید تم اس کو صابلی بنا لو۔ حضرت ابو بکر نے داخل کر لو گے۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر وہاں سے اٹھ آئے اور خولہ کے لئے نکاح کا پیغام بھیجا کہ نکاح کے لئے تشریف لے آئیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ تشریف لے گئیں اور حضرت ابو بکر نے (ماہ شوال ۱۰ھ) نبوت میں) حضرت عائشہ کا نکاح کر دیا۔ ہجرت کے پہلے سال ماہ شوال میں مدینہ منورہ میں نو سال کی عمر میں آپ کی رسم نکاح ہوئی۔

آنحضرت ﷺ کے وصال شریف کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مہدک اٹھارہ سال کی تھی۔ انہوں نے چھیانوے برس کی عمر میں ۵۷ھ میں انتقال فرمایا۔ وصیت رات کے وقت جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے بڑے مروان بن الحکم کی طرف سے اس وقت حاکم مدینہ تھے نماز جنازہ پڑھائی۔

آنحضرت ﷺ کو ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ محبت تھی۔ ان کو دوسری ازواج پر اور کئی باتوں میں فضیلت تھی۔ چنانچہ ان کے نکاح زوجہ کے والدین مساجر نہ تھے۔ ان کی برات اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل فرمائی۔ حضرت عائشہ ان کی صورت ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر آنحضرت ﷺ کے پاس لائے اور عرض کیا کہ اس سے شادی کر لیجئے۔ ان کے سوا کسی اور زوجہ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو نہیں دیکھا۔ اللہ ﷻ اور یہ ایک برتن میں غسل فرمایا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا کرتے اور یہ بیٹھ لیتی ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی اور آپ اور یہ ایک لحاف میں ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ کا وصال شریف ان ہی کی گود میں اور ان ہی کی نوبت میں ہوا۔ اور آنحضرت ﷺ کو حجرات حجرے میں دفن ہوئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ عالمہ فصیحہ تھیں۔ حضرت موسیٰ بن طلحہ ذکر کرتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر فصیح نہیں پایا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کا بیان ہے کہ میں نے کرام کو کوئی ایسا مشکل مسئلہ پیش نہیں آیا کہ جس کا حل انہوں نے حضرت عائشہ کے پاس نہ ہو۔ محمود بن لبید کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کو بہت سی حدیثیں یاد تھیں۔ حضرت عائشہ وام سلمہ ان میں ممتاز تھیں۔ حضرت عائشہ حضرت عمر و عثمان کے عہد میں حکومت کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ انتقال فرما گئیں۔ یہ تھا رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت عثمان حضور کے بعد حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں کسی کو بھیج کر حدیثیں پوچھا کرتے تھے۔

آپ کثیرہ الخلد یث تھیں۔ دو ہزار دو سو دس حدیثیں آپ سے مروی ہیں۔ شیخین کا اتفاق ہے۔ اور ۵۴ میں امام بخاری اور ۲۸ میں امام مسلم منقول ہیں۔

آپ وقائع و اشعار عرب سے خوب واقف تھیں۔ حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے بڑھ کر کسی کو قرآن و فرائض و حلال و حرام و فقہ و شعر و طب و ہجرت و نسب کا عالم نہیں پایا۔

آپ زہاد اور سخی تھیں۔ ام الدرداء روایت کرتی ہیں کہ ایک روز حضرت عائشہ

کے پاس ایک لاکھ درہم آئے۔ انہوں نے وہ سب تقسیم کر دیئے۔ میں نے کہا کیا آپ کو کوئی چیز چاہیے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ جس سے گوشت خرید کر روزہ افطار کرتیں۔ انہوں نے کہا ہاں اگر تو مجھے یاد دلا دیتی تو میں ایسا ہی کرتی۔

حضرت حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

۶ھ سے پانچ برس پہلے جب قریش خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے پیدا ہوئیں۔ پہلے اسماء بنت ابی بکر کے نکاح میں تھیں۔ ان ہی کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی۔ حضرت حفصہ نے ان کی خدمت میں کھائے۔ غزوہ کے بعد ان ہی زخموں کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔

حضرت حفصہ کی شہادت کے بعد حضرت عمر فاروق کو اپنی بیٹی کے نکاح کی فکر ہوئی۔ ان کے دن حضرت رقیہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس لئے حضرت عمر فاروق نے حضرت عائشہ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں حفصہ کا نکاح تم سے کر دیتا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں خود میں غور کروں گا۔ پھر چند روز کے بعد کہہ دیا کہ میرا ارادہ ان ایام میں نکاح کرنے کا نہیں ہے۔ اس پر حضرت عمر فاروق نے حضرت ابو بکر صدیق سے ذکر کیا مگر وہ چپ ہو رہے اور کچھ نہ فرمایا۔ اس پر حضرت عمر کو رنج ہوا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے خواستگاری کی۔ اور ۴ھ میں نکاح ہو گیا۔ نکاح کے بعد حضرت صدیق اکبر نے حضرت فاروق اعظم سے کہا کہ میں نے عائشہ کی وجہ سے صرف یہ تھی جو مجھے معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حفصہ کا ذکر کیا تھا۔ ان کا راز انشاء کرنا نہ چاہتا تھا۔ اگر حضور حفصہ سے نکاح نہ کرتے تو میں قبول کر لیتا۔

حضرت حفصہ سے ساٹھ حدیثیں مروی ہیں۔ جن میں سے صرف پانچ بخاری میں ہیں۔ ۴۵ھ میں حضرت معاویہ کے عہد خلافت میں انتقال فرمایا۔ مروان بن الحکم نے ان کا گور کیا۔ نماز جنازہ پڑھائی اور بوزحم کے گھر سے مغیرہ کے گھر تک جنازہ کو کندھ لٹایا۔ ان کے گھر سے قبر تک حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ شرف حاصل کیا۔

حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا

۱۰ھ نام۔ ام سلمہ کنیت تھی۔ باپ کا نام حذیفہ اور بھول بعض سبیل تھا۔ اس کا نام عائشہ کے گھر کا نام تھا۔ پہلے اپنے چچا زاد بھائی ابو سلمہ (عبداللہ بن عبدالاسد بن مغیرہ) کے نکاح میں تھیں۔ حضرت عائشہ کے رضاعی بھائی تھے۔ ام سلمہ و ابو سلمہ دونوں قدیم الاسلام تھے۔ دونوں ان کی طرف ہجرت کی۔ چنانچہ ان کے بیٹے سلمہ حبشہ ہی میں پیدا ہوئے۔ پھر مکہ میں آئے اور ان کی طرف ہجرت کی۔ ام سلمہ پہلی عورت ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ میں آئیں۔ مدینہ ہی میں

ان کے ہاں عمر اور دروزینب پیدا ہوئیں۔

حضرت ابو سلمہ بدر واحد میں شریک ہوئے۔ احد میں زخمی ہو گئے۔ ایک ماہ کے بعد واپس آئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک سریہ میں بھیج دیا۔ ایک ماہ کے بعد واپس آئے۔ پھر پھوٹ آیا۔ اور آٹھ بجادی الاخری ۴ھ میں وفات پائی۔ وفات کے وقت حضرت ام سلمہ ان کی نعشیں وضع حمل کے بعد حضرت ابو بکر و عمر نے خواستگاری کی تو ام سلمہ نے انکار کر دیا۔ اللہ ﷺ نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ تو مر جا کہہ کر یہ عذر پیش کئے۔

(1) میں سخت غیور عورت ہوں۔

(2) صاحب عیال ہوں۔

(3) میرے اولیاء میں سے کوئی یہاں نہیں کہ میرا نکاح کر دے۔

ہے کہ میری عمر زیادہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان عذروں کا تسلی بخش جواب دیا اور نکاح ہو گیا۔

جب حدیبیہ میں صلح نامہ لکھا جا چکا تو آنحضرت ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

انھو 'قربانیاں دو اور سر منڈواؤ۔ چونکہ صحابہ کرام کو بے نعل و مرام والی سیڑھی سے رونا ہوا تھا

نے قبیل اشراف میں شامل کیا۔ حضور خفا ہو کر حضرت ام سلمہ کے خیمہ میں نظر پڑا۔

اور اشتعال امر میں توقف کی شکایت کی۔ ام سلمہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ کو

رکھیں۔ ان پر ایک امر عظیم گزرا ہے۔ ان کا خیال تو فتح مکہ تھا۔ ان کو یقین تھا کہ وہ مکہ

لائیں گے۔ باوجود نقد ان مطلوب آپ نے قریش سے صلح کر لی۔ اور ان کی نہ سنی۔ اگر

اس پر ہے کہ وہ نحر و حلق کریں تو آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیں۔ اور خود نحر و حلق کر لیں۔

ان کو بجز اتباع چارہ نہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اور حضرت ام سلمہ کی تدبیر

ہو گئی اور یہ ان کی دانشمندی اور صواب رائے کی واضح دلیل ہے۔

حضرت ام سلمہ سے کتب متداولہ میں ۸۷۸ حدیثیں مروی ہیں۔

پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔ اور تین کے ساتھ امام بخاری اور تیرہ کے ساتھ امام مسلم

باقی دیگر کتب میں ہے۔

ازواج مطہرات میں سب کے بعد حضرت ام سلمہ نے ۸۴ برس کی عمر میں وفات پائی۔

ان کے من وفات میں سخت اختلاف ہے۔ واقدی کا قول ہے کہ شوال ۵۹ھ میں وفات پائی۔

حضرت ابو ہریرہ نے نماز چٹاؤ پڑھائی۔ امام بخاری تاریخ کبیر میں ۵۹ھ لکھتے ہیں۔

امام حسین کی شہادت کی خبر آنے کے بعد آخری ۶۱ھ میں وفات پائی۔ اور ایام حرلی ۶۲ھ میں

ان کی مسلم میں ہے کہ عمارت بن عبد اللہ بن ابی ریحہ اور عبد اللہ بن صفوان حضرت ام سلمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس لشکر کی ہمت پوچھا جو زمین میں دھنس جائے گا۔ یہ سوال کیا گیا جب یزید بن معاویہ نے مسلم بن عقبہ کو لشکر اسلام کے ساتھ مدینہ کی طرف بھیجا تھا تو وہ پیش آیا تھا۔ جو ۶۳ھ میں تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ام سلمہ واقعہ حرو

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

اصلی نام رملہ اور کنیت ام حبیبہ تھی۔ آپ حضرت ابو سفیان کی دختر بلند اختر اور حضرت

عمر کی بہن تھیں۔ پہلے عبید اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں۔ دونوں نے اسلام لا کر حبشہ کی

طرف ہجرت کر دی۔ وہیں ان کی لڑکی حبیبہ پیدا ہوئی۔ عبید اللہ عیسائی ہو کر حبشہ ہی میں مر گیا۔

آنحضرت ﷺ نے ام حبیبہ کی حالت و غربت کو مد نظر رکھتے ہوئے نجاشی کی معرفت نکاح کا پیغام

بھیجا۔ انہوں نے خوشی قبول کیا۔ چنانچہ نجاشی نے ۷ھ میں ان کا نکاح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے ہاں کیا۔ اس کتاب میں پہلے آچکا ہے۔ جب نکاح کے تمام رسوم ادا ہو گئے تو نجاشی نے ان

کو ان کے ساتھ حضور کی خدمت اقدس میں روانہ کر دیا۔

حضرت ام حبیبہ کی روایت سے کتاب متداولہ میں ۶۵ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے

۱۰۰۰ حدیثیں مسلم کا اتفاق ہے۔ اور ایک کے ساتھ امام مسلم منفرد ہیں۔ باقی دیگر کتب میں ہیں۔

۶۳ھ میں ہو اور وہیں وفات ہوئیں۔

حضرت زینب بنت جحش اسدیہ رضی اللہ عنہا

ان کی پہلی شادی حضرت زید بن حارثہ سے ہوئی تھی۔ حضرت زید قبیلہ قصاع میں سے

تھے۔ ان میں گرفتار ہو کر مکہ میں حضرت خدیجہ الکبریٰ کے ہاتھ بطور غلام فروخت ہوئے۔

پھر وہیں نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا۔ حضور نے نبوت سے پہلے ان کو آزاد

کر دیا۔ اس لئے لوگ ان کو زید بن محمد کہا کرتے تھے۔ حضرت زید سابقین الی الاسلام میں

سے تھے۔ ان پر رسول اللہ ﷺ کی خاص توجہ تھی۔ آپ اہم امور میں ان سے کام لیتے۔ اور لشکر کی

پہلو میں ان کے سپرد کر دیتے۔ اسی وجہ سے حضور نے ان کا نکاح اپنی پھوپھی امیمہ بنت

ابوبکر کی صاحبزادی زینب بنت جحش سے کر دینا چاہا۔ مگر زینب اور ان کا بھائی راضی نہ ہوئے۔

پھر آپ نے ان کی

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ

مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَقْضِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَقَدْ حَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا (احزاب-ع ۱۰)
(ترجمہ) کسی مسلمان مرد یا عورت کو لائق نہیں جس وقت خدا اور اس کا رسول کوئی امر
کروے۔ کہ ان کو اپنے کام میں اختیار ہو۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی بات پر
صریح گمراہ ہو گیا۔

پس حضرت زینب کا نکاح پر راضی ہو گئیں اور نکاح ہو گیا۔

حضرت زید اگرچہ عربی الاصل تھے مگر قریش نہ تھے۔ قریش کی لڑکیوں میں
عبدالطلب کے لئے اشراف قریش میں کفو تلاش کئے جایا کرتے تھے اس لئے باپ کا عہد
حضرت زید حضرت زینب کی حرکات عادیہ کو کبر و تعظم پر محمول کرنے لگے۔ اور حضرت
بھی ان سے متبرر رہنے لگیں۔ چنانچہ حضرت زید نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی نکاح
نے فرمایا کہ اس طرح کی باتوں پر طلاق نہیں دیا کرتے۔ اسی امر کی طرف آپ ﷺ میں اللہ
وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ
وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَعْلَى الْأَعْيَانِ (احزاب-ع ۵)

(ترجمہ) اور جس وقت تو کہہ رہا تھا اس شخص سے جس پر اللہ نے اور تو نے انعام کیا ہے کہ
میری کو اپنے لئے تمام رکھ اور خدا سے ڈر اور تو اپنے جی میں چھپا ہوا تھا اس چیز کو جسے اللہ کا
والا ہے اور تو لوگوں سے ڈرتا تھا اور اللہ زیادہ لائق ہے اس کا کہ تو اس سے ڈرے۔

بائیں ہمہ اگر زید ان کو طلاق دیتے تو ایسی سیدہ شریفہ کے لئے رسول اللہ ﷺ جو اس کا نکاح
ہو سکتا تھا؟ اس لئے حضور انور کی خاطر اشراف میں آتا تھا کہ بصورت طلاق زینب کی نکاح
اور اس کے حقوق کی رعایت کے لئے ان سے نکاح کر لینا ضروری ہو گا۔ مگر آپ ﷺ کا یہ
سکتے تھے۔ کیونکہ جاہلیت میں جتنی کو سمندر و ولد حقیقی سمجھتے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ نکاح
مطلقہ کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔

آخر کار حضرت زید نے طلاق دے دی۔ عدت گزرنے پر رسول اللہ ﷺ نے عہدہ
نکاح کا پیغام دینے کے لئے زینب کے پاس بھیجا۔ حضرت زینب نے جواب دیا کہ میں اللہ
لوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاهَا بِكَى لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ جُنَاحٌ
أَزْوَاجَ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَقْضُوعًا (احزاب-ع ۵)

پس جب زید نے اس سے حاجت پوری کر لی ہم نے اس کو تجھ سے بیاہ دیا تاکہ مومنوں
کی باتوں کی بدیوں کی جگہ نہ ہو اور جب ان سے حاجت پوری کر لیں اور امر الہی ہو کر

اس طرح حضرت زینب کا نکاح (۳۵ یا ۵۵ھ میں) ۵۳ھ کی عمر میں ہو گیا۔ حضرت

قریشی نہیں کہ دیگر ازواج مطہرات کا نکاح تو ان کے باپ یا بھائی یا اہل نے کر دیا۔ مگر

اللہ تعالیٰ نے آسمان سے کر دیا۔ اس نکاح میں یہ حکمت بھی تھی کہ پسر خواندہ کی مطلقہ کا

نکاح ہو گیا۔

یہ نکاح ہو گیا تو منافقوں نے کہا کہ محمد ﷺ نے بیٹوں کی بدیوں سے نکاح حرام کر

لیا ہے لہذا یہ بدی سے نکاح کر لیا۔ اس پر یہ آیتیں اتریں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ ط (احزاب-ع ۵)

محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن خدا کے پیغمبر اور خاتم

النبیین ہیں۔

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ذَلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ (احزاب-ع ۱)

اور تمہارے لئے پالکوں کو تمہارے بیٹے نہیں بنایا یہ تمہارے مومنوں کی بات ہے۔

پس حضرت زید جو زید بن محمد کہلاتے تھے اس کے بعد زید بن حارثہ کہلانے لگے۔

حضرت زینب آنحضرت ﷺ کی چھوٹی زویہ بن ہونے کے علاوہ جمال میں بھی ممتاز

تھیں اس لئے ازواج مطہرات میں سے وہ حضرت عائشہ صدیقہ کے ساتھ ہمسری کا دم بھرتی

ہو چکی تھیں۔

کانت نسائینی۔

وہ میرا مقابلہ کرتی تھیں۔

آپ نہایت راست گو اور پارہ ساق تھیں۔ جب حضرت عائشہ پر بہتان لگایا گیا تو آنحضرت

نے آپ سے حضرت عائشہ کی نسبت پوچھا۔ آپ نے صاف کہہ دیا۔

وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا۔

واللہ! مجھ کو عائشہ کی بھلائی کے سوا کسی چیز کا علم نہیں۔

اسی راستی سے متاثر ہو کر حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں نے کوئی عورت زینب سے

بہتر نہیں دیکھی خدا سے زیادہ ڈرنے والی زیادہ سچ بولنے والی اور زیادہ صلہ رحم اور خیرات کرنے والی

نہیں تھی۔

ضمین دیکھی۔

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کچھ مال مساجدین میں تقسیم فرما رہے تھے معارفہ میں کچھ بول اٹھیں۔ حضرت عمر فاروق کو ناگوار گزرا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جانے دو یہ اوو یعنی فاش متفرغ ہیں۔

حضرت زینب زابدہ اور طبیعت کی فیاض تھیں۔ اپنے ہاتھ سے مال خدا کی راہ میں لٹا دیتیں۔ حضرت عمر فاروق نے ان کا سالانہ وظیفہ بارہ ہزار درہم میں انہوں نے صرف ایک سال لیا۔ اور اپنے حاجت مند رشتہ داروں میں تقسیم کر کے خدا لایا یہ عطیہ مجھے اگلے سال ملے۔ حضرت فاروق کو یہ خبر گئی تو انہوں نے حضرت زینب کو ایک ہزار اور بھیجا۔ مگر حضرت زینب نے اسے بھی تقسیم کر دیا۔ آپ کی دعا لکھی کہ آئندہ سال وفات پائی۔

ایک روز آنحضرت ﷺ نے ازواج مطہرات سے فرمایا۔

أَمْرٌ عَزَّكَنَّ لِحَافًا بِيْ أَطْلُو الْكُنَّ يَدًا۔

(ترجمہ) تم میں سے مجھ سے جلدی ملنے والی وہ ہے جس کا ہاتھ سب سے لمبا ہے۔

ازواج مطہرات اس ارشاد کو حقیقت پر محمول کرتی تھیں۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال شریف کے بعد جب ہم کی ایک جمع ہوئیں۔ تو ہم دیوار پر اپنے ہاتھوں کو ناپا کرتی تھیں۔ ہمارا ایک خیل راہبہ تھی کہ زینب نے جو کوتاہ قد تھیں ہم سب سے پہلے انتقال فرمایا۔ اس وقت ہماری کھال کا ذکر مذکورہ میں ہاتھ کا لمبا ہونا فیاضی کی طرف اشارہ تھا۔

جب حضرت زینب کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے کر رکھا ہے۔ حضرت عمر فاروق بھی ایک کفن پہنچیں گے۔ دونوں میں سے ایک کو گور کر دیا۔ چنانچہ اس وصیت پر عمل کیا گیا۔ حضرت زینب نے مدینہ منورہ میں ۲۰ھ میں انتقال فرمایا۔ حضرت عمر فاروق نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عمر فاروق نے خود حضرت زینب کو قبر میں اتاریں۔ اس لئے ازواج مطہرات سے دریافت کیا کہ کون اتارے جواب آیا کہ جو حیات میں ان کے گھر میں داخل ہوا کرتا تھا۔

حضرت زینب سے گیارہ حدیثیں مروی ہیں۔ جن میں سے دو پر غور کیا جائے گا۔

ہے۔

حضرت زینبہ بار رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ ہلالیہ

آپ مساکین کو کثرت سے کھانا کھلایا کرتی تھیں اس لئے ام المساکین کی کنیت سے مشہور ہوئیں۔ پہلے حضرت عبداللہ بن جش کے نکاح میں تھیں حضرت عبداللہ نے جنگ احد (۳ھ) میں شہید ہو گئے۔ اسی سال آنحضرت ﷺ کے نکاح میں آئیں اور صرف دو تین مہینے حضور کی خدمت میں رہنے پائی تھیں کہ "بیس سال کی عمر میں ان کا انتقال ہو گیا اور جنت البقیع میں دفن ہو گئے۔ حضرت عبدجبتہ الکبریٰ نے بعد میں ایک بی بی تھیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی حیات میں ان کا انتقال فرمایا۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حارث ہلالیہ

بنی بنی ام الفضل لہا یہ کبریٰ حضرت عباس بن عبدالمطلب کے نکاح میں تھیں۔ پہلے مسعود بن عمر بن عمیر ثقفی کے نکاح میں تھیں۔ مسعود نے طلاق دے دی۔ تو بنی ام الفضل نے ان سے شادی کر لی۔ اور ہم کے انتقال کے بعد حضرت عباس نے ان کا نکاح عام صرف میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ کر دیا۔ صرف ہی میں ۵۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ حضرت عباس نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور قبر میں اتارا۔ جب جنازہ اٹھانے لگے تو بنی ام الفضل نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہیں۔ اگلے جنازے کو زیادہ حرکت نہ دو۔ اگلی روایت سے ۶۷ھ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے سات پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔

حضرت جویریہ خزاعیہ مصطلقہ رضی اللہ عنہا

حضرت جویریہ کا والد حارث بن ابی ضرار تھا جو قبیلہ بنی مصطلق کا سردار تھا۔ یہ پہلے بنی امیہ کے نکاح میں تھیں۔ جو غزوہ مریض (۵ھ) میں قتل ہوا۔ اس غزوہ میں حضرت ابی بنی ہاشم کے ہاتھ آئے چنانچہ حضرت جویریہ حضرت ثابت بن قیس بن زید کے حصہ میں آئیں۔ مگر انہوں نے حضرت ثابت سے نواقد سونے پر کثمت کر لی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یوں عرض کی۔ "یا رسول اللہ! میں حارث کی بیٹی ہوں۔ میرا حال آپ سے پوشیدہ نہیں۔ میں ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئی۔ انہوں نے ان سے نواقد سونے پر کثمت کر لی ہے۔ یہ رقم میرے مقدور سے زائد ہے۔ مگر میں آپ کی فیاضی کی امید پر منظور کر لی ہے۔ اور اب اسی کا سوال کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں آئی ہوں۔"

خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس سے بھر چکے ہو؟ انہوں نے پوچھا وہ چیز کیا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تمہارا ذکر کرتا ہوں اور تم اس سے نکاح کر لیتا ہوں۔ حضرت جویریہ نے یہ عرض کیا کہ مجھے منظور ہے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت ہامت کو بلایا۔ وہ بھی راضی ہو گئے۔ چنانچہ حضور انور نے نواویدہ سوا لاکھ روپے حضرت جویریہ کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔

جب لوگوں کو اس نکاح کی خبر گئی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے رشتہ مصباح کی رعایت سے ہبنی مصطلق کے باقی تمام لونڈی غلاموں کو آزاد کر دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ”ہم نے کوئی عورت ایسی نہیں دیکھی جو اپنی قوم کے لئے جویریہ سے زیادہ مہربان ہو گیونکہ ان کے سبب سے ہبنی مصطلق کے بیٹکڑوں گھرانے آزاد ہو گئے۔“

جب حضرت جویریہ رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں تو ان کی عمر ہس سال کی تھی ان کا نام برہ تھا۔ حضور انور نے بدل کر جویریہ رکھ کر ربیع الاول ۵۰ھ میں انتقال فرما گئیں اور منورہ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ ان کی روایت سے سات حدیثیں منقول ہیں جن میں بخاری میں اور دو مسلم میں اور باقی دیگر کتب میں ہیں۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اسرائیلیہ

باپ کا نام حبیب بن اخطب تھا۔ جو بنو نضیر کا سردار تھا۔ اس کا نام ضرر تھا جو بنو نضیر کا سردار تھا۔ حضرت صفیہ کی پہلی شادی سلام بن مشکم قرظی سے ہوئی۔ ان کے بعد کنانہ بن ابی اخطب کے نکاح میں آئیں۔ جب غزوہ خیبر (۶ھ) میں آنحضرت ﷺ نے اپنی اہل بیت کا قلعہ قوس فتح کیا۔ کنانہ قتل ہوا۔ حضرت صفیہ کا باپ اور بھائی کام آئے تو وہ بھی گرفتار ہوئیں۔ جب خیبر کے تمام قیدی جمع کئے گئے تو وجیہ کبھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے ایک لونڈی کی درخواست کی۔ حضور انور نے فرمایا کہ جاؤ ایک لونڈی لے لو۔ چنانچہ انہوں نے حضرت صفیہ کو لے لیا۔ ایک صحابی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی۔ ”یا رسول اللہ آپ نے صفیہ جو ریمہ قرظیہ بنو نضیر تھی وجیہ کو عطا فرمادی۔ وہ تو آپ ہی کے لائق ہے۔“ حضور ﷺ نے وجیہ کبھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسری لونڈی عطا فرمادیا اور خود صفیہ کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔ جب خیبر سے رولہ ہو کر صحابہ میں پہنچے تو رسم عروسی ادا کی گئی اور لوگوں سے باحضر جمع کر کے دعوتِ ولیمہ دی گئی۔

حضرت صفیہ نے تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں ۵۰ھ میں انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں

دفن ہوئیں۔ ان کی روایت سے دس حدیثیں منقول ہیں جن میں صرف ایک متفق علیہ ہے۔

آنحضرت ﷺ کی اولاد کرام

پہلے ذکر آچکا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام اولاد (سوائے ابراہیم کے جو حضرت یونسؑ کے بطن مبارک سے تھے) حضرت خدیجہ الکبریٰ سے تھی۔ صاحبزادیوں کا شمار ہاتھ میں تھا۔ چاروں نے زمانہ اسلام پایا اور شرف ہجرت حاصل کیا مگر صاحبزادوں کی تعداد کم ہے۔ قاسم ولد ابراہیم پر اتفاق ہے۔ بھول زہیر بن بکار (متوفی ۲۵۶ھ) صاحبزادے تین تھے۔ قاسم عبد الرحمن (جن کو طیب و طاہر بھی کہتے تھے) ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماعاً۔ اکثر اہل سب کی یہی رائے ہے۔

حضرت قاسم رضی اللہ عنہما

آنحضرت ﷺ کی اولاد کرام میں حضرت قاسم بعثت سے پہلے پیدا ہوئے اور قبل بعثت ہی سب سے پہلے انتقال فرما گئے۔ ابن سعد نے روایت محمد بن جبرہ مطلق نقل کیا ہے۔ کہ دو سال زندہ رہے۔ بھول مجاہد سات دن اور بھول معقل بن غسان غلامی تیرہ مہینے زندہ رہے۔ لیکن اس کہتے ہیں کہ سن تیز کو پہنچ گئے تھے۔

آنحضرت ﷺ کی کنیت ابو القاسم ان ہی کے نام پر ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا

صاحبزادیوں میں سب سے بڑی تھیں بعثت سے دس سال پہلے جب آنحضرت کی عمر ہندک تیس سال کی تھی پیدا ہوئیں۔ ان کی شادی ان کے خالہ زاد بھائی ابو العاص بن قحطہ بن ربیع سے ہوئی۔ ابو العاص حضرت خدیجہ الکبریٰ کی بہن ہالہ کے بطن سے تھے۔ حضور اقدس ﷺ نے حضرت خدیجہ الکبریٰ کے کہنے سے ان کا نکاح بعثت سے پہلے حضرت زینب سے کر دیا تھا۔ جب حضور انور کو منصب رسالت عطا ہوا تو حضرت خدیجہ اور آپ کی صاحبزادیاں آپ پر ایمان لائیں مگر ابو العاص شرک پر قائم رہا۔ اسی طرح حضور اقدس ﷺ نے بعثت سے پہلے اپنی صاحبزادی زینب کا نکاح عقبہ بن ابی لہب سے اور ام کلثوم کا عقبہ بن ابی لہب سے کر دیا تھا۔

جب آنحضرت ﷺ نے تبلیغ کا کام شروع کیا تو قریش نے آپس میں کہا کہ محمد ﷺ کی بیٹی کا ہموڑ و زور ان کو اس طرح تکلیف پہنچاؤ چنانچہ وہ ابو العاص سے کہنے لگے کہ تو زینب کو طلاق دے۔ ہم تیرا نکاح قریش کی جس لڑکی سے تو چاہے کر دیتے ہیں۔ ابو العاص نے انکار کیا مگر

ابو اسب کے بیٹوں نے حضرت رقیہ دام کلثوم کو ہم سحری سے چتر طلاق دے دی۔

اگرچہ اسلام نے حضرت زینب و ابو العاص میں تقریر کر دی تھی۔ مگر مسلمانوں کے ضعف کے سبب سے قتل و آئندہ ہو سکا۔ یہاں تک کہ ہجرت و نزع میں آئی۔ اب قریش کے بدر کے لئے آئے تو ابو العاص بھی ان کے ساتھ آئے اور گرفتار ہو گئے۔ حضرت زینب نے ان کو بھائی عمرو کے ہاتھ مکہ سے ان کا فدیہ بھیجا جس میں وہ ہار بھی تھا جو حضرت فدیہ کے لئے تھا۔ حضرت زینب کو پناہ پر پہلے پہل ابو العاص کے ہاں بھیجا تھا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہار کو دیکھا تو آپ پر نہایت رقت طاری ہوئی اور حضرت خدیجہ ابکبر کی کا زان پار آگیا۔ ارشاد سے صحابہ کرام نے فدیہ واپس کر دیا اور ابو العاص کو بھی چھوڑ دیا۔ آنحضرت ﷺ ابو العاص سے وعدہ لیا کہ مکہ جا کر حضرت زینب کو مدینہ بھیج دیں گے۔

جب ابو العاص مکہ روانہ ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے زید بن حارثہ اور ایک غلام کو بھیجا کہ حضرت زینب کو بطن یا بچ سے سے مدینہ لے آئیں۔ ابو العاص نے مکہ میں قیام کر دیا و وعدہ کیا۔ اور حضرت زینب سے کہہ دیا کہ تم اپنے والد کے ہاں چلی جاؤ۔ حضرت زینب نے چپکے سفر کی تیاری کر لی۔ ابو العاص کے بھائی کنانہ نے ان کو لوٹ پر سوار کر لیا اور تیر و کمانہ سے دن کے وقت روانہ ہوا۔ قریش کے چند آدمیوں نے تعاقب کیا اور ذوطوی میں جا گھرا۔ یہاں اسود جو بعد میں ایمان لایا آگے بڑھا۔ اس نے حضرت زینب کو نیزہ سے ڈرا کر لوٹ سے گرا کر عالمہ تھیں۔ حمل ساقل ہو گیا۔ یہ دیکھ کر کنانہ نے ترکش میں سے تیر نکال کر زمین پر رکھ کر کہنے لگا۔ ”جو شخص میرے نزدیک آئے گا وہ تیر سے چ کر نہ جائے گا۔“ یہ سن کر لوگ بچے ہو گئے۔ ابو سفیان نے کہا ”نصرو ہمارے بات سن لو۔“ اس پر کنانہ رک گیا۔ ابو سفیان ”اے ابی اسب کے ہاتھ سے جو مصیبتیں پہنچی ہیں وہ ہمیں معلوم ہیں۔ اب اگر تم دن و رات ان کی لڑائی کاٹ کر جاؤ گے تو لوگ اسے ہماری کمزوری پر محمول کریں گے۔ ہمیں زینب کو روکنے کی ضرورت ہے۔ جب شور ہنگامہ کم ہو جائے گا تو رات کو اسے چوری چھپے لے جائے۔“ کنانہ نے اس رائے کو قبول کر لیا اور چند روز کے بعد ایک رات حضرت زینب کو لوٹ پر سوار کر کے لے آئے۔ اور زید اور اسود ان کے حوالہ کر دی۔ وہ دونوں ان کو مدینہ لے آئے۔

جمادی الاولیٰ ۶ھ میں ابو العاص ایک قافلہ قریش کے ساتھ بغرض تجارت ملک مدینہ لے گئے۔ ان کے پاس قریش کا بہت سا مال تھا۔ مقام عیس کے نواح میں ان کو آنحضرت ﷺ کا سراپہ ملا۔ جو حضور نے امر کر دی حضرت زید بن حارثہ بھیجا تھا۔ اس سراپہ نے ابو العاص کا نام لے لیا۔ ابو العاص ہر ایوں سمیت گرفتار ہو گئے۔ حضرت زینب نے ابو العاص کو پناہ دی۔

آنحضرت ﷺ نماز فجر سے فارغ ہوئے تو حضرت زینب نے پکار کر کہا کہ میں نے ابو العاص کو پناہ دی ہے۔ مسلمانوں میں سے ایک ان کی شخص پناہ دے سکتا ہے۔ اس لئے ہم نے بھی اس کو پناہ دی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے یہ معلوم نہ تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی سفارش پر ابو العاص کا ہار و کمانہ لے کر مدینہ لے آئے۔ ابو العاص نے مکہ میں پہنچ کر وہ مال قریش کے حوالہ کر دیا۔ پھر کہا اے گروہ! انہا تم میں سے کسی کا مال میرے ذمہ باقی ہے؟ سب نے کہا کہ نہیں۔ خدا تجھے جزائے خیر دے گا۔ ان ابو العاص نے کلمہ شہادت پڑھ کر کہا ”اللہ کی قسم! حضرت کے پاس اسلام لانے کے لئے میری امر مانع ہوا کہ تم گمان کرتے کہ میں نے صرف تمہارے مال ہضم کر جانے کے لئے یہ کیا ہے۔ اس کے بعد ابو العاص نے محرم ۷ھ میں مدینہ میں آکر اظہار اسلام کیا۔ اور آنحضرت ﷺ نے حضرت زینب کو نکاح اول یا نکاح جدید کے ساتھ ان کے حوالہ کر دیا۔

حضرت زینب نے ۸ھ میں انتقال فرمایا۔ ام المومنین سودہ بنت زید اور ام سلمہ نے غسل دیا اور رسول اللہ ﷺ کو اور ابو العاص نے قبر میں اجرا۔

حضرت زینب کی ولادت ایک لڑکا علی نام اور ایک لڑکی امامہ تھی۔ حضرت علی نے اپنی بیوی زینب کی زندگی میں چھوٹی عمر میں قریب بلوغ کے وفات پائی ابن عساکر کہتے ہیں کہ بعض اہل حدیث نے ذکر کیا ہے کہ وہ جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

آنحضرت ﷺ کو امامہ سے بڑی محبت تھی۔ نماز میں بھی ان کو اپنے کندھے پر رکھ کر سہرا کو ادا کرتے تو اتار دیتے۔ اور جب سجدے سر اٹھاتے تو پھر سوار کر لیتے۔ ایک دفعہ امامی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک حلہ بھیجا۔ جس میں ایک سوئے کی انگوٹھی تھی۔ انگوٹھی کا گھینہ حبشی تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے وہ انگوٹھی امامہ کو عطا فرمائی۔

حضرت عائشہ صدیقہ بیان فرماتی ہیں کہ ایک روز کسی نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ہدیہ بھیجا۔ جس میں ایک زرین ہار تھا۔ ازواج مطہرات سب ایک مکان میں جمع تھیں۔ ان مکان کے ایک گوشہ میں مٹی سے کھیل رہی تھیں۔ حضور نے ہم سب سے پوچھا کہ یہ ہار کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اس سے خوبصورت و عجیب ہار ہمارے دیکھنے میں نہیں آیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا اپنے محبوب ترین اہل کو دوں گا۔ ازواج مطہرات سمجھیں کہ عائشہ کو ملے گا۔ مگر حضور نے امامہ کو بلایا اور اپنے دست مبارک سے وہ ہار ان کے گلے میں ڈال دیا۔

حضرت ابو العاص حضرت زبیر بن العوام سے امامہ کے نکاح کر دینے کی وصیت کر گئے۔ حضرت فاطمہ زہرا نے مرتے وقت حضرت علی مرتضیٰ سے وصیت کی کہ میرے بعد امامہ کا نکاح کر لینا۔ اس لئے حضرت زہرا کے بعد حضرت زبیر نے امامہ کا نکاح حضرت علی سے کر

دیا۔ چنانچہ حضرت علی نے حضرت مغیرہ بن نوفل سے وصیت کی کہ میرے بعد تم میری جگہ لے لو۔ چنانچہ حضرت مغیرہ نے حضرت علی کی شہادت کے بعد امام سے نکاح کر لیا اور اس کا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام بھی تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ امام کی کوئی اولاد نہیں۔ حضرت امام علیؑ کے بعد حضرت مغیرہ کے ہاں وفات پائی۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

حضرت رقیہ اور ام کلثوم دونوں کی شادی ابو لہب کے بیٹوں سے ہوئی تھی۔ ان کے نکاح کے بعد رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ کا کام شروع کیا تو ابو لہب نے اپنے بیٹوں کو ساتھ لے کر تمہیں سے علیحدگی اختیار نہیں کرتے تو تمہارے ساتھ میری لڑکی بھی لے کر جاتا ہے۔" عتبہ اور عتیہ دونوں نے باپ کے حکم کی تعمیل کی۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت عثمان غنی سے کر دیا۔

نکاح کے بعد حضرت عثمان نے حضرت رقیہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کر کے ہاں وہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبد اللہ تھا۔ عبد اللہ نے اپنی ماں کے بعد ۳۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت عثمان حبشہ سے مکہ میں آئے۔ اور مکہ سے دونوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ اہل مدینہ میں حضرت رقیہ صمد تھیں۔ اس لئے حضرت عثمان ان کی بہاداری کے لئے حبشہ میں شامل نہ ہوئے جس روز حضرت زید بن حارثہ کی بھارت لے کر مدینہ میں آئے۔ حضرت رقیہ نے جس سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آنحضرت ﷺ غزوہ بدر کے سب سے پہلے شریک نہ ہو سکے۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا

کنیت کے ساتھ ہی مشہور ہیں۔ پہلے عتیہ بن ابی لہب کے نکاح میں تھیں۔ ان کے نکاح کے بعد ان کو اپنے باپ کے کہنے سے طلاق دی۔ رسول اللہ ﷺ سے گستاخی سے بچنے کے لئے انھیں قہراً چھڑا دی۔ تو حضور کی زبان مہلک سے نکلا۔ "یا اللہ! اپنے کتوں میں سے ایک کے کتے کو مسلط کر دے۔" کچھ مدت کے بعد ابو لہب اور عتیہ بغرض تجارت ایک قافلہ کے ساتھ حبشہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک راہب کے صومعہ کے پاس اترے۔ راہب نے کہا کہ تم میرے درندے بہت ہیں۔ ابو لہب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تمہیں میری عمر اور میرا حق معلوم کرو۔ دو لے کہ ہاں۔ ابو لہب نے کہا کہ محمد نے میرے بیٹے پر بدو عاکی ہے۔ تم اپنی متاع صومعہ سے

لے لے اس کے اوپر ستر کر دو۔ اور خود اس کے ارد گرد سو جاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ایک شہر آیا۔ اس نے سب کو سونگھا۔ پھر متاع پر کود کر عتیہ کو چھڑا ڈالا۔ اہل قافلہ نے اس کو تلاش کیا مگر نہ ملا۔

حضرت رقیہ کے بعد ربیع الاول ۳ھ میں ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان غنی سے ہوا۔ اور انھیں انتقال ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

فاطمہ نام زہرا اور بول لقب ہیں۔ جمال و کمال کے سبب سے زہرا کہلاتی تھیں اور ماسوا کہلاتی تھیں۔ وہ سب سے پہلے سال یا بیعت سے ایک سال پہلے یا پانچ سال پہلے پیدا ہوئیں۔

حضرت کے دوسرے سال آنحضرت ﷺ نے ان کا نکاح حضرت علی مرتضیٰ سے کر دیا۔ حضرت علی سے پوچھا کہ ادائے مہر کے واسطے تمہارے پاس کچھ ہے؟ حضرت علی نے کہا کہ ایک گھوڑا اور زرہ ہے۔ فرمایا کہ گھوڑا اجاد کے لئے ضروری ہے۔ زرہ کو فروخت کر دو۔ اور زرہ حضرت عثمان غنی نے ۳۸۰ درہم کو خریدی۔ حضرت علی نے قیمت لاکر حضور ﷺ کے پاس لے آئے۔ حضور نے اس میں سے کچھ حضرت ہلال کو دیا کہ کو شہو خرید لائیں اور باقی چیزیں اپنے لئے ام سلیم کے حوالہ کیا۔ اس طرح عقد ہو گیا۔ چیز میں یہ چیزیں تھیں۔ (۴) ایک گھوڑا، ایک ہارے کا ٹکچہ، جس میں درخت خرمائی چھال بھری ہوئی تھی، دو چھیاں، ایک مشک، دو کپڑے، اسی سال ماہ ذوالحجہ میں رسم عروسی لوائی گئی۔ حضرت علی مرتضیٰ نے لوائے رسم کے لئے پھر کر آئے۔ پھر حضرت حارثہ بن نعمان نے دے دیا۔ (۵)

آنحضرت ﷺ کو اپنے اہل میں فاطمہ سب سے چاری تھیں۔ جب سفر پر جایا کرتے تو فاطمہ سے مل کر جاتے۔ جب واپس آتے تو سب سے پہلے فاطمہ سے ملے۔ آپ فرمایا کہ "فاطمہ میرا پردہ گوشت ہے۔ جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔" ان کی نسبت حضور کا ارشاد ہے۔ "حبو نساء هذه الامة - سيدة نساء العالمين - سيدة اهل الجنة - سيدة نساء المؤمنين - افضل نساء الجنة - صاحبزادوں میں صرف حضرت فاطمہ زہرا سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلسلہ نسل جاری ہے۔ اور قیامت تک رہے گا۔ حضرت فاطمہ کو مگر کا تمام کام کرنا پڑتا تھا۔ ایک روز خبر گئی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اہل گلام آئے ہیں۔ اس لئے وہ ایک خادمہ کی درخواست کرنے کے لئے حضور اقدس ﷺ کے

دولت خانہ میں آئیں۔ آخر کار بارگاہ رسالت سے جو جواب ملا۔ اس کا ذکر پہلے آیا ہے۔ ضرورت نہیں۔

خانگی معاملات میں بعض دفعہ حضرت علی وفاطمتہ میں رنجش ہو چلا کرتی تھی۔ علیہ السلام دونوں میں مصالحت کروادیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روز کا کہہ کر حضرت فاطمہ زہرا کے دولت خانہ میں تشریف لے گئے۔ حضرت علی کو یہاں سے حضرت زہرا سے (مبارکہ عرب کے موافق) پوچھا کہ میرے بچا کا پنا کہاں ہے؟ جواب دیا کہ ہم دونوں میں کچھ ان بن ہو گئی ہے۔ وہ ناراض ہو کر نکل گئے اور میرے پاس نہیں فرمایا۔ حضور نے ایک شخص سے فرمایا کہ دیکھو تو کہاں ہیں؟ اس نے اگر عرض کیا کہ اللہ ﷺ وہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ حضور مسجد میں تشریف لے گئے۔ کہا کہ یہاں کے بل لیئے ہوئے ہیں۔ چادر پہلو سے گری ہوئی ہے۔ اور خاک آلود ہو رہے ہیں۔ جھڑنے لگے اور فرمایا۔ اے ابو تراب اٹھ بیٹھو اس حدیث کے راوی حضرت سہیل بن عبداللہ کرتے ہیں کہ حضرت علی کو اس نام سے پکارا کوئی نہ تھا۔ (بخاری)

جبکہ کے بعد حضرت علی نے ابو جہل کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہا۔ حضرت زہرا نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہنے لگیں۔ ”آپ کی قوم کہتی ہے کہ ایک صاحبزادیوں کے لئے ناراض نہیں ہوتے۔ یہ دیکھئے کہ علی ابو جہل کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔“ یہ سن کر حضور نے فرمایا ”اللہ میں نے ابو العاص سے اپنی صاحبزادی کا نکاح کرنا چاہا تھا۔ مجھ سے بات کہی اور بچ کر دکھائی۔ مجھ سے وعدہ کیا اور پورا کر دیا۔ فاطمہ میرا گوشت پسند نہیں کرتا کہ اسے تکلیف پہنچے۔ اللہ کی قسم اگر رسول خدا کی لڑکی اور دشمن خدا کی لڑکی کے ہاں جمع نہ ہوں گی۔“ یہ سن کر حضرت علی نے خواستگاری چھوڑ دی۔

آنحضرت ﷺ کے وصال شریف کے بعد حضرت فاطمہ کبھی ہستی نہ دیکھی گئی۔ وصال شریف کے چھ ماہ بعد ۳ رمضان ۱۱ھ میں انتقال فرما گئیں۔ حضرت عباس کے انتقال پر چھائی۔ بقیع میں رات کے وقت دفن ہوئیں۔ حضرت علی و عباس و فضل نے قبر میں حاضری کی۔ حضرت زہرا کی اولاد تین لاکھ اور تین لاکھ تھیں۔ امام حسن و امام حسین کی قبریں بقیع میں جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ محسن و رقیہ جو عجم میں انتقال کر گئے۔ ام کلثوم کی قبر حضرت عمر فاروق سے ہوئی۔ زینب جن کا نکاح عبداللہ بن جعفر سے ہوا۔ ان میں سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی سے نسل نہیں رہی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما

حضرت عبدیجت اکبری کی اولاد میں یہ سب سے چھوٹے ہیں۔ بعثت کے بعد پیدا ہوئے۔ علیہ السلام کے لقب ہیں۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہما

حضرت علیہ السلام کی سب سے آخری اولاد ہیں۔ ذی الحجہ ۸ھ میں مقام عالیہ میں جہاں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ اسی سبب سے عالیہ کو مشربہ ابراہیم بھی کہتے ہیں۔ اور ارفع کی بی بی سلمیٰ نے جو آنحضرت ﷺ یا آپ کی پھوپھی صغیہ کی لونڈی تھیں۔ ان کی خدمت انجام دی۔ جب ابراہیم نے رسول اللہ ﷺ کو ان کی ولادت کی بشارت دی تو ابراہیم کو ایک غلام عطا فرمایا۔ ساتویں دن عقیقہ دیا اور سر کے بالوں کے برابر چاندی کی نوادھ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے نام پر ابراہیم نام رکھا۔

ابوہانہ نے کے لئے آنحضرت ﷺ نے ابراہیم کو ام سیف کے حوالہ کیا۔ ام سیف کا بیٹا ابوہرقلہ حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ابراہیم کو دیکھنے کے لئے ان کے مکان میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ہم آپ کے ساتھ ہوا کرتے۔ حضرت ابراہیم کے لئے کرچہ ہا کرتے مگر دھوکے سے پر ہوا کرتا۔ بعض دفعہ میں جو شتر پہنچ کر ابو سیف کے پاس آتا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لارہے ہیں۔ دھواں نہ کرو۔ یہ سن کر ابو سیف اپنا کام بند کر دیتا۔

حضرت ابراہیم نے ام سیف ہی کے ہاں انتقال فرمایا۔ حضرت جابر سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کو خبر ہوئی کہ ابراہیم حالت نزع میں ہے۔ اس وقت عبدالرحمن بن عوف آپ کے حضور ان کو ساتھ لے کر وہاں پہنچے۔ دیکھا کہ نزع کی حالت ہے۔ گود میں اٹھالیا۔ انہیں آنسو جاری ہو گئے۔ عبدالرحمن نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ ایسا کرتے ہیں کہ عوف ایہ رحمت و شفقت (میت پر) ہے پھر فرمایا ”ابراہیم اہم تیری جدائی سے غمگین ہے۔“ انہیں اشک بار ہیں۔ دل غمگین ہے۔ ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا لب راضی ہو۔“ یہی سی چارپائی پر جنازہ اٹھایا گیا۔ بقیع میں آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ عبدالرحمن مظلوم کی قبر کے متصل دفن ہوئے۔ فضل و اسامہ نے قبر میں امیرا۔ رسول اللہ ﷺ کے گہرے کھڑے تھے۔ آپ کے ارشاد سے ایک انصاری پانی کی مشک لایا اور قبر پر لایا۔ اور شناخت کے لئے ایک نشان قائم کیا گیا۔ جیسا کہ حضرت عثمان کی قبر پر کیا گیا تھا۔

جائیں چونکہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ شرمیلے تھے اس لئے انھوں نے اپنے چادر سے زائد عورتیں جائز کر دیں جو شرع میں سے نقل کریں معصیت نہ کریں دیکھے اور اقوال کانوں سے جن کو حضور مردوں کے سامنے بیان کرنے سے بڑھ کر اس طرح نقل شریعت کامل ہو جائے۔ حضور کی ازواج کی تعداد کو بغیر ہو کی ازواج اقوال و افعال کے نقل کرنے والے زیادہ ہو جائیں۔ ازواج مطہرات ہی سے نہ صرف ان کے مسائل معلوم ہوئے۔ یہ کثرت ازواج حضور کی طرف سے معاذ اللہ ان سے نہ تھی اور نہ آپ ﷺ کو العیاذ باللہ لذت بشریہ کے لئے پسند فرماتے تھے۔ عورتوں کے لئے صرف اس واسطے محبوب بنائی گئیں کہ وہ آپ سے ایسے مسائل نقل کریں جن سے لائے سے حضور شرم و حیا کرتے تھے۔ پس آپ بدیر وجہ ازواج سے بہت بڑھ کر شریعت کے ایسے مسائل کے نقل کرنے پر اجازت تھی۔ ازواج مطہرات سے نہ صرف کسی اور نے نہیں کئے۔ چنانچہ انہوں نے حضور انور ﷺ منام اور حالت طہارت میں نہایت دیکھیں اور عبادت میں آپ کا جو اجتہاد دیکھا اور وہ امور دیکھے کہ ہر ایک کا دل حیران رہتا کہ وہ صرف پیغمبر میں ہوتے ہیں اور ازواج مطہرات کے سوا کوئی اور ان کو نہ دیکھتا۔ ازواج مطہرات سے مروی ہیں۔ اس طرح حضور کا اثر ازواج سے لے کر ہر ایک تک پہنچا۔



امت پر آنحضرت ﷺ کے حقوق کا بیان

۱۔ ایمان و اتباع

آنحضرت ﷺ کی نبوت و رسالت پر ایمان لانا فرض ہے۔ آپ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو وحی فرماتا ہے اس کی تصدیق فرض ہے۔ ایمان بالرسول کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔

(مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَآمَنَ بِرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا) (فتح ع ۲)
 جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لایا۔ یہی تحقیق ہم نے کافروں کے لئے تیار کر رکھی ہے۔

اس آیت میں بتا دیا گیا ہے کہ جو شخص ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کا جامع نہ ہو وہ کافر ہے۔

آنحضرت ﷺ کی اطاعت واجب ہے۔ آپ کے لواحق کا امتثال اور آپ کے نواہی سے اجتناب واجب ہے۔

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاطِيعُوا أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ) (احزاب ع ۱)
 اے ایمان والو! تم کو اللہ کی اطاعت کرنی چاہیے اور رسول کی اور ان کے گھرانے کی۔ اللہ عذاب کا شدید ہے۔

اس آیت میں رسول کی سیرت و سنت کا اقتداء و اتباع واجب ہے۔

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاطِيعُوا أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ) (احزاب ع ۱)
 اے ایمان والو! تم کو اللہ کی اطاعت کرنی چاہیے اور رسول کی اور ان کے گھرانے کی۔ اللہ عذاب کا شدید ہے۔

(قلوبہم)

7- فتح مکہ میں حضرت عباسؓ ابو سفیان بن حرب کو جواب تک ایمان نہ لائے۔ پیچھے فخر پر سوار کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کیا اگر اجازت ہو تو اس دشمن خدا کی گردن اڑا دوں۔ حضرت عباسؓ نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ ابو سفیان کو پناہ دی ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اصرار کیا تو حضرت عباسؓ نے کہا: اے خدا کی اگر ابو سفیان قبیلہ بنو عدی میں سے ہوتے تو آپ ایسا نہ کہتے۔ اس پر حضرت عمر فاروقؓ نے کہا: عباسؓ جس دن آپ اسلام لائے۔ آپ کا اسلام میرے نزدیک خطاب کے اسلام سے (اگر وہ اسلام لانا) زیادہ محبوب تھا۔ کیونکہ آپ کا اسلام رسول اللہ ﷺ کے نزدیک زیادہ محبوب تھا۔

8- جنگ احد میں ایک عقیقہ کے باپ بھائی اور شوہر شہید ہو گئے۔ اسے یہ پروانہ کی اور پوچھا کہ یہ تو بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟ جب اسے بتا دیا گیا کہ وہ بخیر و عافیت ہیں۔ تو بولی کہ مجھے دکھا دو۔ حضور کو دیکھ کر کہنے لگی۔

كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَ ذَلِكَ جَلَلٌ۔ تیرے ہوتے ہر ایک مصیبت بچ ہے۔
 بڑھ کر اس نے رخ اقدس کو جو دیکھا تو کہا
 تو سلامت ہے تو پھر بچ ہیں سب رنج و الم

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی خدا
 اے شہرہ دیں ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

9- حضرت عبدالرحمن بن سعد کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کا پاؤں من لو گیا۔ یہ سن کر ایک شخص نے کہا کہ آپ کے نزدیک جو سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے اسے من کر آپ نے کیا یا محمد (ﷺ) (اور آپ کا پاؤں اچھا ہو گیا)

10- حضرت بلال بن رباحؓ کی وفات کا وقت آیا تو ان کی بیوی نے کہا: اے خدا کی قسم (میں) یہ سن کر حضرت بلالؓ نے کہا:

واطر باہ غداً نلقى الاحبة محمدًا و حزبه۔

(ترجمہ) وائے خوشی! میں کل دوستوں یعنی محمد اور آپ کے اصحاب سے ملوں گا۔

11- جب ۷ھ میں قبیلہ اشعریین میں سے حضرت ابو موسیٰؓ و غیرہ نے آپؐ کو تو زیارت سے مشرف ہونے سے پہلے پکار پکار کر یوں کہنے لگے:

(غد النلقى الاحبة محمدًا و حزبه)

ہم کل دوستوں یعنی محمد اور آپ کے دوستوں سے ملیں گے۔ (۷)

12- جنگ احد کے بعد قبیلہ مفضل و حارہ کے چند اشخاص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہنے لگے کہ آپ اپنے چند اصحاب کو ہمارے ساتھ روانہ کر دیں تاکہ وہ ہم کو تعلیم دیا کریں۔ آپ نے مرثد بن ابی مرثد، خالد بن بکیر، عاصم بن ثابت، ضعیب بن عدیؓ اور عبد اللہ بن طارق کو ان کے ساتھ بھیج دیا۔ جب وہ آب رجیع پر پہنچے تو انہوں نے بے وفائی کر قبیلہ ہذیل کو بلا لیا اور ہذیل کے ساتھ مسلح ہو کر ان اصحاب کو گھیر لیا۔ اور کہا کہ خدا کی قسم ہم کو قتل کرنا نہیں چاہتے۔ ہم تمہارے عوض میں اہل مکہ سے کچھ لینا چاہتے ہیں۔ حضرت خالد و عاصم نے اپنے تئیں دشمنوں کے حوالے نہ کیا اور مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ان کے ہاتھ انہوں نے جکڑ لئے۔ جب ظہران میں پہنچے تو عبد اللہ بن طارق نے اپنا ہاتھ نکال کر ان کے ہاتھ میں لی۔ دشمن پیچھے ہٹ گیا اور دور سے پتھر پھینکتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت خالد شہید ہو گئے۔ باقی دو کو انہوں نے قریش کے ہاتھ بیچ دیا۔ چنانچہ حضرت زید کو صفوان بن امیہ نے لے لیا تاکہ ان کو اپنے باپ امیہ بن خلف کے بدلے قتل کر دے۔ صفوان نے حضرت زید کو غلام لسطاس کے ساتھ منعم میں بھیج دیا۔ حضرت زید کو قتل کرنے کے لئے حد حرم سے باہر لے گئے تو ابو سفیانؓ نے (جواب تک اسلام نہ لائے تھے) ان سے یوں کہا:

”اے زید! میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اس وقت تمہاری حالت تمہارے محمد ﷺ ہوں جن کو ہم قتل کر دیں اور تم آرام سے اپنے اہل میں رہو؟“

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

”اللہ کی قسم! میں پسند نہیں کرتا کہ محمد ﷺ اس وقت جس مکان میں تشریف رکھتے ہیں ان کا مکان کاٹا گئے کی تکلیف بھی ہو اور میں آرام سے اپنے اہل میں بیٹھا ہوں۔“

یہ سن کر ابو سفیانؓ نے کہا:

”میں نے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ دوسروں سے ایسی محبت رکھتا ہو جیسا کہ محمد ﷺ سے رکھتے ہیں۔“

اس کے غلام لسطاس نے حضرت زید کو شہید کر دیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سیرت ابن ہشام و تاریخ ابن اسحاق)

علامات حب صادق

آحضرت ﷺ کے محب صادق میں علامات ذیل پائی جاتی ہیں
 مجتبیٰ ﷺ کا عموئی کرے اور اس میں یہ علامات نہ پائی جائیں تو وہ حب میں
 1۔ آنحضرت ﷺ کے اقوال و افعال و آثار کا اقتداء آپ کی
 اوامر کا امتثال اور آپ کی نواہی سے اجتناب اور آپ کے ثواب سے آراستہ ہونا

2۔ آنحضرت ﷺ کا ذکر کثرت سے کرتا۔ مثلاً درود شریف اور حدیث شریف پر ہند مولود شریف کا پڑھنا یا مجالس میلاد شریف میں شامل ہونا۔

3۔ آنحضرت ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونے کا نایاب امتیاز
حضرت بلال و ابو موسیٰ وغیرہ کو تھا۔

4- آنحضرت ﷺ کی تعظیم و توقیر کرنا تفصیل آئے گی۔
5- آنحضرت ﷺ جن سے محبت رکھتے تھے (المن بیت مقام و سجاد)

انصار) ان سے محبت رکھنا۔ اور جو شخص ان بزرگواروں سے عداوت رکھے اس کو جاننا اور جو ان کو سب و شتم کرے اس کو برا جاننا۔

صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ سے اس قدر محبت تھی کہ مہمانت میں بھی ان کو محبوب و پسندیدہ تھیں وہی صحابہ کرام کو بھی محبوب تھیں۔ جیسا کہ انعام الدین نے فرمایا: ”حضرت عبداللہ بن جریج سے روایت ہے کہ اس نے حضرت عمرؓ سے کہا: ”

رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ایسا جو تاپہنا کرتے تھے جس میں ہال نہ ہو، حضرت قمری نے فرمایا کہ تم ہیل کے دباغت کئے ہوئے چمڑے کا بے بال جو تاپہنتے ہو۔ حضرت قمری نے فرمایا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے کہ اس کے سر پر بیس برس کے زور دیتا ہے کہ اس کے سر سے کھسک کر پڑے۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر دی کہ جو اس نے تیار کیا تھا۔ میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ گیا۔ جہاں وہ اپنے آپ کے آٹے لایا گیا جس میں کدو اور خشک کیا ہوا تمکین گوشت تھا۔ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔

دیکھا کہ پیالے کے اطراف سے کدو کی قاشیں تلاش کرتے تھے اس لئے میں نے ان کو
کدو ہمیشہ پسند کرتا رہا۔ (مفتاح الہی - کتاب الطہارۃ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
اس روایت کا ذکر کیا کہ حضور سرور عالم ﷺ کدو کو پسند فرماتے تھے۔ ابھی میں نے
احمد (میں اس کو پسند نہیں کرتا۔) یہ سن کر امام موصوف نے کھوار کھنکھار کر فرمایا۔

عَدُوّ الْإِيمَانِ وَالْأَلَا قَتْلُكَ -

ایمان کر دینے میں تھے ضرور قتل کرونگا۔ (مرقاۃ ج ۳ صفحہ ۷۷)

روز حضرت حسن بن علی اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب (علاء اللہ علیہم السلام) کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے واسطے وہ کھانا تیار کرو۔ پسند فرمایا کرتے اور خوش ہو کر کھایا کرتے تھے۔ اس نے (امام حسن سے) کہا۔ پسند نہ کرو گے۔ حضرت امام نے کہا کہ تم ہمارے واسطے وہی تیار کرو۔ پس حضرت نے ایک ہنڈیا میں چڑھا دی۔ اوپر سے رومن زینوں اور کالی مرچیں اور زیرہ ڈال دیا۔ آگے رکھ کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس کھانے کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ اور خوش کرتے تھے۔ (شامل ترمذی)

۱۔ لوگ آنحضرت ﷺ سے بغض و دشمنی رکھیں ان کو اپنا دشمن سمجھنا اور مخالف

لَا يَحْزَنُونَ مَا يُؤْتِيهِمُ اللَّهُ وَالْيَوْمَ الْآخِرُ يُؤَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِسْرَائِيلَهُمْ

(مجاہدہ - ع ۳)

قلم ہائے کا کسی قوم کو جو اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ دوستی کریں ایسوں سے
 رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ لوگ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے
 گھرانے کے ہوں

ابن عباسؓ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پورا پورا عمل تھا۔ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ
والتسلیمؐ میں اپنی آمد اور جان و مال سے دریغ نہ کیا۔ کفار و مشرکین کے ہاتھوں سے اذیتیں
کھیں۔ خدا اور رسول کے لئے اپنا وطن چھوڑا۔ خویش و اقارب سے رشتہ الفت توڑا۔ اعلاء
کلمۃ اللہ کے لئے ہمارا کیا اور خدا اور رسول کی خوشنودی کے لئے اعداء اسلام کو خواہ اقارب ہی ہوں
کے ساتھ کیا۔ چنانچہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے یوم بدر میں اپنے والد کو قتل کر دیا۔
حضرت ابی جراحؓ اس المناقین تھا۔ اس کے صاحبزادے حضرت عبداللہ نے رسول اللہ
ﷺ کو قتل کیا۔ اجازت ہو تو میں لکن علی کو قتل کر دوں۔ مگر حضور اقدس ﷺ نے اجازت نہ
دی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے جنگ بدر میں اپنے ماموں عامر بن ہشام بن مغیرہ مخزومی کو قتل کر
دیا۔ ان کے دونوں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے لڑکے عبدالرحمنؓ نے جو اس وقت تک ایمان نہ
لائے تھے۔ اعلیٰ علیؓ کا تو خود حضرت صدیق اکبرؓ کو لکھ کر کھڑے ہو گئے مگر رسول اللہ

ﷺ نے اجازت نہ دی۔ (۱۱) جنگ احد میں حضرت مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی کو لے کر (۱۲) حضرات علی و حمزہ و عتبہ بن جراح سے جنگ بدر میں عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن مسعود کو جو ان کے گھرانے کے تھے قتل کر ڈالا۔ جنگ بدر کے خاتمہ پر رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے بارے میں اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ حضرت صدیق اکبر نے فدیه لے کر چھوڑ دینے کا مشورہ کیا لیکن حضرت فاروق نے عرض کیا کہ آپ ان کو ہمارے حوالے کر دیں تاکہ ہم ان کو قتل کر کے شہر اُمت کو حضرت علی کے حوالے کر دیں اور میرے فلاں رشتہ دار کو میرے سپرد کر دیں۔ حضور رحمتہ للعالمین نے حضرت صدیق اکبر کی رائے پر عمل کیا۔ (۱۳)

7۔ قرآن کریم سے محبت رکھنا۔ جس کو رسول اکرم ﷺ نے اپنا لائق بنا لیا اور اس کے معانی اس کے احکام پر عمل کرے۔ حضرت سہل بن عبد اللہ تسری فرماتے ہیں:-
”خدا کی محبت کی نشانی قرآن سے محبت رکھنا ہے۔ اور قرآن سے محبت رکھنے کی علامت رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنا ہے اور رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنے کی نشانی آپ کی طبیعت سے محبت رکھنا ہے اور سنت سے محبت رکھنے کی نشانی آخرت سے محبت رکھنا ہے اور آخرت سے محبت رکھنے کی نشانی دنیا سے بغض رکھنا ہے۔ اور بغض دنیا کی علامت یہ ہے کہ اس سے بڑا کلمہ نہ کہے اور موت و خیر نہ کرے۔ جیسا کہ مسافر اپنے ساتھ اسی قدر توشہ لے جاتا ہے کہ جس سے اس کی مقصود پر پہنچ جائے۔“

8۔ رسول اللہ ﷺ کی امت پر شفقت رکھنا اور ان کی خیر خواہی کرنا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا کرتے تھے۔

9۔ دنیا میں رغبت نہ کرنا اور فقر کو غنا پر ترجیح دینا۔ حضرت عبد اللہ بن مظہر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! خدا کی قسم میں بے شک آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ دیکھ تو کیا کہتا ہے۔ اس نے تین مرتبہ یہی عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو فقر و فاقے کے لئے برکتوں کو تیار کر لے۔ کیونکہ اگر میں میرے محب کی طرف اس سے بھی جلدی پہنچتا ہے۔ جتنی کہ پانی کی رو اپنے منہ کی طرف بہتا ہے۔ (۱۴)

اس حدیث میں برکتوں کو تیار کرنا یہ صبر ہے جس طرح لڑائی میں برکتوں کو تیار کرنا اذیت سے چھائی ہے۔ اسی طرح صبر عاشق رسول اللہ ﷺ کو فقر و فاقے کی لذت سے چھائی ہے۔ کیونکہ صبر کے بغیر نفوس فقر کی تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتے۔

نوش نصیب ہیں وہ لوگ جو رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھتے اور آپ کی اطاعت کرتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کی نسبت جو ایسی قوم سے محبت رکھتا ہے جس سے اس کی ملاقات نہیں ہوئی۔ آپ نے فرمایا المشرع من احب یعنی انسان قیامت کے دن ہم لوگوں کو زمرہ میں اٹھے گا جن سے وہ محبت رکھتا تھا۔ (۱۵)

حضرت انس کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ قیامت کی علامت کیا ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ پر نفوس اتونے اس دن کے لئے کیا تیار کیا ہے۔ اس نے جواب دیا میں نے کچھ تیار نہیں کیا۔ اس خدا اور رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو اس کے ساتھ ہوگا۔ کہ جس سے محبت رکھتا ہے۔ (۱۶)

اس حدیث کے تحت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی یوں تحریر فرماتے ہیں:-
”ہوں خدا اور دوست سے داری۔ درجہ ررحمت و عزت دے خواہی بود۔ وچوں رسول اللہ ﷺ کو دوست داری نیز از مقام قرمت و عنایت دے بہر و رہائی۔ اگرچہ مقام اولیاد ترو عزیز تر است از مقام ہمارا رسد۔ اما نور محبت و جمعیت دے بر محبان و تابعان دے خواہد تاخت و جمعیت قرمت دے طرف خواہد ساخت۔“

حضرت عائشہ صدیقہ بیان فرماتی ہیں (۱۷) کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ میرے نزدیک میری چنانچہ اور میری اولاد سے زیادہ پیارے ہیں۔ میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں۔ مگر جس وقت آپ یاد آجاتے ہیں تو میرا دل آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو دیکھ نہ لوں۔ صبر نہیں آتا۔ جب میں اپنی موت اور آپ کی موت کو یاد کرتا ہوں تو میں یقین کرتا ہوں کہ جنت میں داخل ہو کر آپ انبیائے کرام کے ساتھ بلند مرتبہ میں اٹھائے جائیں گے اور میں جب جنت میں داخل ہوں گا تو (اولیٰ درجہ میں) آپ کے سبب سے) مجھے ڈر ہے کہ آپ کو نہ دیکھ سکوں گا۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے اسے جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ حضرت جبریل یہ آیت لے کر نازل ہوئے:-

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّالِحِينَ وَالشَّاهِدِينَ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا

(نساء۔ ۹۴)

(۱۸) اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے۔ پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی پیغمبروں، صدیقوں، شہیدوں اور نیکوں کے ساتھ اور یہ

۳۔ تعظیم و توقیر

ذیل میں وہ آیات پیش کی جاتی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا حکم ہے۔
(الف) اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاحِدًا وَمُنْذِرًا وَنَذِيرًا - لِيُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَلِيُنْذِرُوا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (سجہ ۱)

(ترجمہ) ہم نے تجھے احوال بتانے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو۔ اور خدا کو منحرف نہ ہو۔ ساتھ یاد کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی تعظیم و توقیر کے واجب ہونے کی خبر دی ہے۔

(ب) 1- يَآٰيٰهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْدِمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَاَتَقُوا اللّٰهَ ط وَابِطُوا اللّٰهَ ط عَلِيْمٌ۔

(ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو۔ اور اللہ سے ڈرو۔

2- يَآٰيٰهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهُ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْطٰٓءَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔

(ترجمہ) اے ایمان والو! اپنی آواز میں نہ کرو اور ان سے بات اپنی بات کی طرح نہ کرو۔ کہ تم ایک دوسرے سے کہتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں نہ ہو۔

3- اِنَّ الَّذِيْنَ يَغْضُوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَمْتَحَنَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ لَلَّذِيْنَ لَنْ يَّجْعَلَ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ۔

(ترجمہ) تحقیق جو لوگ رسول اللہ کے پاس اپنی آوازیں پست کرتے ہیں وہی ہیں جن کو اللہ نے پرہیزگاری کے لئے جانچا ہے۔ ان کیلئے معافی اور بڑا ثواب ہے۔

4- اِنَّ الَّذِيْنَ يَنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰٓتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔

(ترجمہ) تحقیق وہ لوگ جو تجھے حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر احمق ہیں۔

5- وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔

اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تو ان کی طرف نکلتا تو ان کے واسطے بہتر ہوتا اور اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم دیتا ہے۔

سورہ ہجرات کی ان پانچ آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو آداب تعظیم فرمائے ہیں۔

(آپ نمبر ۱) میں بتایا گیا ہے کہ تم کسی قول یا فعل یا حکم میں آنحضرت ﷺ سے پیش دستی نہ کرو۔

مثلاً جب حضور کی مجلس میں کوئی سوال کرے تو تم حضور سے پہلے اس کا جواب نہ دو۔ جب حضور ہو تو حضور سے پہلے کھانا شروع نہ کرو۔ جب حضور کسی جگہ کو تشریف لے جائیں تو تم

ان کی مسلمات کے حضور کے آگے نہ چلو۔ امام سہل بن عبد اللہ تستری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو یہ ادب سکھایا۔ کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے تم

کھانا نہ کرو۔ جب آپ فرمائیں تو تم آپ کے ارشاد کو کان لگا کر سنو اور چپ رہو۔ آپ کے حق کی کھوشی اور آپ کے احترام و توقیر کے ضائع کرنے میں تم خدا سے ڈرو۔ خدا تمہارے قول کو

تجسس کرے۔ عمل کو جانتا ہے۔

(آپ نمبر ۲) کا شان نزول یہ ہے کہ ۹ھ میں بنی حنیملہ کا ایک وفد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ ہم پر کسی کو امیر مقرر فرمادیں۔ حضرت ابو بکر

رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ قحطان بن معبد کو امیر بنا دیں۔ حضرت عمر فاروق نے عرض کیا کہ

ابو بکر کو امیر بنادیں۔ حضرت صدیق نے حضرت عمر فاروق سے کہا کہ آپ میری خلافت کرتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس طرح دونوں جھگڑ پڑے اور

اللہ کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت عمر فاروق نے اس قدر دھیمی آواز سے کلام کیا کرتے کہ آنحضرت ﷺ کو دوبارہ دریافت کرنے کی حاجت

نہیں پڑی۔ اور حضرت صدیق اکبر نے قحطان بن معبد کو امیر بنادیا۔ اس میں رسول اللہ ﷺ نے کلام نہ کیا کروں گا۔ مگر اس طرح جیسا کہ کوئی اپنے ہمارے پوشیدہ باتیں کرتا ہے۔ (۱۹)

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اَصْوَاتُكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (جو بلند آواز اور خطیبانہ صحت) گھر میں بیٹھ گئے۔ کئے

کہ گھر میں دو درختوں میں سے ہوں اور وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ سے پوچھا کہ ثابت کا کیا حال ہے۔ کیا وہ بیمار ہے؟

ہوئی ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے تم سے سب سے زیادہ ہوں۔ اس لئے میں دو زنجیوں میں سے ہوں۔ حضرت سعد نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہا کہ آپ نے فرمایا۔ نہیں بلکہ وہ پہنچوں میں سے ہے۔ (۲۰) اس آیت کی رو سے آنحضرت ﷺ مجلس شریف میں بلند آواز سے بولنا اٹا بھاری گناہ تھا کہ اس سے اعمال اکارت و برباد ہو جاتے۔ تعالیٰ کو حضرات شیخین و امثالہ رضی اللہ عنہم کا طریق ادب پسند آیا۔ ان کی مدح میں آپ (ﷺ) فرمائی۔ اور ان کو متقی ہونے کی سند عطا فرمائی اور قیامت کے دن ان کو مغفرت و اجر عظیم کی عطا فرمائی۔

ایک دفعہ بعض لوگوں نے آنحضرت ﷺ کو مجروں کے باہر سے یا محمد یا محمد کہہ کر اس پر آیہ نازل ہوئی۔ جس میں بتا دیا گیا ہے کہ اس طرح پکارنا سوء ادب ہے ایسی بات لوگ کرتے ہیں جن کو عقل نہیں۔ حسن ادب اور تعظیم حضور انور ﷺ تو اس میں تھی کہ وہ حضور کے درود و استغاثہ پر ہنٹ جاتے اور انتظار کرتے۔ یہاں تک کہ حضور خود باہر تشریف لائے۔ طرح کہ حسن ادب ان کے لئے موجب ثواب تھا جیسا کہ آیہ نمبر ۵ میں ہے۔

(ج) لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط (نور-ع ۹)

(ترجمہ) تم اپنے درمیان رسول ﷺ کا پکارنا ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا کہ ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ اس آیت میں بتا دیا گیا ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کو نام لے کر (یا محمد یا محمد) نہ پکارو جیسا کہ ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہو۔ بلکہ حضور کو ادب سے یوں پکارا کرو یا رسول اللہ یا نبی اللہ یا خیر خلق اللہ اس کا مزید بیان پہلے آچکا ہے۔

(د) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا ط وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ عَظِيمٌ (ہر-ع ۱۳)

(ترجمہ) اے ایمان والو! تم راعنا نہ کہو اور انظرنا کہو اور بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

جس وقت رسول اللہ ﷺ کچھ ارشاد فرماتے تو مسلمان عرض کیا کرتے راعنا (ہمارے طرف متوجہ ہو جائیے) یعنی ذرا ٹھہریے کہ ہم سمجھ لیں) عبرانی زبان میں اس لفظ کے معنی ہوتے ہیں یہود اس لفظ کو بطریق استہزاء استعمال کرتے تھے۔ اور تعریف و اشارہ اسی معنی کی طرف کرتے تھے۔ چونکہ راعنا کا التباس عبرانی لفظ سے ہوتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو نصیحت کی کہ تم جائے راعنا کے انظرنا (ہماری طرف متوجہ ہو جائیے) استعمال کیا کرو۔ جس کے معنی ہیں جو راعنا کے ہیں اور اس میں کسی قسم کی تمہیں کا احتمال نہیں۔ اور تم بغور سنا کر دینا کہ وہ یہود

یہودوں نے نہ پڑے۔ یہود جو اس طرح تعریف و استہزاء کرتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اس آیت شریف سے ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کی شان مبارک میں ایسے الفاظ محملہ نہیں کرنے چاہئیں کہ جن میں تعریف ہو اور تنقیص شان کا وہم ہو۔

آنحضرت ﷺ کی تعظیم و توقیر اور ادب کے طریقے

ذیل میں چند ایسی مثالیں درج کی جاتی ہیں جن سے اندازہ لگ سکتا ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کس کس طرح اپنے آقائے نامدار ﷺ کی تعظیم و توقیر جلاتے۔ اور آپ ﷺ کو نظر رکھتے تھے۔

۱۔ ماہ ذی قعدہ ۶ھ میں جب آنحضرت ﷺ حدیبیہ میں تھے تو بدیل بن ورقاء خزاعی کے بعد مروان بن مسعود جو اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرنے کے لئے حاضر خدمت اقدس ہوئے وہ واپس جا کر قریش سے یوں کہنے لگے۔

يا قوم والله لقد وفدت على الملوك ووفدت على قيصر وكسرى والنجاشي والله ان رايت ملكا قط يعظمه اصحابه ما يعظم اصحاب محمد محمداً والله ان تخم نخامة الا وقعت في كف رجل منهم فذلک بها وجهه وجلده واذا امرهم ابت ذروا امره واذا توجسا كادوا يقتلون على وضوئه واذا تكلم خفضوا اصواتهم عنده وما يجمدون عليه النظر تعظيماً له والله قد عرض عليكم حطة رشداً فاقبلوها۔

(ترجمہ) اے میری قوم! اللہ کی قسم میں البتہ بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں اور قیصر و کسری و النجاشی کے پاس گیا ہوں۔ اللہ کی قسم میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ جس کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ محمد (ﷺ) کے اصحاب محمد (ﷺ) کی کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم اس (محمد) نے جب کبھی کھڑک پھینکا ہے تو وہ اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرا جاتا ہے انہوں نے اپنے منہ اور جسم پر مل لیا ہے۔ جب وہ اپنے اصحاب کو حکم دیتے ہیں تو وہ اس کی تعمیل کے لئے دوڑتے ہیں اور جب وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کے لئے ہاتھ جھکنے کی نوبت پہنچنے لگتی ہے اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو اصحاب ان کے سامنے اپنی آوازیں دھیمی کر دیتے ہیں اور ازروئے تعظیم ان کی طرف تیز نگاہ نہیں کرتے۔ انہوں نے تم پر ایک نیک امر پیش کیا ہے۔ اسے قبول کر لو۔ (۲۱)

۲۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ تمیمی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے

ایک جاہل اعرابی سے کہا کہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کرو کہ قرآن میں جو سورہ اور اب کی ہے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ

(احزاب - ع ۳)

(ترجمہ) (پس بعض ان میں سے وہ ہے جو پورا کر چکا کام اپنا)

یعنی مسلمانوں میں سے وہ مرد ہیں کہ سچ کیا انہوں نے وہ عہد جو اللہ سے باہم عہد کیا تھا۔ اس آیت میں قصی مجہ کون ہے۔ اصحاب کرام آنحضرت ﷺ سے سوال کرنے کی جگہ پر کرتے تھے۔ وہ آپ کی توقیر کیا کرتے تھے اور آپ سے ہیبت کھاتے تھے۔ اس اعرابی نے آپ سے سوال کیا۔ تو آپ نے منہ پھیر لیا۔ دوبارہ پوچھا تو بھی آپ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ پھر آپ کے دروازے سے سبز کپڑوں میں نمودار ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا تو اس کے ساکل کہاں ہے۔ اعرابی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ساکل میں ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے (اس کے طرف اشارہ کر کے) فرمایا۔ یہ ان میں سے ہے جس نے اپنا عہد پورا کیا۔ (۲۲)

3- حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب ممتازین و اشراف میں تشریف لاتے اور وہ بیٹھے ہوتے۔ ان کے درمیان حضرت ابو بکر و عمر بھی ہوتے۔ ان میں سے سوائے حضرت ابو بکر و عمر کے کوئی حضور کی طرف نظر نہ اٹھاتا۔ وہ دونوں حضور کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے اور حضور ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے۔ وہ دونوں حضور کی طرف دیکھ کر محرم اور حضور ان کی طرف دیکھ کر تبسم فرماتے۔ (۲۳)

4- حضرت علی مرتضیٰ حاضرین مجلس کے ساتھ حضور کی سیرت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "جس وقت آپ کلام شروع کرتے تو آپ کے ہم نشین اس طرح سر ہٹا لیتے کہ ان کے سروں پر پردے ہیں۔ جس وقت آپ خاموش ہو جاتے تو وہ کلام کرتے۔ اور کلام ان کے سامنے تنازع نہ کرتے۔ اور جو آپ کے سامنے کلام کرتا اسے خاموش ہو کر سنتے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے کلام سے فارغ ہو جاتا۔" (۲۴)

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور کی مجلس میں سب سے پہلے خود حضور ارشاد فرماتے تھے۔ حاضرین مجلس سب سکون کی حالت میں بالادب بیٹھے سنا کرتے تھے۔ آپ کے بعد اصحاب کرام عرض کرتے۔ مگر وہ کلام میں تنازع نہ فرماتے تھے۔ مجلس میں ایک وقت میں دو قصص کا بیان کرتے۔ اور نہ کوئی دوسرے کلام کو قطع کرتا تھا بلکہ تکلم کے کلام کو سنتے رہتے۔ یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جاتا۔

5- حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام (پاس ادب) رسول اللہ ﷺ

کو ناخنوں سے کھٹکھٹایا کرتے تھے۔ (۲۵)

6- رسول اللہ ﷺ ذی قعدہ ۶ھ میں عمرہ کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ جب حدیبیہ پہنچے تو قریش ڈر گئے اس لئے آپ نے حضرت عثمان غنی کو مکہ میں بھیجا اور ان سے فرمایا کہ تم ان کا اطلاع دے دو کہ ہم عمرہ کے لئے آئے ہیں۔ لڑائی کیلئے نہیں آئے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ان کو اسلام دو۔ اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو جو مکہ میں ہیں فتح کی بشارت دو۔ راستے میں جب ابن مسعود اموی جو اب تک ایمان نہ لائے تھے۔ حضرت عثمان سے ملے۔ انہوں نے حضرت عثمان کو جو اردی۔ اور اپنے پیچھے گھوڑے پر سوار کر کے مکہ میں لے آئے۔ حضرت عثمان رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچایا۔ حدیبیہ میں مسلمان کہنے لگے کہ عثمان خوش نصیب ہے۔ جس نے اللہ کا طواف کر لیا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ فرماتے لگے کہ میرا گمان ہے کہ عثمان میرا طواف کعبہ نہ کریں گے۔ اسی اثنا میں یہ غلط خبر لڑی کہ حضرت عثمان مکہ میں قتل کر دیے گئے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے بیعت رضوان لی۔ حضرت عثمان چونکہ مکہ میں تھے۔ اس لئے حضور نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر مار کر ان کو بیعت کے شرف میں داخل فرمایا۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ حضرت عثمان کا ہاتھ قرار پایا۔ بیعت رضوان کے بعد جب حضرت عثمان واپس تشریف لائے۔ تو مسلمانوں نے ان سے کہا کہ آپ خوش نصیب ہیں کہ بیعت اللہ کا طواف کر لیا۔ اس پر حضرت عثمان نے جواب دیا کہ تم نے میری نسبت گمان بد رکھا۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں وہاں ایک سال ٹھہرا ہوتا اور حضور ﷺ حدیبیہ میں ہوتے تو میں آپ کے بغیر طواف نہ کرتا۔ قریش نے مجھ سے کہا تھا کہ طواف کرنا میری عمر میں بے فائدہ ہے۔ (۲۶)

حضرت عثمان غنی کا یہ ادب قابلِ فور ہے کہ کفار مکہ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ تم بیعت اللہ کا طواف کر لو۔ مگر آپ جواب دیتے ہیں کہ مجھ سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اپنے آقا کے ہاتھ کے بغیر اکیلا طواف کروں۔ اور ہر جب مسلمانوں نے کہا کہ خوشحال عثمان کا کہ ان کو خانہ کعبہ کا طواف نصیب ہوا۔ تو رسول اللہ ﷺ یہ سن کر فرماتے ہیں کہ عثمان بغیر ہمارے ایسا نہیں کرے گا۔ اور تو ایسا۔ خود ہو تو ایسا۔ امام ابو میری رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ امزیہ میں کیا خوب فرمایا

و ابی یطوف بالیت اذ لم یدن منه الی النبی ففناہ فجزتہ عنہا بیعة وضوان ید
من لیبہ بیضاء ادب عنده فصاعف الاعمال بالترك حبذا الادباء۔

(ترجمہ) اور حضرت عثمان نے بیت اللہ کے طواف سے انکار کر دیا۔ اس لئے کہ وہ اللہ کی طرف رسول اللہ کے قریب نہ تھے۔ پس ان کو رسول اللہ کے پید پھانے بیعت و شہادت کی نیک عمل کا بدلہ دیا۔ یہ (تجا طواف نہ کرنا) عثمان میں ایک بڑا ادب تھا۔ جس کے سبب اللہ نے اس سے دگنا ثواب ملا۔ اصحاب محمد کیا خوب ادیب تھے۔

اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام سب کے سب بالادب تھے۔ مگر حضرت عثمان کی خوبی خصوصیت سے تھی۔ کیونکہ ان میں وصف حیاء جو منشاء ادب ہے سب سے زیادہ تھا۔ جب سے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ اپنا دایاں ہاتھ کبھی اپنی شرمگاہ پر نہ رکھا۔

7- حضرت عمرو بن عاص کی موت کا وقت آیا تو آپ نے اپنے صاحبزادے عاص کی حالتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ پہلی حالت یہ تھی کہ میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کا دشمن تھا۔ اگر میں اس حالت میں مر جاتا تو دوزخی تھا۔ دوسری حالت اسلام کی تھی کہ کوئی میرے نزدیک رسول اللہ سے زیادہ محبوب اور میری آنکھوں میں آپ سے زیادہ جلاسا نہ تھا۔ اور میں آپ کی بیعت کے سبب سے آپ کی طرف نظر بھر کر نہ دیکھ سکتا تھا۔ اس کا مجھ سے حضور کا علیہ شریف دریافت کیا جائے تو میں بیان نہیں کر سکتا۔ اگر میں اس حال میں جاؤں تو امید ہے کہ اہل جنت میں سے ہوں گا۔ تیسری حالت عسکرانی کی تھی کہ جس میں میں نہیں جانتا۔ (۲۷)

8- حضرت اسلم بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا کجاوہ کسا کرتا تھا۔ موسم سرما میں ایک رات مجھے غسل کی حاجت ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ کا کادوہ کیا۔ میں نے حالت جنابت میں کجاوہ کسنا پسند نہ کیا۔ اور میں ڈرا کہ اگر منہ سے پانی نکلے گا تو مر جاؤں گا یا ہمد ہو جاؤں گا۔ اس لئے میں نے انصار میں سے ایک شخص سے کہہ کر پھر میں نے پانی گرم کر کے غسل کیا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے احباب سے جا ملا۔ آپ نے فرمایا۔ اے اسلم آج کجاوہ اپنی جگہ سے کیوں مل گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے انصاری سے کہا کہ اس نے سبب دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ حاجت ہو گئی تھی اور منہ سے پانی سے غسل کرنے سے مجھے اپنی جان کا خوف تھا اس لئے میں نے اس سے کسوا لیا تھا۔ اور پھر پانی گرم کر کے میں نے غسل کیا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ کہ تم یابہا الذین امتوا لا تقرؤا الصلوٰۃ وانتم سکاری الخ (نساء-ع-۷۷) نازل فرمایا (۲۸)

9- ایک روز رسول اللہ ﷺ حضرت ابو ہریرہ سے ملے۔ ان کو غسل کی حاجت ہوئی ان کا بیان ہے کہ میں پیچھے ہٹ گیا۔ پھر غسل کر کے حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے پوچھا کہ تم

میں نے عرض کیا کہ مجھے غسل کی حاجت تھی۔ آپ نے فرمایا کہ مومن پلید نہیں ہوتا۔

10- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حذیفہ سے ملے۔ آپ حضرت حذیفہ سے مصافحہ کرنے لگے۔ حضرت حذیفہ پیچھے ہٹ گئے اور پوچھا کہ مجھ کو غسل کی حاجت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان جب اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے تو اس کے گناہ یوں دور ہو جاتے ہیں جیسا کہ درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ جب حذیفہ ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر سور حمتیں نازل فرماتا ہے۔ جن میں اللہ کے لئے ہیں جو ان دونوں میں سے زیادہ بلاش و کشادہ رو اور نیکو کار اور اپنے بھائی کی خدمت میں احسن ہو۔ (۳۰)

11- حضرت عثمان نے حضرت قتیب بن اشیم سے پوچھا کہ تم بڑے ہو یا رسول اللہ ﷺ انہوں نے جواب دیا کہ آپ مجھ سے بڑے ہیں۔ الہتہ میں پیدائش میں حضور سے پہلے تھے۔ (۳۱)

12- حضرت سعید بن ربیع قرشی مخزومی کا نام صرم تھا۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے صرم کو پوچھا کہ ہم میں سے کون بڑا ہے۔ میں یا تو ۱۹ انہوں نے جواب دیا کہ آپ مجھ سے بڑے ہیں۔ میں عمر میں آپ سے زیادہ ہوں۔ یہ سن کر آپ نے ان کا نام بدل دیا اور فرمایا کہ تم صرم بنو۔ (۳۲)

13- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے حدیث و کلام میں رسول اللہ ﷺ کا طہر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر کسی کو رسول اللہ ﷺ کے مشابہ نہیں دیکھا۔ جب وہ حضور کی خدمت میں آتیں تو آپ ان کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اور مر جہا کہہ کر ان کو بلاتے اور اپنی جگہ بٹھاتے اور جب حضور ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ آپ کے لئے کھڑی ہو جاتی اور آپ کا دست مبارک پکڑ کر مر جہا کہتیں اور چومتیں اور اپنی جگہ بٹھاتیں۔ جب مرضی نہ ہوتی تو حضور کی خدمت اقدس میں آئیں تو حضور نے مر جہا کہہ کر ان کو چوم لیا۔ (۳۳)

14- دو یہودی حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ سے کہا کہ اہل یافا دریاقت کیسے۔ آپ نے بیان فرمادیں۔ ”تو انہوں نے آپ کے دونوں ہاتھ مبارک چوم لئے اور انہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ پیغمبر ہیں۔“ (۳۴)

15- صفوان بن عسال روایت کرتے ہیں کہ یہودیوں کی ایک قوم نے رسول اللہ ﷺ کو بلایا اور ہر دو پائے مبارک کو بوسہ دیا۔ (۳۵)

16- حضرت ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ ہم کسی غزوہ میں تھے۔ لوگ پہاڑ ہو گئے۔ ہم نے کہا کہ ہم نبی ﷺ سے کس طرح ملیں گے۔ حالانکہ ہم لشکر سے بھاگ آئے ہیں اور نہ اللہ کے رسول ﷺ پھرے ہیں۔ پس ہم نبی ﷺ کی خدمت میں نماز فجر سے پہلے حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم فراری ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بل انکم العکارون نہیں بلکہ تم عکاری (ہٹ کر حملہ کرنے والے ہو) یہ سن کر ہم نے حضور ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہارا کردہ ہوں میں حضور ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

إِلَّا مُتَحَرِّثًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِتْنَةٍ (انفال-ع ۲)

(ترجمہ) مگر بے ڈال لڑائی کے لئے یا پناہ دھونے والا ایک گروہ کی طرف۔ (۳۶)

17- ام بلان بنت وازع بن زارع اپنے دو لڑکوں سے جو فد عبدالمطلب میں تھے کہہ دیتی کرتی ہیں کہ انہوں نے کہا کہ جب ہم مدینہ میں پہنچے تو ہم اپنے کپڑوں سے جلدی ہلا دی۔ رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک اور پائے مبارک کو چومنے لگے۔ منذر الشیخ (رحمہ اللہ) نے فرمایا کہ یہ کہنا بے لیاقتی ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں دو خصلتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ حلم و وقار منذر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ خصلتیں مجھ میں کسی ہیں یا جلی۔ حضور نے فرمایا جلی ہیں۔ یہ سن کر منذر نے کہا کہ میں سناؤں خدا کو ہے جس نے مجھے ایسی دو خصلتوں پر پیدا کیا ہے جن کو اللہ اور اللہ کا رسول دوست رکھتے ہیں۔ (۳۷)

روایت یہی میں ہے کہ منذر نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حضور ﷺ کے دست مبارک کو پکڑ کر بوسہ دیا۔ (۳۸)

18- حضرت بریدہ روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں اسلام لایا ہوں۔ مجھے کوئی ایسی چیز دکھائی گئی ہے جو میرے یقین زیادہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ آپ اس کو اپنے پاس بلا لیں۔ آپ نے فرمایا کہ تو جا کر اسے بلا لا۔ وہ اس کے پاس گیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے بلاتے ہیں۔ یہ سن کر وہ ایک طرف کو بھاگا اور اس کی جڑیں اکھڑیں۔ پھر دوسری طرف بھاگا اور جڑیں اکھڑیں۔ اسی طرح وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا علیہ السلام یا رسول اللہ! یہ دیکھ کر اعرابی نے کہا۔ مجھے کافی ہے۔ مجھے کافی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس درخت سے فرمایا کہ اپنی جگہ پر چلا جا۔ چنانچہ وہ چلا گیا اور اپنی جڑوں سے قائم ہو گیا اور عرض کیا کہ

19- حضرت ابوہریرہؓ کی غزوہ بدر میں بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے آقا عبد اللہ بن سائب کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے اٹھ کر آنحضرت ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ (اصابہ- ترجمہ ابوہریرہؓ کی۔)

20- حضرت مسور بن عزمہؓ ذکر کرتے ہیں کہ میرے والد عزمہ نے مجھ سے کہا کہ مجھے فرمائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تباہیں آئی ہیں۔ جنہیں وہ تقسیم فرما رہے ہیں۔ مجھے اس نے چلنے چنانچہ ہم وہاں حاضر ہوئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ اپنے دولت خانہ میں تھے۔ والد نے مجھ سے کہا۔ بنو النبیؐ کو میرے واسطے بلا دو۔ مجھ پر یہ امر ناگوار گزرا۔ میں نے کہا میں تمہارے واسطے نبی ﷺ کو تو لاؤں؟ میرے والد نے کہا، یا اودہ جبار نہیں ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کو آواز دی۔ آپ نکلے اور آپ کے پاس ایک دیبا کی بٹیا تھی۔ جس کے چمکے سونے کے تھے۔ آپ نے فرمایا اے عزمہ! یہ ہم نے تمہارے واسطے چھپا رکھی ہے۔ اور عزمہ کو عطا فرمادی۔ (۴۱)

21- حضرت قیس بن سعد بن عبادہ انصاری ذکر کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے عبادہ بن عبادہ پر تشریف لائے۔ اور دروازے میں فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ میرے باپ نے دھیمی دھیمی جواب دیا۔ میں نے کہا کیا آپ رسول اللہ ﷺ کو اندر آنے کی اجازت نہیں دیتے؟ انہوں نے کہا اسی طرح رہنے دیجئے تاکہ حضور ہم پر زیادہ سلام بھیجیں۔

رسول اللہ ﷺ نے دوسری بار اسی طرح سلام کیا۔ حضرت سعد نے دھیمی آواز سے جواب دیا۔ حضور تیسری بار سلام کہہ کر واپس ہو گئے حضرت سعد آپ کے پیچھے نکلے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کا سلام مستجاب اور دھیمی آواز سے جواب دیتا ہوں تاکہ آپ ہم پر زیادہ سلام بھیجیں۔ یہ سن کر حضور حضرت سعد کے ساتھ واپس تشریف لائے۔ آپ نے حضرت سعد کی خدمت پر غسل فرمایا۔ حضرت سعد نے زعفران سے رنگی ہوئی چادر پیش کی جو آپ نے اوڑھ لی۔ پھر آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر یوں دعا فرمائی۔ اللھم اجعل صلواتک ورحمتک علی عبدک بن عبادہ قعدہ لڑاں آپ نے کھانا تناول فرمایا۔ جب آپ واپس ہونے لگے تو میرے والد

نے سواری کے لئے ایک دراز گوش پیش کیا۔ جس پر لحاف پڑا ہوا تھا اور مجھ سے کہا کہ بائیں طرف میں حضور کے ساتھ ہو لیا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا کہ میرے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ میں نے کہا کہ آپ نے فرمایا کہ سوار ہو جاؤ ورنہ واپس ہو جاؤ۔ اس لئے میں واپس چلا آیا۔ (موسم اللوب)

22- حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری کے والد بزرگوار بہت سافر میں بیمار تھے۔ جب کھجوروں کے ٹوڑنے کا وقت آیا تو حضرت جابر نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ”آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد جنگ احد کے دن شہید کے گئے اور اس کا جنازہ نہ لایا گیا۔“

حضرت جابر نے یوں نہ کہا کہ آپ قرض خواہوں کے پاس چلے۔ بعد میں اس نے عرض کیا کہ قرض خواہ آپ کی زیارت کر لیں۔ (بخاری باب قضاء الوسی دیون الیہم من غیر قرض اور ش)

23- ایک روز قبیلہ اسلم کے چند صحابہ کرام تیر اندازی میں باہم مقابلہ کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا گزر وہاں ہوا۔ جب حضرت عجن بن لورع ایک اسلمی سے مقابلہ کر رہے تھے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے بنی اسلمیل اتم تیر اندازی کرو کیونکہ تمہارا باپ تیر انداز تھا۔ پچھتے جاؤ میں ان لورع کے ساتھ ہوں۔ یہ سن کر حضرت فضلہ بن عبید اسلمی نے اسے اپنا کمان پھینک دی۔ اور عرض کیا۔

(ترجمہ) ”جب حضور ابن لورع کے ساتھ ہیں تو میں اس کے ساتھ تیر نہیں پھینکا کرتا۔“

یہ سن کر حضور نے فرمایا کہ تم تیر اندازی کرو۔ میں تم سب کے ساتھ ہوں۔ (۲۱)

24- جب آنحضرت ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے حضرت ابو ایوب انصاری کے مکان میں قیام فرمایا۔ آپ مکان کے نیچے کے حصے میں تشریف فرما تھے۔ ابو ایوب مع عیال اوپر کے حصے میں رہے۔ ایک رات ابو ایوب بیدار ہوئے اور کہنے لگے کہ اے رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کے اوپر چلتے پھرتے ہیں۔ یہ کہہ کر انہوں نے اس جگہ سے اٹھ کر بائیں جانب میں رات بسر کی۔ پھر صبح کو آنحضرت ﷺ سے عرض کیا۔ حضور اقدس ﷺ نے ان کے نیچے کے حصے میں میرے واسطے آسانی ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں اس بہت پریشان ہوں جس کے نیچے آپ ہوں۔ پس آنحضرت ﷺ اوپر کے حصے میں تشریف لے گئے اور ابو ایوب کے حصے میں چلے آئے۔ ابو ایوب حضور کے لئے کھانا بھیجا کرتے جو چکر آتا خادم سے لے لیا۔

۱- خادم میں حضور اقدس کی انگلیاں کس جگہ تھیں پھر اسی جگہ سے کھاتے۔ ایک روز کھانا کھا کر انہیں میں لسن تھا۔ جب کھانا واپس آیا تو حضرت ابو ایوب نے حسب معمول خادم سے کہا کہ ان انگلیوں کی جگہ دریافت کی۔ جواب ملا کہ حضور نے کھایا ہی نہیں۔ یہ سن کر ابو ایوب ڈر کر عرض کیا کہ کیا یہ (لسن) حرام ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حرام تو نہیں۔ لیکن میں یہ نہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ سن کر انہوں نے عرض کیا کہ میں بھی اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں جسے آپ نہ کھاتے ہیں۔ (حضور کی کراہت کی وجہ یہ کہ) آپ کے پاس فرشتے نور و جی آیا کرتی تھی۔

25- حضرت قیلہ بنت خرمہ غمریہ نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں دیکھا آپ اکڑوں سے گزر رہے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ جب میں نے آپ کو نہایت خشوع سے اس حالت میں بیٹھے ہوئے دیکھا (وہ جہال کے سبب سے) میں خوف سے کانپنے لگی۔ (شمالی ترمذی۔ باب ما جاء فی جلسۃ رسول اللہ ﷺ)

26- حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ پوچھنا چاہتا تو آپ کی ہیبت کی وجہ سے (دو سال) یا (سالوں) تاخیر میں ڈال دیتا۔ (۲۳)

27- حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک طعام کرتے تو ہم طعام میں ہاتھ نہ ڈالتے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ پہلے شروع فرماتے اور اپنا دست نکالتے (صحیح مسلم۔ باب کو اب الطعام والشراب احکامہا)

آنحضرت ﷺ کی تعظیم و توقیر جس طرح آپ کی حیات دنیوی میں واجب تھی اسی طرح وفات شریف کے بعد بھی واجب ہے۔ سلف و خلف کا یہی طریقہ رہا ہے۔ ذیل میں چند مثالیں دی گئی ہیں۔

1- حضرت اسحق نجیبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ذیقعدہ ۳۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے وصال شریف کے بعد جب آپ کا ذکر آتا تو صحابہ کرام خشوع و اکہار ظاہر کیا کرتے۔ ان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔ اور وہ حضور کے فراق اور اشتیاق زیارت میں رویا کرتے۔ یہ حال بہت سے تابعین کا تھا۔ (شفاء شریف)۔

2- حضرت سائب بن یزید کا بیان ہے کہ میں مسجد نبوی میں لیٹا ہوا تھا ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ نے انہیں دو شخصوں کو لاؤ میں بلا لیا۔ آپ نے ان سے پوچھا تم کون ہو یا کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا ابو ایوب دیا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم اس شہر کے رہنے والے

ہوتے تو میں در سے لگاتا۔ کیا تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کر سکتے ہو؟
(بخاری۔ باب رفع الصوت فی المسجد)

3- حضرت نافع روایت کرتے ہیں کہ عشاء کے وقت حضرت عمر فاروقؓ نے مسجد میں تھے۔ ناگاہ ایک شخص کے ہنسنے کی آواز کان میں آئی۔ آپ نے اسے بلا کر پوچھا کہ کیا تم نے کما کہ میں قبیلہ ثقیف سے ہوں۔ پھر دریافت کیا تم اس شہر کے رہنے والے ہو؟ جواب دیا نہیں۔ بلکہ طائف کا رہنے والا ہوں۔ یہ سن کر آپ نے اسے دھمکایا اور فرمایا کہ اگر تم میرے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔ اس مسجد میں آوازیں بلند نہیں کی جائیں۔
(الوفاء۔ جزو ثانی ص ۳۵۴)

4- خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں امام مالک سے دعا کی کہ اگر میں اور اٹھائے منظرہ میں آواز بلند کی۔ حضرت امام نے فرمایا کہ اے امیر المؤمنین! اگر تم اپنی آواز کو بلند مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو یوں ادب سکھایا۔ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الایہ اور ایک قوم جو ادب چالائی ان کی یوں تریف کی۔ ان اللہ یصلی علیہم وعلیٰ آہلہم وعلیٰ عبادہم الصالحین ان الذین ینادون من وراء المعبرۃ ان اللہ آنحضرت ﷺ کا احترام و قات شریف کے بعد بھی ویسا ہی ضروری ہے جیسا کہ حالتِ حیات میں تھا۔ یہ سن کر ابو جعفر و جہا پڑ گیا۔ کہنے لگا اے عبداللہ (امام مالک) کیا میں قبلہ رو ہو کر دعا کروں؟ رسول اللہ ﷺ کی جانب منہ کروں۔ امام مالک نے جواب دیا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اپنا منہ کیوں پھیرتے ہو حالانکہ وہ قیامت کے دن تمہارے وسیلہ اور تمہارے باپ آدم کے واسطے ہیں۔ بلکہ تم حضور ہی کی طرف منہ کرو اور آپ ہی کے وسیلہ سے دعا مانگو۔ اللہ تعالیٰ قبول کرے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا۔ (نساء۔ ۹)

(ترجمہ) اور اگر یہ لوگ جس وقت کہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں آپ کے پاس آتے اور اللہ سے بخشش مانگتے اور تمہیں ان کے لئے بخشش مانگتا تو وہ اللہ کو معاف کرنے والا مہربان ہوتا۔ (بخاری شریف)

5- شیخ الاسلام (۲۴) نور الدین علی بن احمد سمہودی (متوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں کہ اللہ کے زمانے میں منکرات سے ایک امر جس میں صدیان مینہ تغیر تساہل کرتے ہیں یہ ہے کہ مسجد میں آواز بلند کرنا اور بوجھ اور سنگتراش کام کرنے کے لئے لائے جاتے ہیں۔ اشیاء کے قیام

حالات اور چیز نے وغیرہ سے سخت شور و شغب برپا ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ سب کام مسجد سے باہر تیار ہوتے ہیں۔ اسی طرح عمارت کا مصالحہ ٹھکروں اور گدھوں پر مسجد میں لایا جاتا ہے۔ حالانکہ اسے مسجد کے دروازے میں اندر لایا جاسکتا ہے۔ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ اگر کوئی کے گرد کسی مکان میں منج کے ٹھونکنے کی آواز سنتیں تو کہتا جھٹیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ اور یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ نے اپنے گھر کے دونوں کواڑ مناصح (۱۶) میں تیار کرائے۔ کہ مبادا تیاری میں ٹکڑی کی آواز سے رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچے اتنی آواز نہ ہو کہ آواز سے رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچے اتنی

6- امام مالک فرماتے ہیں کہ میں ابوبختیانی، محمد بن مسعود رحمہما، امام جعفر صادقؓ اور محمد بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ، عامر بن عبداللہ بن زبیر، مصحول بن سلیم اور امام محمد بن مسلم بن یزید سے سنا کرتا تھا۔ میں نے ان کا یہ حال دیکھا کہ جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر آتا تو ان کا گھبراہٹ ہو جاتا وہ شوق زیارت میں روپا کرتے بلکہ بھٹے تو ٹوڑ دیا کرتے۔ (شفاء شریف)

7- امام مالک نے اپنی تمام عمر مدینہ منورہ میں بسر کی۔ پاس ادب کبھی مدینہ شریف کے امام کے سامنے نہ آئے اور انہیں کیا۔ (شفاء شریف)

8- امام شافعی کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کے دروازے پر کئی ایسے خراسانی ٹھوڑے دیکھے کہ ان سے بھر میں نے نہیں دیکھے۔ میں نے امام مالک سے کہا کہ یہ کیسے آجھے؟ انہوں نے کہا کہ یہ سب میری طرف سے آپ کے لئے ہدیہ ہیں۔ میں نے کہا اپنی سواری لے آؤ تو میں سے کچھ رکھ لیں۔ انہوں نے کہا مجھے خاسہ شرم آتی ہے کہ اس زمین کو جس میں رسول اللہ ﷺ ہیں اپنے گھوڑے کے سموں سے پامال کروں۔ (وقاء الوفا۔ جزو ثانی ص ۳۵۰)

9- ایک شخص نے کہا کہ مدینہ طیبہ کی مٹی خراب ہے۔ امام مالک نے فتویٰ دیا کہ اسے مٹی سے مارے جائیں اور قید کیا جائے اور فرمایا کہ ایسا شخص تو اس لائق ہے کہ اس کی گردن لٹائی جائے۔ وہ زمین جس میں رسول اللہ ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔ اسکی نسبت وہ گمان کرتا ہے کہ یہ خراب ہے۔ (شفاء شریف)

10- حضرت احمد بن فضلہ یہ بڑے غازی اور تیر انداز تھے۔ انہوں نے جب سنا کہ حضرت ﷺ نے کمان کو اپنے دست مبارک میں لیا ہے تو اس روز سے پاس ادب کبھی کمان کو ہاتھ نہیں چھوا۔ (شفاء شریف)

11- حضرت عثمان غنی (۳۶) کے ہاتھ میں رسول اللہ ﷺ کا ایک عصا تھا۔ حجاج بن یوسف نے یوم وار سے پہلے اس کے ہاتھ سے چھین لیا اور اپنے گھنے پر رکھ کر اسے توڑنا چاہا (یا توڑ

دیا اس جرات پر حاضرین چلا گئے۔ ان کے گھٹنے میں مرض اگلہ پیدا ہو گیا۔ اس سلسلہ میں مبارک امرض بدن میں سرایت کر جائے گھٹنے کو کاٹ دیا۔ مگر ایک سال تمام نہ ہونے پا کر وہ فوت ہو گیا۔ حضرت ابو الفضل جوہری اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے زیارت کے سلسلہ میں قصد کیا۔ جب اس کے مکانات کے قریب پہنچے تو سواری سے اتر پڑے اور یہ اعلان کیا کہ وہ پیدل چلے۔

وَلَمَّا رَأَيْنَا دَسْمًا مِنْ لَمْ يَدْعُ لَنَا
لِقَادُ الْعِرْفَانِ الرُّسُومِ وَلَا
تَوَلَّنَا عَنِ الْاَكْوَادِ نَحْنُ كَرَامَةً
لِمَنْ بَانَ عَنْهُ اَنْ لَيْلَهُ
(شفاء شریف)

(ترجمہ) جب ہم نے اس ذات شریف کے آثار دیکھے جس نے آثار شریف کی بہانہ ہمارے واسطے نہ دل چھوڑا نہ عقل خالص۔ ہمہا لائوں سے اتر پڑے۔ اور اس ذات شریف کی طرف کے لئے پیدل چلے گئے۔ جس کی زیارت سواری کی حالت میں بعید ازادب ہے۔ بعض مشائخ کرام پیدل حج کو گئے۔ ان سے سب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ تمام اپنے مولا کے دروازے پر سوار ہو کر نہیں آتا۔ اگر ہم میں طاقت ہوتی تو سر کے بل آتے۔ (شفاء شریف)

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر میں سے یہ امر بھی ہے کہ آپ کی اہل اہل و عیال اور ازواج مطہرات کی تعظیم و تکریم اور ان کے حقوق کی رعایت کی جائے۔ اسی طرح اہل بیت علیہم السلام کے اصحاب کرام کی تعظیم و توقیر کرنا حضور ﷺ کی تعظیم و تکریم ہے۔ سب کرام درمیان جو اختلاف و مشاجرات وقوع میں آئے ان کی تاویل نیک کرنی چاہیے۔ وہ مجتہدین انہوں نے کیا از روئے اجتہاد و خلوص کیا۔ وہ کسی طرح مورد طعن نہیں ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ تفصیل کی اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں۔

ترسم آل قوم کہ برود کشفان سے ختمند

در سرکد خرابات کنند ایمان را

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں کہ وہ تمام چیزیں جن کو رسول اللہ ﷺ سے نسبت ہے ان کی تعظیم و تکریم کرنا۔ حرمین شریفین میں آپ کے مشاہدے مبارک کی تعظیم کرنا۔ آپ کے منازل اور وہ چیزیں جن کو آپ کے دست مبارک یا کسی اور عضو مبارک آپ کے نام سے پکاری جاتی ہوں۔ ان سب کا اکرام کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و تکریم میں داخل ہے۔

آنحضرت ﷺ کی حدیث شریف کا ادب

آنحضرت ﷺ کی تعظیم میں سے ایک امر یہ ہے کہ آپ کی حدیث شریف کی تعظیم کی جائے۔ حدیث شریف کے پڑھنے یا سننے کے لئے غسل کرنا اور خوشبو لگانا مستحب ہے۔ جب حدیث شریف پڑھی جائے تو اپنی آواز کو بلند نہ کرنا چاہیے بلکہ دھیمی کر دینی چاہیے۔ جیسا کہ حیات شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تکلم کے وقت ہوا کرتا تھا اور مستحب ہے کہ حدیث شریف اونچی جگہ پڑھی جائے۔ حدیث شریف پڑھتے پڑھاتے وقت کسی کی تعظیم کے لئے اٹھنا ہوتا ہے۔

جب لوگ امام مالک کے پاس غلب علم کے لئے آتے تو خادمہ دولت خانہ سے نکل کر ان سے دریافت کیا کرتی کہ حدیث شریف کے لئے آئے ہو یا مسائل فقہیہ کے لئے۔ اگر وہ کہتے کہ مسائل کے لئے آئے ہیں تو امام موصوف فوراً نکل آتے اور اگر وہ کہتے کہ ہم حدیث کے لئے آئے ہیں تو حضرت امام غسل کر کے خوشبو لگاتے پھر تبدیل لباس کر کے نکلتے۔ آپ کے لئے ایک کھانا بٹایا جاتا جس پر بیٹھ کر آپ روایت حدیث کرتے۔ اثنائے روایت میں مجلس میں عود جلایا جاتا۔ یہ سخت صرف روایت حدیث کے لئے رکھا ہوا تھا۔ جب امام موصوف سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اس طرح رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی تعظیم کروں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ میں امام مالک کے ساتھ عقیق کی طرف ہوا تھا۔ راستے میں میں نے ان سے ایک حدیث کی بابت پوچھا۔ انہوں نے مجھے جھڑک دیا اور فرمایا کہ مجھے تم سے یہ توقع نہ تھی کہ راستہ چلتے ہوئے مجھ سے حدیث شریف کی بابت سوال کرو گے۔ قاضی جریر بن عبد الحمید نے امام مالک سے حالت قیام میں ایک حدیث کی بابت پوچھا۔ امام موصوف نے ان کے لئے قید کا حکم دیا۔ جب حضرت امام سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ قاضی تاویب کا زیادہ سزاوار ہے۔

ہشام بن عمار نے امام مالک سے جو کھڑے تھے ایک حدیث پوچھی۔ آپ نے اس کے اس کوڑے مارے۔ پھر ترس کھا کر بیس حدیثیں روایت کیں۔ یہ دیکھ کر ہشام نے کہا۔ کاش وہ اور کوڑے مارتے اور زیادہ حدیثیں روایت کرتے۔

حضرت ابن سیرین تابعی بعض وقت ہنس پڑتے۔ مگر جب ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا ذکر آتا تو ان پر خشوع طاری ہو جاتا۔

حضرت قتادہ کی نسبت مروی ہے کہ جب وہ حدیث سنتے تو ان کو گرہ پڑا اور خطر اب لاحق

ہو جاتا۔

حافظ عبد الرحمن بن ممدی (متوفی ۱۹۸ھ) جب حدیث پڑھتے تو حاضرین اس کی رائے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ بخوانے لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کے وقت سکوت واجب ہے جیسا کہ حیات شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قول مبارک کے سننے کے وقت واجب تھا۔

امام مالک کا قول ہے کہ ایک شخص حضرت ابن مسیب کے پاس آیا۔ آپ اس سے کہے ہوئے تھے۔ اس نے آپ سے ایک حدیث دریافت کی۔ آپ اٹھ بیٹھے اور حدیث بیان کی۔ اس میں کہا میں چاہتا تھا کہ آپ اٹھنے کی تکلیف نہ فرماتے۔ آپ نے فرمایا میں پسند نہیں کرتا کہ مجھے حدیث شریف بیان کروں۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ میں امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ہم سے حدیثیں بیان کر رہے تھے۔ اٹائے قراءت میں آپ کو ایک جموع نے سوز سوز مارا۔ آپ کا رنگ زرد ہو رہا تھا مگر آپ نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو قطع نہ کیا۔ اس کی روایت حدیث سے فارغ ہوئے اور سامعین چلے گئے تو میں نے عرض کیا کہ میں نے آپ کی ایک عجیب بات دیکھی ہے۔ فرمایا ہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی عظمت و اہمیت کو سامنے لئے ممبر کیا۔ (ماخوذ از مواہب و شفاء شریف)

آنحضرت ﷺ کے آثار شریفہ کی تعظیم

1- حضرت ابن سیرین تابعی نے حضرت عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس یا ابی انس سے ملے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عبیدہ نے کہا کہ میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال کا ہونا میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے محبوبتر ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے سر مبارک کے بال منڈوا کر ان کو اپنے اوٹھوں میں سے پٹے آپ کے موئے مبارک لیتے۔ (صحیح بخاری۔ کتاب الوضوء باب من یستحب ان یشعل بہ شعر الانسان)

2- حضرت انس بن مالک کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ان کے سر مبارک کو مونڈ رہا تھا۔ صحابہ کرام آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ حضور کا جو بال مبارک گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہوگا (صحیح مسلم باب من یستحب ان یشعل بہ شعر الانسان و تہرک بہ)۔

3- حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ (مزدلفہ سے) منیٰ میں

آئے اور عمرو عقبہ میں سنگریزیاں پھینک کر اپنے مکان پر تشریف لائے۔ پھر آپ نے حجام کو بلایا۔ اور انہوں نے ہاتھ کے داہنی طرف کے بال منڈوائے۔ اور ابو طلحہ انصاری کو بلا کر عطا فرمائے۔ بعد ازاں انہوں نے بائیں طرف کے بال منڈوا کر ابو طلحہ انصاری کو بلا کر عنایت کئے اور ان سے فرمایا کہ یہ بال لوگوں میں تقسیم کر دو۔ (مشکوٰۃ حوالہ صحیحین۔ کتاب المناسک۔ باب الحق)

مرا از زلف تو موئے ہمد است

فضولی سے کلم ہوئے ہمد است

4- حضرت ام المومنین ام سلمہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے کچھ سرخ رچ کے بال تھے۔ ایک بیٹا بھٹل جھل میں رکھے ہوئے تھے۔ لوگ ان بالوں سے نظر بد دیکر ماریوں کا پتھر پھینک رہے تھے۔ کبھی تو ان کو پانی کے پیالہ میں رکھتے۔ پھر پانی لیتے اور کبھی جھل کو پانی کے مٹکے میں ڈال دیتے۔ پھر اس پانی میں بیٹھ جاتے۔ یہ ماحصل حدیث بھاری ہے۔ (صحیح بخاری کتاب المناسک۔ باب ما یذکر فی الشیث)

5- امام بخاری نے تاریخ میں روایت سلمہ نقل کیا ہے کہ محمد بن عبد اللہ بن زید نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے والد (عبد اللہ بن زید رانی الاذان) مخر میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے خطایا تقسیم فرمائے۔ اور اس کو اپنے بالوں میں سے دیا۔ (اصاب)

طبقات (۷/۳) ابن سعد میں اس روایت میں اتنا اور ہے کہ محمد مذکور فرماتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کی اور سوسہ سے رنگا ہوا ہمارے پاس موجود ہے۔

6- حضرت ابو محذورہ (مؤذن اہل مکہ) کے سر کے سامنے کے حصہ میں بالوں کا ایک ٹکڑا تھا۔ جب وہ زمین پر بیٹھتے اور اس کو کھول دیتے تو بال زمین سے لگ جاتے۔ کسی نے ان سے کہا کہ ان بالوں کو منڈوا کیوں نہیں دیتے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں ان کو منڈوا نہیں سکتا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک ان کا لگا ہوا ہے۔ (شفاء شریف)

7- حضرت خالد بن ولید قرشی مخزومی کی ٹوپی جنگ یرموک میں گم ہو گئی۔ انہوں نے اس کی تلاش کرو۔ تلاش کرتے کرتے آخر کھل گئی۔ لوگوں نے ان سے سبب پوچھا تو فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ نے عمرہ ادا فرمایا۔ جب آپ نے سر مبارک منڈوایا تو لوگ آپ کے موئے مبارک لینے کے لئے دوڑے۔ میں نے بھی آپ کی پیشانی مبارک کے بال لے کر اس ٹوپی میں رکھ دیے۔ اس لڑائی میں یہ ٹوپی میرے پاس رہی مجھے فتح نصیب ہوئی رہی۔ (اصاب۔ ترجمہ خالد بن ولید) شفاء شریف میں اس طرح ہے کہ حضرت خالد بن ولید کی ٹوپی میں رسول اللہ ﷺ

کے کچھ بال تھے۔ وہ ٹوپی کسی غزوہ میں گر گئی۔ حضرت خالد نے اس کے لئے مڑ کر اسے اٹھا لیا۔ جس میں بہت سے مسلمان کام آئے۔ صحابہ کرام نے ان پر اعتراض کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے یہ حملہ ٹوپی کے لئے نہیں کیا بلکہ مومنوں کے لئے کیا تھا جو اس ٹوپی میں تھے۔ ان کی درکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ لگ جائیں۔

8- آنحضرت ﷺ ام سلیم (والدہ انس رضی اللہ عنہ) کے ہاں چڑنے کے قیلوہ فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ اٹھتے تو وہ آپ کے پسینہ مبارک کو ایک شیشی میں جمع کر لیا کرتے وقت جو بال گرتے ان کو اور پسینہ مبارک کو سوک (۳۸) میں ملا دیتیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضرت انس بن مالک کی وفات کا وقت آیا تو مجھے وصیت کی کہ اس سوک کو کچھ میرے حوطہ (۳۹) میں ڈال دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب من زار قوما فقال عندہم)۔

9۔ آنحضرت ﷺ ام سلیم کے گھر میں آکر ان کے بستر پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے اور ان میں نہ ہوا کرتیں۔ ایک روز حسب معمول حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے بستر پر سوتے ہوئے تھے۔ جب ان کو خبر ہوئی تو آکر دیکھا کہ حضور کا پسینہ بستر پر ایک جڑے کے ٹکڑے پر پڑا ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے ذبہ میں سے ایک شیشی نکالی اور پسینہ مبارک کو اس میں نمودنے لگیں۔ حضور ﷺ آنکھ کھلی تو پوچھا کہ ام سلیم! تم کیا کر رہی ہو؟ ام سلیم نے عرض کیا کہ ہم اپنے بچوں کے لئے آپ کے پسینے کی برکت کے امیدوار ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا۔ (صحیح مسلم۔ باب طہارۃ)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام حضور اقدس ﷺ کے پینہ مبارک کو
کے چہرے اور بدن پر مل دیا کرتے تھے جس سے وہ تمام بلاؤں سے محفوظ رہا کرتے تھے۔

10۔ حضرت ثلث مائنی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت انس بن مالک نے مجھ سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال ہے۔ جب میں مر جاؤں تو اس میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ چنانچہ میں نے حسب وصیت ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور وہی حالت میں دفن کئے گئے۔ (اسا۔ ترجمہ انس بن مالک)۔

۱۱۔ جب حضرت عمر بن عبد العزیز کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سچے ہال اور ناخن منگوائے اور وصیت کی کہ یہ میرے کفن میں رکھ دیئے جائیں۔ چنانچہ اس کی کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد جزء خاص ص ۳۰۰)

12۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا:

۱۔ یہ کہ خدام اپنے برتن (جن میں پانی ہوتا) لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوتے۔
 ۲۔ ایک برتن میں انہادست مہارک ٹیوڈ دیتے۔ بعض وقت سردی ہوتی تو بھی اسی طرح کرتے
 ۳۔ مسلم باب قرہ رحمۃ اللہ علیہ من الناس و تم کہم بہ و تو انہدہ لم۔

13۔ جب رسول اللہ ﷺ وضو فرماتے تو وضو کے پانی کیلئے حاضرین میں لڑائی تک پہنچنے لگتی (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب استعمال فضل وضوء الناس)

14۔ حضرت ابو حنیفہ (وہ بن عبد اللہ سوائی) کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ چری سرخ تہ میں تھے۔ میں نے حضرت بلال کو دیکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے وضو کا پانی لیا اور لوگ اس پانی کو لینے کے لئے دوڑ رہے تھے۔ جس کو اس میں بہرہ تھا وہ اسے اپنے ہاتھوں پر ملتا۔ اور جس کو کچھ نہ ملتا وہ دوسرے کے ہاتھ کی تری لے کر ملتا۔ (صحیح بخاری)۔ کتاب اللباس۔ باب الفقیر المراء من اومہ۔

15- حضرت طلح بن علی یرمائی کا بیان ہے کہ ہم اپنے وطن سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھے۔ حاضر خدمت ہو کر ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور عرض کیا کہ ہمارے وطن میں ہمارا ایک گرجا ہے پھر ہم نے آپ سے درخواست کی کہ آپ اپنے وضو کا چٹا پانی عنایت فرمائیں۔ آپ نے پانی طلب فرمایا اور وضو کر کے پیہ اب کی ایک کھلی ہمارے واسطے نکالی جس میں ڈال دی اور روانگی کی اجازت دے کر فرمایا کہ جب تم اپنے وطن میں پہنچ جاؤ تو اپنے ہاتھ کو توڑ ڈالو اور اس کی جگہ پر اس پانی کو چمڑک دو اور گرجا کی جگہ پر مسجد بنالو۔ ہم نے عرض کیا کہ افسر مدینہ منورہ سے دور ہے۔ گرمی سخت ہے۔ یہ پانی خشک ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اس پانی کو پانی ڈال لینا بڑکت زیادہ ہو جائے گی۔ (مشکوٰۃ حوالہ نسائی۔ باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ)

16۔ ایک روز حضرت خدائے بن علی خدائے مکی نے رسول اللہ ﷺ کو ایک پیالے میں لکھاتے دیکھا۔ انہوں نے آپ سے وہ پیالہ ہلور تھوک لے لیا۔ حضرت عمر فاروق جب خدائے کے ہاں تشریف لے جاتے تو ان سے وہی پیالہ طلب فرماتے۔ اے آب زمزم ہر کر پینے لور اپنے چہرے پر چھینٹے مارتے۔ (اصابہ۔ ترجمہ خدائے)۔

17۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش کے وقت آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ اس بچے کو جو میں نے پیدا کیا ہے اس کا نام اسماعیل رکھ دوں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس بچے کو جو میں نے پیدا کیا ہے اس کا نام اسماعیل رکھ دوں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس بچے کو جو میں نے پیدا کیا ہے اس کا نام اسماعیل رکھ دوں۔

جہاں رسول اللہ ﷺ کے ہونٹ مہرک گئے تھے۔ بعد ازاں ہم رسول اللہ ﷺ کی وہی کھانا
آئے۔ (مجم صغیر طبرانی۔ اسم عبد الحمید)۔

18۔ حضرت عاصم اہول روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ کے پاس رسول
اللہ ﷺ کا پیالہ دیکھا جو عریض و عمود اور چوب نضار (درخت گز یا شمشاد) کا بنا ہوا تھا۔ وہ لوگ کہتے
تھے کہ انسؓ نے اسے چاندی کے تار سے جوڑا ہوا تھا۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میں نے اس پیالہ
میں رسول اللہ ﷺ کو بار بار پانی پلایا ہے۔ بول لہن سیرین اس میں لوہے کا ایک حلقہ تھا۔ حضرت
انسؓ نے چاہا کہ جائے لوہے کے سونے یا چاندی کا حلقہ بنائیں۔ مگر ابو طلحہؓ نے کہا کہ میں نے
رسول اللہ ﷺ نے بنایا ہوا ہے تبدیل نہ کرنا چاہیے۔ یہ سن کر ویسا ہی رہنے دیا۔ (صحیح
کتاب الاشراف۔ باب الشرب من قدر النبی ﷺ و آتیہ)۔

یہ پیالہ حضرت نصر بن انسؓ کی میراث سے آٹھ لاکھ درہم کو خرید لیا۔ امام حرلی
روایت ہے کہ میں نے اس پیالہ کو بصرہ میں دیکھا اور اس میں پانی پیا ہے۔ (شرح شامک۔ ج ۱)
حوالہ شرح منادی)۔

19۔ ایک روز آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب سقیہ بنی ساعدہ میں روئے الیہ
تھے۔ حضور نے حضرت سہل بن سعدؓ سے فرمایا کہ ہمیں پانی پلاؤ۔ چنانچہ حضرت سہل نے ایک پیالہ
میں حضور کو اور آپ کے اصحاب کو پانی پلایا۔ حضرت ابو حازمؓ کا بیان ہے کہ حضرت سہل نے وہی
پیالہ ہمارے واسطے نکالا اور ہم نے پانی پیا۔ اس پیالہ کو خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؓ نے حضرت سہل
ماتک کر لے لیا۔ (صحیح مسلم۔ باب اباحت النبی الذی لم یشتدو لم یصر مسکورا)۔

20۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن انیسؓ کو عرفہ میں خالد بن سفیانؓ کی
کے قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ حضرت عبداللہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر لے کر ایک غار میں
داخل ہوئے۔ اس غار پر کڑی نے جالاتن دیا۔ دشمن جو تعاقب میں آئے انہوں نے وہاں کھدوا
اور انا امید واپس ہو گئے۔ حضرت عبداللہ غار سے نکل کر اٹھارہ دن کے بعد خدمت اقدس میں حاضر
ہوئے اور خالد کے سر کو سامنے رکھ کر قصہ بیان کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مہرک
میں عصا تھا۔ آپ نے حضرت عبداللہ کو عطا فرمایا اور یوں ارشاد فرمایا۔

تخصیر بھلہ فی الجنة۔ بہشت میں اس پر ٹیک لگاتا۔

وہ عصا حضرت عبداللہ کے پاس رہا۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو وصیت کی کہ اس
عصا کو میرے کفن میں رکھ کر میرے ساتھ دفن کر دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (۵۰)

21۔ امام ابن مامونؓ کا بیان ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے پیالوں میں سے

ایک پیالہ تھا۔ ہم اس میں غرض شفاء ہماروں کو پانی پلایا کرتے تھے۔ (شفاء شریف)۔

22۔ رسول اللہ ﷺ کا کوئی چہہ کسروانی تھا۔ جس کی جیب اور دونوں چاکوں پر دیبا کی
لکھ تھی۔ یہ چہہ پہلے حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس تھا۔ ان کے بعد حضرت اسماء بنت ابی بکر
نے لے لیا۔ وہ فرماتی ہیں کہ اس چہہ کو رسول اللہ ﷺ پہنا کرتے تھے۔ ہم اسے دھو کر بغرض شفاء
مردوں کو پلاتے ہیں۔ (۵۱)

23۔ حضرت محمد بن جابر کے دلو اسید بن طلق یرامی وفد ہنسی حلیفہ میں رسول اللہ ﷺ
کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ایمان لائے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے
اپنی قمیص کا ایک ٹکڑا عنایت فرمائیے۔ میں اسکے ساتھ اپنا دل بھلایا کروں گا۔ حضور نے اگلی
برخواست منظور فرما کر اپنی قمیص کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایا۔ محمد بن جابر کا بیان ہے کہ میرے باپ
نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ ٹکڑا ہمارے پاس تھا۔ ہم اسے چھو کر بغرض شفاء ہماروں کو پلایا کرتے
تھے۔ (اصابہ۔ ترجمہ سیار بن طلق)۔

24۔ جب حضرت ولید بن ولید بن مغیرہ قرشی مخزومی مکہ میں قید سے بھاگ کر رسول
اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ میں مرا جاتا ہوں۔ آپ مجھے اپنے کسی زائد
پالے میں جو آپ کے جسد اطہر پر رہا ہو کفنانا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان کو اپنی قمیص میں
کفایا۔ (اصابہ۔ ترجمہ ولید بن ولید بن مغیرہ)۔

25۔ حضرت عبداللہ بن حازم کے پاس ایک سیاہ عمامہ تھا۔ جسے وہ جمعہ اور عیدین میں
پہنا کرتے تھے۔ لڑائی میں جب فتح پاتے تو بطور تحریک اس عمامہ کو پہنتے اور فرماتے کہ یہ عمامہ مجھے
رسول اللہ ﷺ نے پہنایا تھا۔ (اصابہ)۔

26۔ ایوب بن جابر روایت ابو عبداللہ نقل کرتے ہیں کہ ان کے دادا کے پاس رسول
اللہ ﷺ کا لحاف تھا جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے ان کے دادا کو کھانا
بھیجا۔ چنانچہ وہ اس لحاف کو چڑے میں لپیٹ کر لائے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ اس سے اپنے
پیرے کو ملے گئے۔ (تاریخ صغیر للبخاری ص ۱۱۱)

27۔ رسول اللہ ﷺ بعض وقت شفاء ہمت عبداللہ قرشیہ مدویہ کے ہاں تشریف لے
جاتے اور ان کے گھر میں قیلولہ فرماتے۔ حضرت شفاء نے حضور انور ﷺ کے لئے ایک چھوٹا نور

ایک چادر ہوائی تھی۔ جس میں آپ سو جایا کرتے۔ وہ ننھو ناہور چادر حضرت شفاء کے نام سے منسوب رہی۔ یہاں تک کہ مروان بن الحکم نے لے لی۔ (استیعاب و اصباہ)۔

28۔ جب حضرت کعب بن زہیرؓ نے ایمان لا کر اپنا قصیدہ بابت سعد بن حاتمؓ کے لیے لکھا تو ان کو اپنی چادر اوڑھائی۔ حافظ ابن حجر نے اصباہ میں بروایت سعید بن مسیبؓ نقل کیا ہے کہ یہ وہی چادر ہے جسے خلفاء عیدین میں پہنتے ہیں۔ (انتہی)

ابو بکر بن ابیہری (متوفی ۱۰۱ھ) کی روایت میں ہے کہ جب حضرت کعب بن زہیرؓ پر پہنچے۔

ان الرسول لنور يستضاء به مهند من سيوف الله مسلولة
تو آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف چادر مبارک پھینک دی۔ حضرت معاویہؓ نے اس چادر کے لئے دس ہزار درہم خرچ کئے۔ مگر حضرت کعب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی چادر کے لئے میں کسی کو اپنی ذات پر ترجیح نہیں دیتا۔ حضرت کعب کی وفات کے بعد حضرت معاویہؓ نے اس کے ورثہ سے وہ چادر جس ہزار درہم کو لے لی۔ ابن ابیہری کا قول ہے کہ وہی چادر آج تک مسلمانوں کے پاس ہے۔ (شرح قصیدہ بابت سعد بن حاتمؓ ہشام المتوفی ۶۱ھ)

29۔ حضرت سہل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت ایک چادر لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ چادر میں نے اپنے ہاتھ سے بنی ہے۔ میں آپ کے پہننے کے لئے لائی ہوں۔ آپ کو ضرورت تھی اس لئے آپ نے قبول فرمائی۔ پھر آپ اسے بطور تہنید باندھ کر ہماری طرف لٹکے۔ صحابہ میں سے ایک نے دیکھ کر عرض کیا کہ اگر یہ چادر ہے۔ یہ مجھے پسند آتی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ کچھ دیر کے بعد آپ مجلس سے اٹھ گئے۔ پھر انہی آئے اور وہ چادر لپیٹ کر اس سائل صحابی کے پاس بھیج دی۔ صحابہ کرام نے اس سے کہا کہ تو اسے نہ کیا۔ کہ رسول اللہ ﷺ سے اس چادر کا سوال کیا۔ حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ آپ کسی کا مال نہ نہیں فرماتے۔ اس صحابی نے کہا اللہ کی قسم! میں نے صرف اس واسطے سوال کیا کہ میرے سر پر یہ چادر میرا کفن بنے۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ چادر اس کا کفن ہی بنی۔ (صحیح بخاری۔ کتاب اللباس۔ باب البرود والجرح والشماتہ)

30۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے ہمیں ایک کپڑا

پہنا دیا کی کثرت سے تہنید کی مثل تھی اور ایک مونا تہنید نکال کر دکھایا۔ اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں میں وصال فرمایا۔ (صحیح بخاری کتاب اللباس۔ باب الاکسیہ والخمائل)

31۔ آنحضرت ﷺ کی خاتم شریف جس میں تین سطریں یوں تھیں۔ (محمد رسول اللہ ﷺ)

حضرت ابو بکر کے پاس تھی۔ پھر حضرت عمر فاروق کے پاس رہی۔ بعد ازاں حضرت عثمان غنی کو ملی۔ جب ان کی خلافت کو چھ برس ہو گئے تو ایک روز وہ چادر لیس پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ان میں سے کوئی میں گر پڑی۔ تین دن تلاش کرتے رہے۔ کوئی کامیابی نہ لایا گیا مگر نہ ملی۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی خاتم گم ہو گئی تو ان کی بادشاہت جاتی رہی تھی۔ یہی قصہ مشہور المرسلیینؓ کی خاتم گم ہونے میں تھا۔ چنانچہ اس کے بعد اس قصبہ کا آغاز ہوا۔ جس کا نام حضرت عثمان غنی کی شہادت پر ہوا۔ (وفاء الوفاء جزء ثانی ص ۱۲۱)

32۔ آنحضرت ﷺ کی تلوار ذوالفقار حضرت امام زین العابدینؓ کے پاس تھی۔ جب وہ حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے بعد یزید کے ہاں سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت مسور بن مخرمہؓ نے حضرت امام سے وہی تلوار مانگی تھی اور عرض کیا تھا کہ "آپ سے لے لیں گے۔ جب کہ میرے جسم میں جان ہے کوئی مجھ سے نہ لے سکے گا۔" (صحیح بخاری۔ کتاب الجہاد۔ باب ما ذکر من درع النبی ﷺ وعصاه و سيفه الخ)

امام مصممی (متوفی ۲۱۳ھ) ذکر کرتے ہیں کہ ایک روز میں خلیفہ ہارون رشید کے ہاں ایک انہوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی تلوار ذوالفقار دکھائی۔ جس سے بہتر میں نے کوئی تلوار نہیں دیکھی۔ (ذکر ثانی۔ جزء ثالث ص ۷۸)

33۔ حضرت عیسیٰ بن طہرمان کا بیان ہے کہ حضرت انس بن مالک نے ہمیں دو پرانے کپڑے نکال کر دکھائے جن میں سے ہر ایک میں ہندش کے دو دھڑے تھے۔ اس کے بعد حضرت انسؓ نے بروایت انسؓ مجھ سے بیان کیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے نعلین شریفین ہیں۔ (صحیح بخاری۔ باب ما ذکر من درع النبی ﷺ الخ)

34۔ جنگ بدر میں حضرت زبیر نے جوہر چھپی عبید بن سعید بن عامر کی آنکھ میں ماری۔ محمد وہ یاد چھو رہی۔ بدیں طور کہ حضرت زبیر سے حضور اقدس ﷺ نے مستعذری۔ پھر آپ کے

چاروں خلفاء کے پاس بطور تبرک منتقل ہوتی رہی۔ بعد ازاں حضرت عبداللہ بن عمرؓ رہے۔ یہاں تک کہ حجاج نے ان کو ۷۳ھ میں شہید کر دیا۔ (صحیح بخاری باب شہود المناکبہ)۔
35۔ جنگ احد میں حضرت عبداللہ بن جش کی تلوار لوٹ گئی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو ایک کھجور کی شاخ عطا فرمائی۔ وہ ان کے ہاتھ میں تلوار بن گئی۔ اس تلوار کو عربوں کہتے تھے بطور تبرک ان کے خاندان میں رہی۔ یہاں تک کہ بغاوت کے ہاتھ جو مقتسم باللہ اور الہیہ بن ابی رشیہ کے امیروں میں سے تھے ہمدان میں دوسو دینار میں فروخت ہوئی۔ (زر قانی علی المواعظ ص ۲۳۰ ج ۲)

36۔ حضرت عقب بن مالک انصاری خزرجی کا بیان ہے کہ میری ہمارت ہالی میں نے ایک شخص کو بھیج کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ رنجہ فرمائیں اور میرے مکان میں نماز پڑھیں تاکہ میں آپ کی جائے نماز کو مسجد مقرر کر سکوں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ مع اصحاب تشریف لائے اور آپ نے میرے مکان میں نماز پڑھی۔ (مسلم۔ کتاب الامیان)۔

37۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ ابو مریم جہنی کی عیادت کو تشریف لے گئے اور انہیں میدان میں نماز پڑھ کر واپس ہو گئے۔ قبیلہ جہینہ کے چند اشخاص نے ابو مریم سے کہا کہ آپ ﷺ رسول اللہ ﷺ سے درخواست کریں کہ حضور ہنس نفیس ہمارے واسطے ایک مسجد کی حد بندی کر دیں۔ چنانچہ ابو مریم ہر اسے ہی میں حضور ﷺ سے جائے اور عرض کیا کہ آپ میری قوم کے لئے ایک مسجد کی حد بندی کر دیں۔ چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے واپس ہو کر جو جہینہ میں ایک مسجد کی حد بندی کر دی۔ (اصابہ۔ ترجمہ ابو مریم جہنی)

38۔ آنحضرت ﷺ کے منبر شریف کے تین درجے تھے۔ حضور ﷺ سب سے پہلے لوہے کے درجہ پر بیٹھے اور درمیانی درجہ پر اپنے پاؤں مبارک رکھتے۔ حضور اقدس ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنے عہد خلافت میں پاس ادب درمیانی درجہ پر کھڑے ہوتے اور سب سے نیچے تو پاؤں سب سے نیچے کے درجہ پر رکھتے۔ حضرت عثمان غنیؓ اپنی خلاف کے پہلے درجہ پر بیٹھے اور حضرت عمر فاروقؓ کی طرح کرتے رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے جلوس کی جگہ پر چڑھتے۔ (الوفاء جز اول ص ۲۸۰)

کشف الغمہ للشعرانی (جز اول ص ۱۲۱) میں ہے کہ جب حضرت عثمان کا عہد آیا تو انہوں نے منبر شریف کے درجات زیادہ کر دیئے۔ وہ لوہے کے تینوں درجوں کو چھوڑ کر زیادت کے پہلے درجہ پر کھڑے ہو کرتے تھے۔

39۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا گیا کہ منبر شریف میں جو جگہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹھنے کی تھی اسے ہاتھ سے مس کیا۔ پھر اس ہاتھ کو اپنے منہ پر پھیر لیا۔ (شفاء شریف و لطائف ابن سعد)

40۔ یحییٰ بن سعید جو امام مالک کے استاد تھے جب عراق کو جاتے تو منبر شریف کے پاس آکر اسے مس کرتے اور دعا مانگتے۔ (وفاء الوفاء جزء ثانی ص ۴۴۲)

41۔ مسجد نبویؐ میں پہلی آتشزدگی یکم رمضان ۶۵۴ھ میں ہوئی۔ اس میں منبر نبویؐ کا ٹکڑا بھی جل گیا۔ چنانچہ ابو الیسین بن عساکر جو آتش زدگی کے وقت زندہ تھے تھے۔ انہوں نے یوں لکھتے ہیں۔

”منبر نبی ﷺ کا ٹکڑا جل گیا۔ اس منبر کو جس پر رسول اللہ ﷺ بیٹھنے کے وقت اپنا دست مقدم رکھا کرتے تھے۔ زائرین مس کیا کرتے تھے اور دو خطبوں کے درمیان اور بیشتر حضور اور منبر کی جس جگہ پر بیٹھا کرتے تھے اس جگہ کو اور منبر پر رونق افروز ہونے کے وقت جس جگہ پر حضور کے ہر دو قدم ہوا کرتے تھے اس جگہ کو بھی زائرین مس کیا کرتے تھے۔ اب آتش زدگی سے وہ اس برکت عامہ و نفع عامہ سے محروم ہو گئے۔ (وفاء الوفاء۔ جزء اول ص ۲۸۸)

42۔ حضرت اسعد بن زرارہ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک چارپائی بطور ہدیہ پیش کی تھی۔ جس کے پائے ساگون کی لکڑی کے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر سویا کرتے تھے۔ سب اوقات شریف ہوئی تو حضور کو اسی پر رکھا گیا۔ حضور کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ کو بھی اسی پر رکھا گیا۔ بعد ازاں عمر فاروقؓ کو بھی اسی پر رکھا گیا۔ پھر لوگ بطور تبرک اپنے مردوں کو اسی پر رکھا کرتے تھے یہ چارپائی ہوامیہ کے عہد میں میراث عائشہ صدیقہ میں فروخت ہوئی۔ عبداللہ بن اسحاق نے اس کے ٹکڑوں کو چار ہزار درہم میں خرید لیا۔ (زر قانی علی المواعظ ج ۲ ص ۲۸۲)

43۔ روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے متروکات میں سے بعض چیزیں حضرت عمر

ابن عبدالعزیزؒ کے پاس تھیں۔ وہ ایک کمرے میں محفوظ تھیں۔ ابن عبدالعزیزؒ ہر روز ایک بار ان کی زیارت کیا کرتے تھے۔ اشرف میں سے اگر کوئی ان سے ملنے آتا تو اس کو بھی ان کی زیارت کرنا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس کمرے میں ایک چارپائی پہڑے کا تکیہ جس میں خرمائی چھال مٹی ہوئی تھی۔ ایک ایک جوڑا موزہ قطیفہ (خاف) بچی اور ایک ترکش تھی جس میں چند تیر تھے۔ لالہ میں آنحضرت ﷺ کے سر مبارک کے میل کا اثر تھا۔ ایک شخص کو سخت صماری لاحق تھی جس سے شفاء نہ ہوتی تھی۔ ابن عبدالعزیزؒ کی اجازت سے اس میل میں سے کچھ دھو کر صماری ناک میں دیکھا دیا گیا۔ وہ چنگا ہو گیا۔ (مدراج النبوة۔ جزء ثانی ص ۲۰۸)

44۔ دلائل الی نعیم میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے لئے سخت پتھر ایسے زم زم کے کنارے گئے۔ چنانچہ احد کے دن حضرت نے اپنا سر مبارک پہاڑ کی طرف مائل کیا۔ تاکہ مشرکین سے اپنا جسم مبارک چھپائیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے پتھر کو ایسا نرم کیا کہ آپ نے اپنا سر مبارک ان میں داخل کر دیا۔ وہ پتھر اب تک باقی ہے اور لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں۔ اسی طرح مکہ مشرق کے ایک درہ میں حضور ﷺ نے نماز میں ایک سخت پتھر سے قرار پکڑا۔ وہ ایسا نرم ہو گیا کہ آپ کے ہر دو بازوئے مبارک نے اس میں اثر کیا۔ وہ پتھر مشہور ہے۔ جو لوگ حج کرنے کو جاتے ہیں اس کی زیارت کرتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے شب معراج میں ضرورت المقدس لہر کی مانند ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے اپنا راق باندھا۔ لوگ آج تک اسے اپنے ہاتھ سے پھونکے ہیں۔ (دلائل النبوة والحفاظ الی نعیم الاصبہانی المتوفی ۳۳۰ھ ص ۳۱۵)

45۔ عبدالرحمن بن زید عراقی کا بیان ہے کہ ہم زبدہ میں حضرت سلمہ بن اکوعؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے اپنا ہاتھ ہماری طرف بڑھایا جو ایسا ضخیم تھا کہ گویا لوٹ کا م تھا اور فرمایا کہ میں نے اس ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی ہے۔ پس ہم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اسے لے دیا۔ (طبقات ابن سعد۔ جزء رابع۔ قسم ثانی ص ۳۹)

46۔ اسماعیل بن یعقوب عقیمی روایت کرتے ہیں کہ ابن مسعودؓ (متوفی ۲۰۵ھ) نے نبوی کے صحن میں ایک خاص جگہ پر لوٹے اور لیتے ان سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اس جگہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔ راوی کا قول ہے کہ میرا گمان ہے کہ ابن مسعودؓ نے کہا کہ خواب میں دیکھا ہے۔ (وقائع الوفاء جزء ثانی۔ ص ۴۳۵)

امثلہ مذکورہ بالا کے مطالعہ کے بعد کسی مسلمان کو آنحضرت ﷺ کے آثار شریفہ سے محرم کا انکار نہیں ہو سکتا۔ اولیاء و علماء جو آنحضرت ﷺ کی برکات کے وارث ہیں۔ ان کے آثار شریفہ میں بھی برکت ہوتی ہے۔ اس سے انکار کرنا حرام و بد نصیبی کی علامت ہے۔ زیادہ تفصیل کی اس مختصر میں مجبائش نہیں۔

شیخ الاسلام حافظ ابو الفتح تقی الدین بن دین الحق (متوفی ۱۱ صفر ۷۰۲ھ) رسول اللہ ﷺ کی مدح میں یوں فرماتے ہیں:-

ياسانوا نحو الحجاز مشمراً
اجهد فديتك في المسير وفي السرى
واذا سهرت الليل في طلب العلى
فاحذراً ثم حذراً من خدع الكرى
فالقصد حيث النور يشرق ساطعاً
والطرف حيث ترى النرى منقطعاً
قف بالمنازل والمناهل من لدن
وادی قباء الى حمى ام القرى
وتوخ اثار النبى فضع بها
مشرقاً خديك في عفر الشرى
واذا رايت مهبط الوحى التى
نشرت على الافاق نورا انوارا
فاعلم بانك ما رايت شبيها

مذكنت في ماضى الزمان ولا ترى

(ترجمہ) اے حجاز کی طرف تیزی سے چلنے والے میں تجھے پرندہ اتورات دن چلنے میں کوشش کرنا اور جب تو بزرگیوں کی طلب میں رات کو جاگے تو لوگ کے فریب سے چنا پھر چنا۔ تو اس جگہ کا قصد کرنا جہاں نور خوب چمک رہا ہے۔

اور جہاں خاک خوشبودار لطر آتی ہے۔ تو ان منازل اور چشموں پر ٹھہر جانا جو راوی قبا

کے قریب سے ام القریٰ (مکہ معظمہ) کے سبزہ زار تک ہیں۔

اور نبی (ﷺ) کے آثار کا قصد کرنا اور ان کی زیارت سے۔

مشرف ہوتے ہوئے وہاں اپنے ہر دور خد کو روئے خاک پر رکھ دینا۔

اور جب توحی کے اترنے کی جگہوں کو دیکھے جنہوں نے تمام دنیا پر نور اور ہدایت

تو جان لینا کہ تو نے اپنی گزشتہ عمر میں ان کی مثل نہیں دیکھا اور نہ آئندہ دیکھے گا۔ (ترمذی)

الوفیات۔ ترجمہ ابن دقیق العبد

۴۔ درود شریف و زیارت قبر شریف

مومنوں پر واجب ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) پر درود بھیجا کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (احزاب۔ ع ۷)

(ترجمہ) تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔

اس آیت میں تاکید کے لئے جملہ اسمیہ لایا گیا ہے۔ جس کے شروع میں امر ضیاعی مزید حرف تاکید مذکور ہے۔ اس جملہ کی خبر فعل مضارع ہے جو افادہ استمرار تجریدی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اور میرے تمام فرشتے (جن کی گنتی مجھے ہی معلوم ہے) پیغمبر پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اے مومنو! تم بھی اس وظیفہ میں میری اور میرے فرشتوں کی اقتداء کرو۔

واضح رہے کہ خدا کے درود بھیجنے سے مراد رحمت کا نازل کرنا اور فرشتوں اور مومنوں کے درود سے مراد ان کا ہر گاہ و ہر بہت میں تضرع و دعا کرنا ہے کہ وہ اپنے حبیب پاک (ﷺ) پر رحمت و برکت نازل فرمائے۔

مومنوں کی طرف سے درود بھیجنے میں رسول اللہ (ﷺ) کی تعظیم ہے اور بھیجنے والوں کا بھی فائدہ ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے۔ مسلمانوں اور رسول اللہ (ﷺ) کی اس شان محبوبیت اور عظمت جاہ کو دیکھئے کہ امت کا ایک بندہ حقیر ذلیل حبیب خدا (ﷺ) پر درود بھیجتا ہے تو

اللہ تعالیٰ اس کو درود بھیجتا ہے۔ اور ایک کے مقابلہ میں دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان شرف صرف اسی امت کو عطا ہوا ہے کیونکہ اس امت کے سوا کسی اور امت کو اپنے پیغمبر پر درود و سلام بھیجنے کا حکم نہیں دیا گیا۔

درود شریف کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ درود شریف اجابت دعا کا ذریعہ ہے

کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا توسل بالنبی (ﷺ) ہے۔ دلائل الخیرات شریف میں ہے کہ حضرت ابو

ہریرہ عبد الرحمن بن عقیلہ و دہلانی (متوفی ۲۱۵ھ) نے فرمایا کہ جب تم خدا تعالیٰ سے کچھ مانگو تو دعا

پہلے اور پیچھے درود شریف پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ دونوں طرف کے درود شریف کو اپنے

کرم سے قبول کر ہی لیتا ہے۔ اور یہ اس کے کرم سے بعید ہے کہ درمیان کی چیز کو رد کر دے۔

اسی شرح دلائل الخیرات میں لکھتے ہیں کہ بعض کے نزدیک امام دہلانی کے قول مذکور کا تخریج

یہ ہے۔ اور ہر ایک عمل مقبول ہوتا ہے یا مردود سوائے درود شریف کے کہ وہ مقبول ہی ہوتا ہے

مردود نہیں ہوتا۔ امام ہاجی نے بروایت ابن عباس نقل کیا ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ کی شان سے یہ

دعا کہ وہ بعض کو قبول کرے اور بعض کو رد کرے۔ شیخ ابو طالب مکی نے یہ حدیث نقل کی ہے

کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگو تو پہلے درود شریف پڑھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان سے بعید ہے کہ

اس سے دو حاجتیں مانگی جائیں۔ جن میں سے ایک کو پورا کر دے اور دوسری کو رد کر دے۔ اس

روایت کو امام غزالی نے احیاء العلوم میں نقل کیا ہے۔ امام عراقی نے کہا کہ میں نے اس روایت کو

مرفوع نہیں پایا۔ وہ ابو الدرداء پر موقوف ہے۔ شفاء شریف میں ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ درود

شریف کے درمیان کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ ابو محمد جبر نے اس روایت کو کتاب شرف المصطفیٰ سے

منسوب کیا ہے۔ کذا فی مطالع المسرات۔

علامہ شامی نے سلف کے قول (کہ درود شریف کبھی رد نہیں ہوتا) کی تہویل و توضیح

یوں کی ہے کہ درود شریف اللہ صلی علیہ وسلم دعا ہے اور دعا کبھی مقبول ہوتی ہے اور کبھی مردود۔

مگر درود شریف عموم دعا سے مستثنیٰ ہے کیونکہ نص قرآنی سے جنت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول پر

درود بھیجتا رہتا ہے۔ اس نے اپنے مومن بندوں پر احسان کیا ہے کہ ان کو بھی درود بھیجنے کا حکم دیا ہے

تاکہ ان کو زیادہ فضل و شرف حاصل ہو جائے۔ ورنہ رسول اللہ (ﷺ) کو تو اپنے پروردگار کا درود ہی

کافی ہے۔ پس مومن کا اپنے رب سے طلب درود کرنا قطعاً مقبول ہے کیونکہ خدا تعالیٰ خود مجھ سے

رہا ہے کہ میں اپنے رسول پر درود بھیجتا رہتا ہوں۔ باقی تمام دعائیں اور عبادتیں اس کے بعد ہی ہوں گی۔
لہذا درود شریف کے مقبول ہونے کی سند نص قرآنی ہے۔ رہا اس پر ثواب کا مسئلہ تو عموماً
عموماً سے مشروط ہے۔ اور وہ عموماً یہ ہیں۔ قلب غافل سے پڑھنا۔ ریاضۃ کے ساتھ
کسی حرام چیز پر استعمال کرنا وغیرہ۔ کذافی رد المحتار۔

آنحضرت ﷺ کے روضہ شریف کی زیارت بالاجماع سنت اور فضیلت معصومہ
اس بارے میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔ جن میں سے چند وقایع الوقایع سے یہاں غرض کی پہلی حدیث
1- مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي۔

(ترجمہ) جس نے میری قبر کی زیارت کی۔ اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہوگی۔

(دارقطنی)

2- مَنْ زَارَ قَبْرِي حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي۔

(ترجمہ) جس نے میری قبر کی زیارت کی۔ اس کے واسطے میری شفاعت ثابت ہوگی۔

(دارقطنی)

3- مَنْ جَافَقَنِي زَائِرًا لَا فَخْمِلُهُ حَاجَةً إِلَّا زَيَّارَتِي كَانَ حَقًّا عَلَيَّ أَنْ أَكُونَنَّ لَهُ شَافِعًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔

(ترجمہ) جو میری زیارت کو اس طرح آیا کہ میری زیارت کے سوا کوئی اور چیز اس کو نہ لالی ہو
پر حق ہے کہ قیامت کے دن میں اس کا شفیع ہوں گا۔ (کبیر و اوسط طبرانی۔ لمالی و دارقطنی وغیرہ)

4- مَنْ حَجَّ لِقَارِ قَبْرِي بَعْدَ وَقَاتِي كَانَ كَمَنْ زَارَنِي فِي حَيَاتِي۔

(ترجمہ) جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی۔ وہ مثل اس کے ہے
جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ (دارقطنی و طبرانی وغیرہ)

5- مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي۔

(ترجمہ) جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ستم کیا۔

(کامل ابن عساکر)

6- مَنْ زَارَنِي إِلَى الْمَدِينَةِ كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا وَشَافِعًا۔

(ترجمہ) جس نے مدینہ آکر میری زیارت کی۔ میں اس کے لئے گواہ اور شفیع ہوں گا۔

(سنن دارقطنی)۔

7- مَنْ زَارَ قَبْرِي أَوْ مِنْ زَارَنِي كُنْتُ لَهُ شَافِعًا أَوْ شَهِيدًا وَمَنْ مَاتَ فِي أَحَدِ
الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْأَمِينِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔

(ترجمہ) جس نے میری قبر کی زیارت کی (یا فرمایا) جس نے میری زیارت کی۔ میں اس کے لئے
گواہ ہوں گا۔ اور جو شخص حرمین میں سے ایک میں مر گیا۔ اللہ عزوجل اس کو قیامت کے دن
الامینوں میں اٹھائے گا۔ (ابوداؤد و طبرانی)

8- مَنْ زَارَنِي مُتَعَمِّدًا كَانَ فِي جَوَارِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔

(ترجمہ) جس نے بالقصہ میری زیارت کی۔ وہ قیامت کے دن میری پناہ میں ہوگا۔

(ابو جعفر عقیلی)

9- مَنْ زَارَنِي بَعْدَ عَمَامَتِي فَكَانَ مَا زَارَنِي فِي حَيَاتِي وَمَنْ مَاتَ بِأَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بَعَثَ
مِنْ الْأَمِينِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔

(ترجمہ) جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی۔ اس نے گویا میری زندگی میں میری
زیارت کی۔ اور جو حرمین شریفین میں سے ایک میں مر گیا وہ قیامت کے دن امن والوں کے زمرہ میں
لکھائے گا۔ (دارقطنی وغیرہ)

10- مَنْ حَجَّ إِلَى مَكَّةَ ثُمَّ قَصَدَنِي فِي مَسْجِدِي كَتَبَ إِلَيَّ حِجَّتَانِ مَبْرُورَتَانِ۔

(ترجمہ) جس نے مکہ میں حج کیا۔ پھر میری مسجد میں میری زیارت کی۔ اس کے لئے دو مقبول حج
لکھے گئے۔ (مسند فردوس)

احادیث مذکورہ بالا کے علاوہ کتب اللہ سے بھی یہی ثبات ہوتا ہے چنانچہ اللہ عزوجل
فرماتا ہے۔

وَكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ وَاسْتَغْفِرُوا لَهُمْ يَوْمَ تُرْفَعُ الرُّسُلُ
لِأَجْلِ اللَّهِ قَوْمًا رَحِيمًا۔ (نساء-۹)

(ترجمہ) اور اگر یہ لوگ جس وقت کہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تیرے پاس آتے اور خدا سے
عفو مانگتے تو وہ خدا کو معاف کرنے والا مہربان پاتے۔

اس آیت میں آنحضرت ﷺ کی خدمت شریف میں حاضر ہو کر توبہ کرنے کی ترغیب

دی گئی ہے۔ مگر قبولِ توبہ کے لئے ایک تیسرے امر گناہ گارانِ امت کے لئے ضروری ہے۔ یہی ضرورت بیان ہوئی ہے۔ آنحضرت ﷺ کا تمام مومنوں کے لئے طلبِ مغفرت یہی ہے کہ حضور کو حکم اُٹھی یوں ہے۔

وَأَسْتَغْفِرُ لَذَنبِكَ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۖ

(ترجمہ) گناہ کے لئے اور مومنوں اور مومنات کے لئے بخشش مانگ۔

ظاہر بالبداہت ہے کہ حضور نے اس حکم کی تعمیل کی۔ پس اگر باقی دو امر (۱) و (۲) بطریق توسل حاضر خدمت ہونا اور مطلب مغفرت کرنا (۳) پائے جائیں تو وہ مجبوری میں آگیا۔ جو موجب قبول توبہ و رحمت الہی ہے۔

آیت ذیہرث میں استغفرلہم کا عطف جاؤ کہ پر ہے اس لئے اس کا متکلف نہیں ہے۔
استغفر رسول استغفر عاصیان کے بعد ہو۔ علاوہ ازیں ہم تسلیم نہیں کرتے کہ حضور صلی اللہ علیہ
والسلام وفات شریف کے بعد گذار ان امت کے لئے طلب مغفرت نہیں فرماتے۔ کہ ان کے لئے
(بعد تمام انبیاء کرام علیہم السلام) کونسا وقت شریف کے بعد زندہ ہیں اور عاصیان
کے لئے طلب مغفرت فرماتے ہیں۔ چنانچہ بڑا رہنے صحیح راویوں کے ساتھ حضرت عیسیٰ
مسیح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-

حياتي خير لكم تحدثون واحداث لكم و وفاتي خير لكم تعرفون علي
اعمالكم فصاريت من خير حمدت الله عليه وما رأيت من شر احدكم
الله لكم -

(ترجمہ) میری زندگی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ تم مجھ سے (حلال و حرام) پاچھتے ہو۔ تم تمہیں (بددلیہ وحی) احکام سناتا ہوں۔ اور میری وفات بھی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ تمہارے اعمال میرے سامنے پیش ہوا کریں گے۔ میں اچھے عملوں کو دیکھ کر اللہ کا شکر کروں گا اور برا عملوں کو دیکھ کر تمہارے واسطے مغفرت کی دعا کیا کروں گا۔

پس آنحضرت ﷺ نے حیات شریف تک میں عاصیان امت کو بخیرات و سعادت دی کہ ان کے وفات شریف کے بعد بھی ان کے لئے استغفار کیا کہ ان کو مل جائے حضور کے کمال رحمت سے معلوم ہے کہ جو شخص اپنے رب سے طلب مغفرت کرتا ہوا حضور کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوتا ہے آپ اس

مستغفر فرماتے ہیں۔ اسی واسطے علمائے کرام نے تصریح فرمادی ہے کہ حضور کا یہ مرتبہ اہل شریف سے منقطع نہیں ہوا۔

جو شخص یہ کہتا ہے کہ اس آیت کا حکم آنحضرت ﷺ کی حالت حیات شریف کے لئے مخصوص ہے وہ غلطی پر ہے کیونکہ یہ اصولی قاعدہ ہے کہ عموم الفاظ کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ خصوص کا۔ صحابہ کرام اور تابعین عموم الفاظ قرآنی سے جمت پکڑتے رہے۔ باوجودیکہ وہ آیتیں انھوں پر نازل ہوئیں (اتقان للسیوطی) اسی طرح آیت زیر بحث اگرچہ ایک خاص قوم کے حالات حیات رسول اللہ ﷺ میں نازل ہوئی۔ لیکن جمال یہ وصف (عاصیان امت کا حضور) اس کی بارگاہ میں گناہوں کی معافی کیلئے حاضر ہونا پایا جائے گا عموم حالت کے موافق اس کا عام اور ہر دو حالت حیات و بعد الوفا کو شامل ہوگا۔ چنانچہ علمائے کرام نے عموم سے ہر دو قسم کی ہیں اور جو شخص قبر شریف پر حاضر ہو اس کے واسطے مستحب خیال کیا ہے کہ وہ اس کو پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے۔ امام عینی (امام شافعی کے استار) کی حکایت اس میں مشہور ہے۔ اور مذاہب اربعہ کے علماء نے اسے اپنے مناسک میں نقل کیا ہے اور اسے کبھی کر آداب زیارت میں شامل کیا ہے۔ (۵۲) ہم اس حکایت کو انشاء اللہ تعالیٰ بحسب توسل لایں گے۔

صحابہ کرام کے زمانہ میں آج تک اہل اسلام حضور اقدس ﷺ کے روضہ شریف کی زیارت اور حضور سے توسل و استفادہ کرتے رہے ہیں۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس سے صلح کی تو کعب احبار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔ عمر فاروق اعظم ان سے خوش ہوئے اور فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ میرے ساتھ مدینہ منورہ آؤ؟ حضرت ﷺ کی قبر شریف کی زیارت سے فائدہ اٹھاؤ۔ حضرت کعب احبار نے جواب دیا: (ذوقانی علی المواب)

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن موسیٰ بن نعمان اپنی کتاب مصباح الطالب میں لکھتے ہیں کہ حافظ ابو معانی نے بروایت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے شریف کے تین دن بعد ایک اعرابی ہمارے پاس آیا۔ اس نے اپنے آپ کو قبر شریف پر گرا دیا۔ شریف کی کچھ مٹی اپنے سر پر ڈالی اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے جو کچھ فرمایا وہ ہم

نے سید اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن نازل کیا جس میں ارشاد فرمایا۔ **وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ لَعَتُوا فِي آلِهِمْ**۔
 - الایہ میں نے ظلم کیا۔ میں آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ آپ میرے حق میں طلب فرمائیں۔ قبر شریف سے آواز آئی کہ تجھے شل دیا گیا۔ (۵۳)

مسند امام ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بروایت امام منقول ہے کہ حضرت ابو نعیمہ نے فرمایا کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف کے نزدیک پہنچے تو اپنی ہاتھ لگا کر کہنے لگا کہ اے رسول اللہ! میں نے حضور اقدس ﷺ کے چہرہ مبارک کی طرف کر لیا۔ اور روئے (۵۴) تو اس کی طرف سے عترت مذکور ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ذیل میں چند آداب زیارت بیان کئے جاتے ہیں۔ زائرین کو چاہیے کہ ان کو نماز پڑھ کر اور ۱۔ زائرین کو مناسب ہے کہ زیارت روضہ شریف کے ساتھ مسجد نبوی کی زیارت اس میں نماز پڑھنے کی بھی نیت کریں۔ اگر مجرد زیارت کی نیت کریں تو بولی ہے۔ دوسرا یہ کہ موقع ملے تو ہر دو کی نیت کریں۔

2۔ مدینہ منورہ کے راستے میں درود سلام کی کثرت رکھیں۔
 3۔ راستے میں مساجد اور آثار شریفہ جو رسول اللہ ﷺ سے منسوب ہیں ان کی زیارت کریں اور ان میں نماز پڑھیں۔

4۔ جب مدینہ منورہ کے مکانات نظر آنے لگیں تو پاس ادب پیدل ہو جائیں اور سلام بھیجیں اور شہر میں داخل ہونے سے پہلے یا داخل ہو کر غسل کریں اور تبدیلیں لہاں کر کے خوشبو لگائیں۔

5۔ پہلے مسجد نبوی میں داخل ہو کر دو رکعت تحیۃ المسجد پھر دو گانہ شکر لہاں کر کے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے دروازے پر پہنچا دیا۔

6۔ دو گانہ شکر کے بعد روضہ شریف پر حاضر ہوں۔ زیارت کے وقت اپنی ہاتھ لگا کر طرف اور منہ حضور کے چہرہ مبارک کی طرف کریں اور جہاں مبارک کے قریب کھڑے ہو جائیں بیت ادب و خشوع سے سلام عرض کریں۔ اور اگر کسی دوست وغیرہ نے حضرت نبوی میں بھیجا ہو تو اس کی طرف سے سلام پہنچائیں۔

7۔ حضور اقدس ﷺ کے سلام سے فارغ ہو کر ایک ہاتھ اپنی دائیں طرف کو

سید بن اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کریں۔ پھر ایک ہاتھ اور دائیں ہاتھ کوٹ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کریں۔

8۔ بعد ازاں اپنی پہلی جگہ پر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر سلام عرض کریں۔ پھر گناہوں سے توبہ کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے دعا

9۔ ایام قیام مدینہ منورہ میں نماز فرض ہو یا نفل مسجد نبوی میں پڑھا کریں۔
 10۔ مسجد قبا میں جا کر نماز پڑھیں اور آنحضرت ﷺ کے آثار شریفہ و دیگر مزارات کی زیارت کریں۔

حدیث لا تشد الرحال کی بحث

بعض لوگ انبیائے کرام اور اولیاء و شہداء عظام کے مشاہد و مقار کی طرف سفر کرنے کو قرار دیتے ہیں اور حدیث لا تشد الرحال کو بطلور دلیل پیش کرتے ہیں۔ وہابیہ کے مورث ان تفسیر نے تو کھلے الفاظ میں فتویٰ دے دیا کہ حضور سید المرسلین ﷺ کے روضہ شریف کی زیارت کے قصد سے سفر کرنا سفر معصیت ہے جس میں نماز قصر نہ کرنی چاہیے۔ ہمارے زائرین کے علاوہ فرشتے بھی جو ہر روز صبح و شام آسمان سے اتر کر روضہ شریف پر حاضر ہوتے اور درود شریف پڑھتے ہیں اسی معصیت میں مبتلا ہیں۔ یہ حضور رسول اکرم ﷺ کی جناب میں کمال درجے کی گستاخی ہے۔

ان تفسیر کے اس فتویٰ سے شام و مصر میں بڑا فتنہ برپا ہوا۔ شامیوں نے ان تفسیر کے خلاف میں استفتاء کیا۔ علامہ برہان الدین کالج فراری نے قریباً چالیس سطر کا مضمون لکھ کر اسے کافر قرار دیا۔ علامہ شلب بن جہل نے اس سے اتفاق کیا۔ مصر میں یہی فتویٰ مذاہب اربعہ کے چاروں قضاة نے رد کیا گیا۔ بدر بن جماعہ شافعی نے لکھ دیا کہ مفتی یعنی ان تفسیر کو ایسے فتاویٰ باطلہ سے بڑھ کر تو بیخبر کیا جائے اگر باز نہ آئے تو قید کیا جائے۔ محمد بن الجبریری انصاری حنفی نے لکھا کہ اسی وقت بلا کسی شرط کے قید کیا جائے محمد بن ابی بکر مالکی نے کہا کہ اسے اس قسم کی زجر و توبیخ کی جائے کہ ایسے مفاسد نہ بار آجائے۔ احمد بن عمر مقدسی حنبلی نے بھی ایسا ہی لکھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان تفسیر شعبان ۱۲۶ھ میں دمشق میں قلعہ میں قید کیا گیا اور قیدی میں ۲۰ ذیقعدۃ الحرام ۱۲۸ھ کو اس دنیا سے رخصت ہوا۔ (۵۵)

حدیث زیر بحث صحیح بخاری کے باب فصل الصلوة فی مسجد مکة والمدینہ
بروایت ابو ہریرہ وورد ہے۔ جس میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

لا تشد الرحال الا الى ثلثة مساجد المسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ
(ترجمہ) کجاوے نہ باندھے جائیں مگر تین مسجدوں یعنی مسجد حرام و مسجد رسول و مسجد اقصیٰ
طرف۔

اور باب مسجد بیت المقدس میں بروایت ابو خدری بدیں الفاظ مذکور ہے۔
اسی طرح امام مسلم نے حدیث ابو ہریرہ کو باب فضل المساجد ثلاثہ میں اور
سعید خدری کو باب سفر المرأة مع محرم الی الحج وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔ حدیث ابو سعید خدری
شریف میں باب المساجد ومواضع الصلوة میں مذکور ہے۔

مختلف ابواب پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث زیر بحث میں یہ لفظ
مساجد کے مساجد ثلاثہ میں نماز کی فضیلت کا بیان ہے کیونکہ یہ تینوں مساجد ان فضائل سے
ہیں جو دوسری مسجدوں میں نہیں پائے جاتے۔ لہذا اس حدیث کو مشاہدہ و مقابہ سے کوئی
نہیں اس مدعا کے اثبات کے لئے ہم وجوہ ذیل پیش کرتے ہیں۔

وجہ اول۔ حدیث زیر بحث میں استثناء مفرغ ہے۔ پس اس کے لئے اپنے عام
کی تقدیر کی ضرورت ہے جو مستثنیٰ اور غیر کو شامل ہو اور مستثنیٰ سے مناسبت قریبہ رکھتا ہو۔
نوع فرد سے اور جنس نوع سے۔ اسی واسطے ما جہانی الا زید میں شی یا جسم یا حیوان کو مقدر
کرتے بلکہ زجل یا احد کو مقدر کرتے ہیں اور ما کسوتہ الاجتہ میں کسوت کو اور
الا فی المسجد میں فی مکان یا فی موضع کو مقدر کیا جاتا ہے۔ (مطول و حواشی) پس مستثنیٰ
حدیث میں مستثنیٰ منہ ایسا ہونا چاہیے۔ جو مساجد ثلاثہ اور دیگر مساجد کو شامل اور مساجد کے
نسبت قریبہ رکھتا ہو۔ اور وہ سوائے لفظ مسجد کے اور کوئی نہیں۔

وجہ دوم۔ حدیث زیر بحث کی ترجمہ باب بخاری سے مطابقت اور اسی باب کی دوسری
حدیث سے مناسبت ہے۔ یہ مناسبت و مطابقت صاف بتا رہی ہے کہ مستثنیٰ منہ مسجد ہے۔ کہ اگر
بخاری علیہ الرحمۃ نے یہ باب مکہ و مدینہ میں نماز کی فضیلت کے بارے میں باندھا ہے۔ اس باب کی
پہلی حدیث (لا تشد الرحال) میں مقصود مساجد ثلاثہ میں نماز کی فضیلت بہ نسبت دیگر مساجد
ہے تاکہ ترجمہ باب کے مطابق ہو۔ یہ نہ کہا جائے کہ پہلی حدیث میں لفظ صلوة نہیں ہے کہ
مساجد ثلاثہ کی طرف رحلت سے مراد ان میں نماز کا قصد ہے۔ اسی باب کی دوسری حدیث میں

حدیث ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صلوة فی مسجدی هذا خیر من
فی صلوة فی ماسوا الا المسجد الحرام۔ (میری اس مسجد میں نماز بہتر ہے ہزار نمازوں
کی دوسری مسجدوں میں سوائے مسجد حرام کے) ترجمہ باب کے مطابق ہے اور پہلی حدیث کے
میں کو ظاہر کرتی ہے اور نص ہے۔ اس امر پر کہ اوائے نماز پر تضاعف ثواب میں مساجد ثلاثہ کو
تمام مساجد پر فضیلت ہے کیونکہ الا المسجد الحرام کا مستثنیٰ منہ مساجد ہے جو بعض روایات میں
مساجد ثلاثہ کو ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے۔ عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرہ قال قال
رسول اللہ ﷺ صلوة فی مسجدی هذا خیر من الف صلوة فی غیرہ من المساجد
الا المسجد الحرام اور مسلم ہی حدیث میمونہ میں ہے۔ سمعت رسول اللہ ﷺ
يقول صلوة فی افضل من الف صلوة فیما سواہ من المساجد الا مسجد الکعبہ۔ پس
ظاہر ہوا کہ حدیث لا تشد الرحال میں مستثنیٰ منہ مسجد ہے لہذا مساجد ثلاثہ کے سوا نیا کی کسی مسجد کی
نہ نسبت نماز سفر کا ممنوع ہے اور جو کسی اور ضرورت کے لئے ہودہ ممنوع نہیں۔
وجہ سوم۔ حدیث زیر بحث کے بعض طرق پر مراد مقصود کی تفسیر صحیح اور مستثنیٰ منہ کا ذکر
ہو اور وہ مستند امام احمد میں یوں مذکور ہے۔

هاشم حدثني عبد الحميد بن حدثني شهر سمعت ابا سعيد الخدري وذكر
عنده صلوة في الطور فقال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ينبغي
للمطى ان تشدد حاله الى مسجد ينبغي فيه الصلوة غير المسجد الحرام
والمسجد الاقصي و مسجدى هذا قسطلاني و عمدة القاري

(ترجمہ) (ظرف اسناد) شہر (عن حوشب) کا بیان ہے کہ میں نے سنا ابوسعید خدری کو اور ان کے
ان خاص طور پر نماز کا ذکر آیا۔ پس کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے شتران سواری کے کجاوے کسی
مسجد کی طرف بقصد نماز نہ باندھے جانے چاہئیں۔ سوائے مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور میری اس
مسجد کے۔ ابھی پس حدیث زیر بحث کی تفسیر حدیث ہی سے ہو گئی اور یہ بہترین تفسیر ہے۔

وجہ چہارم۔ حدیث زیر بحث کی شرح میں جمہور محدثین و شراح اور اکابر فقہائے حنفیہ و
شافعیہ کے اقوال ہیں جو ہمارے مدعا کے موید ہیں۔ نظریہ اختصار ہم ان کو یہاں نقل نہیں کرتے
بلکہ شوق ہودہ فتح الباری۔ عمدۃ القاری۔ ارشاد الساری۔ نووی علی السلم۔ احیاء العلوم للقرطبی اور
جذب القلوب للشیخ عبد الحق الدبوی وغیرہ میں دیکھ لے۔

خلاصہ مضمون یہ ہے کہ حدیث لا تشد الرحال مساجد کے بارے میں ہے۔ اس کی رو سے
مساجد ثلاثہ کی طرف بدیں غرض سفر کرنا کہ ان میں نماز ادا کرنے سے تضاعف ثواب حاصل ہو

جائز ہے۔ دنیا کی کسی اور مسجد کی طرف اس غرض کے لئے سفر کرنا نہ چاہیے۔ کیونکہ وہاں ہر قسم کی قسویٰ ہیں۔ کسی کو کسی پر باہتہار کثرت ثواب فضیلت نہیں۔ ہاں کسی اور مطلب کے لئے کسی مسجد کی طرف بھی سفر کرنا جائز ہے۔ مثلاً کسی مسجد میں کوئی نورگ رہتے ہیں۔ ان کی زیارت سے استفادہ کے لئے اس مسجد کی طرف سفر کرنا جائز ہے۔ اسی طرح کسی مسجد کے مشائخ کی زیارت کے لئے سفر کرنا بھی ممنوع نہیں۔ مقابر و مشاہد انبیاء کرام و اولیائے عظام کی زیارت کے لئے سفر کرنا حدیث زیر بحث کی نئی کے تحت میں داخل نہیں بلکہ جائز و مشروع و مستحب اور موجب و برکت ہے۔ جب حوائج دنیا کے لئے سفر کرنا بالائتقان جائز ہے تو حوائج آخرت بالخصوص اس سے جو اکد ہے یعنی حضور سید الاولین والاخرین امام المرسلین خاتم النبیین سیدنا و مولانا محمد احمد مجتبیٰ علیہ السلام کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے سفر کرنا بطریق اولیٰ جائز و مستحسن ہے۔ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک سے اس وقت تک مسلمانوں کا اسی پر عمل رہا ہے۔ انکار حرمان و شقلا کی علامت ہے۔

خاتمہ در بحث استغاثہ و توسل

آنحضرت ﷺ کے وسیلہ سے بارگاہ الہی میں دعا کرنا مستحسن ہے۔ اس کو توسل و استغاثہ و تشفع و توجہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بعض وقت توسل بالنبی ﷺ یوں ہو کہ آپ سے کوئی چیز طلب کی جائے بدیں معنی کہ آپ اس میں تسبب پر قادر ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق یا شفاعت فرمائیں۔ اس کا مطلب بھی حضور سے طلب دعا ہے۔ حضور علیہ السلام سے توسل و استغاثہ فعل انبیاء و مرسلین علی نبیہا و علیہم الصلوٰۃ والسلام اور سیرت سلف صالحین ہے اور یہ توسل حضور اقدس ﷺ کی ولادت شریف سے پہلے و ولادت شریف کے بعد عالم برزخ میں اور عرصات قیامت میں جہت ہے۔ جس کی توضیح ذیل میں کی جا رہی ہے۔

۱۔ ولادت شریف سے پہلے توسل

جب حضرت آدم علی نبیہا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لغزش سرزد ہوئی تو انہوں نے اپنے کارپوں دعا کی۔

یا رب امثلک بحق محمد لما غفرت لی۔

(ترجمہ) اے میرے پروردگار! میں تجھ سے حق محمد سوال کرتا ہوں کہ میری خطا معاف کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم! تو نے محمد کو کس طرح پہچانا۔ حالانکہ میں نے ان کو نہیں کیا۔ حضرت آدم نے عرض کیا۔ اے میرے پروردگار! جب تو نے مجھ کو لپٹے ہاتھ پیدا کیا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے سر اٹھا اور عرش کے پایوں پر لکھا ہوا دیکھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پس میں جان گیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کو ذکر کیا ہے جو میرے نزدیک محبوب ترین خلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے آدم! تو نے سچ کہا۔ وہ میرے ایک احب الخلق ہیں چونکہ تم نے ان کے وسیلہ سے دعا مانگی ہے۔ میں نے تم کو معاف کر دیا۔ اگر تم ہوتے۔ میں تم کو پیدائش نہ کرتا۔ (حاکم و طبرانی)

آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے یہود اپنے دشمنوں پر فتح پانے کے لئے دعا میں حضور علیہ السلام کا وسیلہ پکڑا کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم میں وارد ہے۔

وَكَانُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ يَبْلُغَ رُوحَهُمْ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُ (ہر و ع ۱۱)

(ترجمہ) اور وہ اس سے پہلے کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے۔

حافظ ابو نعیم نے دلائل میں عطاء و ضحاک کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے یہود بنی قریظہ و نصیر کافروں پر فتح کی دعا مانگا کرتے تھے۔ اور دعا میں یوں کہا کرتے تھے۔

اللهم انا نستنصرک بحق النبی الامی ان تنصرنا علیہم۔

(ترجمہ) خدایا! ہم تجھ سے حق نبی امی دعا مانگتے ہیں کہ تو ہم کو ان پر فتح دے۔

اور فتح پایا کرتے تھے۔ (تفسیر در منشور للسیوطی)

۲۔ حیات شریف میں توسل

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آنحضرت ﷺ کی حیات شریف میں دیگر حاجات کی طرح آپ سے طلب دعا طلب شفاعت بروز قیامت یا طلب دعا مغفرت بھی کیا کرتے تھے۔ صرف یہ مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ اگر زیادہ مطلوب ہوں تو شفاء السقام کا مطالعہ کیجئے:-

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یشفع لی یوم القیمة فقال انا فاعل فقلت یا رسول اللہ ابن اطلبک قال اطلبنی اول ما تطلبنی علی الصراط قلت فان لم القک علی الصراط قال فاطلبنی عند المعیزان قلت فان لم القک عند المعیزان قال فاطلبنی عند الحوض فانی لا اخطی ہذا

(مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی باب الحوض والشلال)

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ آپ قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیجئے فرمایا جیسے فرمایا میں کروں گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو کہاں ڈھونڈوں فرمایا پہلے مجھے صراط پر ڈھونڈنا۔ میں نے عرض کیا۔ اگر میں آپ کو وہاں نہ پاؤں فرمایا کہ پھر میزان کے پاس ڈھونڈنا۔ میں نے عرض کیا اگر میزان کے پاس آپ کو نہ پاؤں۔ فرمایا تو پھر حوض کے پاس مجھے ڈھونڈنا کیونکہ میں ان تین جگہوں کو نہ چھوڑوں گا۔

2- حضرت سواد بن قارب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایمان لاتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

وکن لی شفیعاً یوم لا ذو شفاعة بمعنی فیئلا عن سواد بن قارب۔

(ترجمہ) اور آپ میرے شفیع بنیں جس دن سواد بن قارب کو کوئی شفاعت کرنے والا نہ ہو گا۔

3- حضرت عبدالرحمن بن عوف حسب عادت تجارت کے لئے یمن گئے ہوئے تھے۔ آپ کی غیر حاضری میں نبی ﷺ بیعت ہوئے۔ عسکلان بن عواکن جیری نے سن کر اپنے اہل و عیال کو اطلاع دے دی۔ وہ اشعار میں کیا۔ وہ اشعار حضرت عبدالرحمن کی وساطت سے خدمت اقدس میں ارسال ہوئے۔ ان میں سے دو شعر یہ ہیں۔

اشهد باللہ رب موسیٰ انک ارسلت بالبطاح فکن شفیعاً الی ملک یدعوا
البرایا الی الصلاح۔

(ترجمہ) میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں جو موسیٰ کا رب ہے کہ آپ وادی مکہ میں رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ پس آپ میرے شفیع بنیں۔ اس بادشاہ کی طرف جو خلافت کو نیکی کی طرف بلاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ اشعار سن کر فرمایا۔

اما ان اخا حمیر من خواص المؤمنین و رب مومن ہی ولم یونی و مصدق
بی وما شہدنی اولئک اخوانی حقاً۔

(ترجمہ) آگاہ رہو۔ بے شک حمیری بھائی خواص مؤمنین سے ہیں اور بعض مجھ پر ایمان لائے والے ہیں حالانکہ انہوں نے مجھے نہیں دیکھا۔ اور میری تصدیق کرنے والے حالانکہ وہ میرے پاس حاضر نہیں ہوئے۔ وہ حقیقت میں میرے بھائی ہیں۔

4- حضرت بلال بن عصبہ طائی خطای عمان کی ایک بیسنی میں ایک مسک کی خدمت میں گئے کہتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی بعثت کی خبر سن کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور احکام

آپ نے بارگاہ رسالت میں اپنی بے اعتدالیوں کا ذکر کیا اور طالب دعا ہوئے چنانچہ حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے وہ روز اکمل مبدل باحکام ہو گئے۔ اس بارے میں آپ نے یہ اشعار فرمائے۔

ایک رسول اللہ حششت مطبئی

تجرب الفیافی من عمان الی العرج

لنشفع لی یا خیر من وطی الحصا

فیغفر لی ذنبی وارجع بالفلح

الی معشر جانب فی اللہ دینہم

فلا رانیہم رانی ولا شرجمہم شرجمی

(اصابہ خوار بطرائق و تہذیب وغیرہ۔ نیز استیعاب ابن عبدالبر)

(ترجمہ) یا رسول اللہ! میں نے اپنی اونٹنی آپ کی طرف دوڑائی جو عمان سے عرج تک پہنچانوں کو لے کر تھی تھی تاکہ آپ میری شفاعت فرمائیں۔ اے بہترین ان میں کے جنہوں نے سنگریزوں کو ہال کیا پس میرا رب میرے گناہ بخش دے اور میں کامیاب ہو کر اس گروہ کی طرف جاؤں جن کے رب سے میں اللہ کے واسطے کنارہ کش ہو گیا۔ پس ان کی رائے میری رائے نہیں اور نہ ان کا طریق میرا طریق ہے۔

5- حضرت عثمان بن حلیف صحابی کامیان ہے کہ ایک بڑا غریب غنیمت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے عافیت بخشے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر تو چاہے میں دعا کر دیتا ہوں اور اگر تو چاہے تو صبر کر۔ صبر تیرے واسطے اچھا ہے اس نے عرض کیا کہ خدا سے دعا فرمائیے۔ آپ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر کے یوں دعا کرنا۔

اللہم انی امسئک واتوجہ الیک بنیک مُحَمَّدٌ نَبِیُّ الرَّحْمَۃِ یا مُحَمَّدُ انی توجہتُ بک الی ربی فی حاجتی ہذیہ النقصی لی اللہم شفیعہ فی۔

(ترجمہ) یا اللہ! میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی محمد کا وسیلہ پیش کرتا ہوں۔ یا محمد! میں نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آپ کا وسیلہ پیش کیا ہے۔ اپنی اس ضرورت میں تاکہ وہ پوری ہو یا اللہ! تو میرے حق میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔

اس حدیث کو ترمذی و نسائی نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا ہذا حدیث حسن صحیح غریب۔ امام تہذیب و طبرانی نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ مگر امام بیہقی نے اتنا اور کہا ہے کہ اس بڑے پناہ نے ایسا ہی کیا اور پناہ ہو گیا۔ (۵۶)

6۔ حضرت ربيع بن كعب السلمي کا بیان ہے کہ میں رات کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ آپ کے وضو کے لئے پانی لادیا کرتا تھا۔ اور دیگر خدمت (ہامہ و سہامہ) شائہ وغیرہ) بھی چاہا کرتا تھا۔ ایک روز آپ نے مجھ سے فرمایا۔ سل (مانگ) میں نے عرض کیا۔ اسلک موافقتك في الجنة۔ (ترجمہ) میں آپ سے بہشت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ یہ مرتبہ بہت بڑا ہے۔ کچھ اور مانگ۔ حضرت ربيع نے عرض کیا کہ میرا مقصود تو یہی ہے۔ جو عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ (اس مقصد کے حصول میں) تو میری دعا کر۔ بدیں طور کہ نماز بہت پڑھا کر اور سجدوں میں دعا کیا کر۔ (مشکوٰۃ چوالہ مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ) البجود و فضلہ) مطلب یہ کہ میں کوشش کروں گا۔ تو بھی کچھ کیا کر اشعۃ اللمعات میں اس حدیث کے تحت میں ہے۔ واز اطلاق سوال کر فرمود سل (خواہ) و تخصیص نہ کرو۔ مطلوبہ خاص۔ مطلق سے شہد کہ کارہمہ بدست ہمت و کرامت اوست ﷺ ہرچہ خواہد ہر کر خواہد باذن پروردگار۔ بدہ۔

۳۔ وفات شریف کے بعد تو سل

وفات شریف کے بعد بھی آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مصائب و محاسن میں حاجات میں آپ کو پکارا کرتے اور آپ سے استغاثہ کیا کرتے تھے۔ دیکھو امثلہ ذیل۔
1۔ صاحب مواہب لدنیہ حوالہ ابن منیر لکھتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال شریف ہوا تو اس صدمہ سے آپ کے اصحاب کرام کا عجب حال ہو رہا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے حاضر ہوئے اور حضور اقدس ﷺ کے چہرہ مبارک سے بوسہ لے کر یوں عرض کرنے لگے۔

ولو ان موتك كان اختيار الجحيم الموتك بالنفوس۔ اذکونا یا محمد

ربك ولنكن من بالک

(ترجمہ) اگر آپ کی موت میں ہمیں اختیار دیا جاتا تو ہم آپ کی موت کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیتے۔ یا محمد اپنے پروردگار کے پاس ہمیں یاد کرنا اور ضرور ہمارا خیال رکھنا۔

2۔ وفات شریف کے تین دن بعد اعرابی کا قبر شریف پر حاضر ہونا اور آپ سے دعا کرنا روایت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے آچکا ہے۔

3۔ مالک الدار راوی ہیں کہ حضرت عمر فاروق کے زمانے میں قحط پڑا۔ ایک شخص (بلال) حدیث صحابی) نے رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف پر حاضر ہو کر یوں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اپنی رحمت کے لئے بارش کی دعا فرمائیں۔ وہ ہلاک ہو رہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں اس شخص سے فرمایا کہ عمر کے پاس جا کر میرا سلام کو اور بھارت دو کہ بارش ہوگی۔ اور یہ بھی کہہ دو کہ میں تم پر رحم کرے۔ اس شخص نے حاضر ہو کر خبر دی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر کہہ پھر کہا۔ اے رب میں کو تباہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں کہ جس سے میں عاجز ہوں۔ (وقایہ حوالہ حلی و ابن ابی شیبہ)

4۔ ایک سال مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا۔ لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فریاد کی۔ حضرت ممدوح نے فرمایا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف پر حاضر ہو کر اس کی ایک روشندان آسمان کی طرف کھول دو تاکہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ خوب بارش ہوئی اور گھاس اگی۔ اور لونٹ ایسے فریہ ہو گئے کہ چرنی پھٹنے لگے۔ اس سال کو عام الفتح کہتے تھے۔ (۵۷)

علامہ قاضی زین الدین مراغی فرماتے ہیں کہ قحط کے وقت روشندان کا کھولنا اس وقت کہ اہل مدینہ کا طریقہ ہے۔ وہ قبۃ خضراء مقدسہ کے اسفل میں جانب قبلہ کھول دیتے ہیں اگرچہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل رہتی ہے۔ (۵۸) علامہ سمودی (متوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں۔ ”آج کل اہل مدینہ کا طریقہ یہ ہے کہ حجرہ شریف کے گرد جو مقصورہ ہے اس کا دوروازہ منسور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ مبارک کے سامنے ہے کھول دیتے ہیں اور وہاں جمع ہوتے ہیں۔ (۵۹)

5۔ ابن جریر طبری ۸ھ کے واقعات میں بالاسناد نقل کرتے ہیں کہ حضرت عاصم بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سال حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں امساک باراں ہوا مواسی لاغر ہو گئے۔ اہل ہادیہ میں سے قبیلہ مزینہ کے ایک اہل ہادیہ نے اپنے صاحب (حضرت بلال بن حارث صحابی) سے کہا کہ ہمیں غایت درجہ کی تکلیف ہے۔ امداد کے واسطے ایک بحری ذبح کر۔ اس نے کہا کہ بحریوں میں کچھ رہا نہیں۔ اہل خانہ اصرار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اس نے ان کے واسطے ایک بحری ذبح کی۔ جب کھال اتاری تو سرخ ہڈیاں نکالی دیں۔ اس پر وہ پکار اٹھا۔ یا محمد ۱۰۱ الخ (تاریخ الامم والملوک۔ جزء رابع ص ۲۲۴) کامل ابن جریر

6۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے قسریں سے حضرت کعب بن ضمرہ کو ایک ہزار سوار

دے کر فتح طلب کے لئے روانہ کیا اور فرمایا کہ میں تمہارے پیچھے آ رہا ہوں۔ اصرار کیا کہ اس کے جاسوسوں نے خبر دی کہ عرب ایک ہزار کی جمعیت کے ساتھ تمہارے شہر کی طرف سے آ رہے ہیں اور وہ شہر سے چھ میل کے فاصلہ پر ہیں۔ یو قتانے لشکر کو تیار کر کے آگاہی میں مقرر کیا۔ جب حضرت کعب کی نظر یو قتانے لشکر پر پڑی تو اپنے لشکریوں سے کہا کہ اندازہ میں دشمن کا لشکر پانچ ہزار ہے۔ جس کا تم مقابلہ نہیں کر سکتے۔ غرض مقابلہ ہوا اور یہ کہ مسلمانوں کی فتح یقین کا یقین ہو گیا۔ مگر اسی اثنا میں کعب سے یو قتا کا لشکر آ پڑا۔ اس کے بعد سے لشکر اسلام کا ایک فرقہ بھاگنے لگا۔ دوسرے فرقہ نے اہل کین کا مقابلہ کیا۔ تیسرا فرقہ کعب کے ساتھ تھا۔ جو مسلمانوں کے لئے بڑے بے چین تھے۔ اور ان کے چانے کے لئے کھانا کر رہے تھے اور گرد لوارہ دیتے ہوئے یوں پکار رہے تھے۔

یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل۔ یا معشر المسلمین اتوا النصارى ساعة ويأتى النصر وانتم الاعلون۔ (فتوح الشام، مطبوعہ مصر، جز اول ص ۱۱۱) (ترجمہ) یا محمد یا محمد اے نصرت الہی نازل فرما۔ اے مسلمانوں کے گرد وہ طاقت قدم رہے گی ایک گھڑی ہے مدد آنے والی ہے تمہارے ہی بول بالا ہے۔

7- حضرت عمر فاروق نے حضرت عبداللہ بن قریظ سمحلی کے ہاتھ اپنا قتلہ اور عمرہ الخراج کے نام پر موک بھیجا اور سلامتی کی دعا کی۔ عبداللہ جب مسجد سے نکلے تو خیال آیا کہ خطا ہوئی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے روضہ شریف پر سلام عرض نہیں کیا۔ اس لئے وہ روضہ شریف پر حاضر ہوئے۔ وہاں حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرات علیؓ ان ابی طالبؓ وہاں حاضر تھے۔ امام حسین حضرت علیؓ کی گود میں اور امام حسن حضرت عباسؓ کی گود میں تھے۔ حضرت عبداللہ نے حضرت علیؓ و حضرت عباسؓ سے عرض کیا کہ کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ ہر دو نے روضہ شریف پر ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی۔

اللہم انا ننو سل بهذا النبی المصطفیٰ والرسول المجتبیٰ الذی توکل بہ الامم فاجبت دعوتہ وغفرت خطیئہ سہل علی عبد اللہ طریقہ واطلواہ العباد وابتد اصحاب فیک بالنصر انک صمیع الدعاء۔

(ترجمہ) یا اللہ اہم اس نبی مصطفیٰ اور رسول مجتبیٰ کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں کہ جن کے وسیلہ سے حضرت آدمؑ کی دعا قبول ہو گئی اور ان کی خطا معاف ہو گئی کہ تو عبداللہ پر اس کا راستہ آگاہ کر دے اور بعید کو نزدیک کر دے۔ اور اپنے نبی کے اصحاب کی مدد فتح سے کر دے۔ چٹک تو دعا

والا ہے۔

اس کے بعد حضرت علیؓ نے عبداللہ سے فرمایا کہ اب جائیے۔ اللہ تعالیٰ حضرات عمرہ و احرام و حرمین و ازواج رسول اللہ کی دعا کو رد نہ کرے گا۔ کیونکہ انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں اس نبی کا وسیلہ پکڑا ہے جو اکرام المخلوق ہیں (فتوح الشام۔ جزء اول ص ۱۰۵)

8- ابن السننی (متوفی ۳۶۳ھ) کی کتاب میں قثم بن حیش سے روایت ہے کہ اس نے امام حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھے۔ ان کا پاؤں سو گیا۔ تو ایک شخص نے ان سے کہا کہ آپ یاد کیجئے اس کو جو آپ کے نزدیک سب لوگوں سے پیارا ہے۔ اس پر حضرت ابن عمر نے کہا۔ یا محمد۔ پس گویا آپ ہند سے کھول دیئے گئے اور کتاب ابن السننی ہی میں مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کے پاس ایک شخص کا پاؤں سو گیا۔ آپ نے اس سے کہا کہ اس کو جو تجھے سب لوگوں سے پیارا ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا۔ یا محمد۔ یہ کہتے ہی اس کے پاؤں کی خوابیدگی جاتی رہی۔ (کتاب الاذکار للعوذی ص ۱۳۵) حضرت ابن عمر کے پاؤں سو جانے کی روایت الادب المفرد بخاری ص ۱۱۳ میں بھی ہے۔

9- ایک شخص کسی حاجت کے لئے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر ہاتھ مکر وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے اور اس کی حاجت پر غور نہ فرماتے۔ وہ ایک روز حضرت عثمان بن حنیف سے ملا اور ان سے شکایت کی۔ حضرت عثمان حنیف نے اس سے کہا کہ وضو کر کے مسجد میں جا۔ اور دو رکعت پڑھ کر یوں دعا کر۔

اللہم الی اسئلتک واتوجه الیک نیک محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربک ان تقضی حاجتی۔

(یہاں اپنی حاجت کا نام لینا) اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر حاضر ہوا۔ دربان آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا۔ حضرت عثمان غنی نے اسے اپنے برابر فرش پر بٹھایا اور دریافت حال کر کے اس کی حاجت پوری کر دی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ آجے دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان کیا۔ آئندہ جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے اور اسے پاس آ کر بتا دیا کرو۔ وہ وہاں سے رخصت ہو کر ابن حنیف سے ملا اور ان کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے ایسی اچھی دعا بتائی۔ ابن حنیف نے کہا کہ میں نے اپنی طرف سے نہیں بتائی۔ ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک نابینا نے اپنی بینائی کے جانے کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تم چاہو میں دعا کر دیتا ہوں۔ یا صبر کرو۔ اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بہت دشواری ہے۔ کوئی میرا عصا پکڑنے والا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دو گانہ ادا کر کے یہ دعا پڑھنا۔

ان حلیف کا بیان ہے کہ ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ شخص آیا۔ گویا اس کو کوئی اطلاع نہ ہوئی تھی۔ (۶۰)

اس قصے میں خود حضور رسول اللہ ﷺ نے ہینا کو طریق توسل تعلیم فرمایا۔ طریق ایک صحابی سکھارہے ہیں اور یہی عمل آج تک امت میں جاری ہے۔ اس واقعہ کو کئی نے مجسم کبیر میں نقل کیا ہے اور امام بہیقی نے بھی روایت کیا ہے۔

10۔ ثنیم بن عدی نے ذکر کیا ہے کہ وہ عامر (قبیلہ باندہ جعدی) بصرہ میں کھانا کھا رہے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو طلب کرنے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے ابو موسیٰ کو دیکھتے ہی یوں آواز دی۔ یا آل عامر! باندہ جعدی بھی اپنی قوم کے ساتھ نکلا۔ ابو موسیٰ نے اس سے پوچھا کہ تم کس واسطے آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اپنی قوم کی دعوت قبول کی ہے۔ اس پر ابو موسیٰ نے باندہ کو ہاتھ لگائے۔ باندہ نے اس بارے میں یہ اشعار کہے ہیں۔

فان نك لابن عفان امينا فلم بيعث بك البر الامينا
ويا فبر النبي وصاحبيه الا ياغوثا لو سمعونا
(الاستيعاب لمن عدا امرا)

(ترجمہ) اگر تو ابن عفان کا امین ہے تو اس نے تجھے مہربان امین نہیں بھیجا اے قبری کی! اور آپ کے دو صاحب کی دیکھنا اے ہمارے فریاد رس اکاش آپ سنیں۔

حضرت باندہ جعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں۔ آپ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے تشدد کا استغاثہ آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا ہے اور یا غوثا کہہ کر پکارا ہے۔

11۔ مجسم کبیر و اوسط میں بروایت انس بن مالک منقول ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ اس کے سر ہانے آئے تھے۔ اور فرمایا: میری ماں کے بعد میری ماں اللہ تجھ پر رحم کرے اور اس کی تعریف کی اور اسے اپنی ہاتھ لگا کر کفنا کیا۔ پھر حضور نے حضرات اسامہ بن زید۔ ابو ایوب انصاریؓ عمر بن خطابؓ اور ایک سیاہ قام غلام کو بلایا۔ انہوں نے قبر کھودی۔ جب لحد تک پہنچے تو خود حضور نے لحد (۶۱) اپنے دست مبارک سے کھودی اور آپ اس میں لیٹ گئے۔ پھر یوں دعا کی۔

اللهم اغفر لامی فاطمة بنت اسد ووسع علیہا مدخلہا بحق نبیک والاعمال
الذین من قبلی فانک ارحم الراحمین۔

(وقاء الوفاء جز ثانی ص ۸۹)

(ترجمہ) یا اللہ! میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس پر اس کی قبر کو کشادہ کر دے۔

بند اپنے نبی کے نور ان نبیوں کے جو مجھ سے پہلے ہوئے ہیں کیونکہ تو ارحم الراحمین ہے۔ جب آنحضرت ﷺ حنین میں ابو طالب کی کفالت میں تھے تو ابو طالب کی زوجہ فاطمہ بنت اسد نے کھانے پانے میں آپ کا خاص خیال رکھا تھا۔ یہ اسی احسان کبدہ تھا کہ آپ نے فاطمہ کو اپنی چادر میں کفنا کیا تاکہ آتش دوزخ سے محفوظ رہے۔ اور آپ اس کی لہد میں لیٹ گئے تاکہ اسے راحت و آرام ملے۔ یہ روایت نظر ”محقق فیک“ حیات شریف میں توکل کی دلیل ہے۔ اور نظر بر الانبیاء الذین من قبلی بعد وفات توسل کی دلیل ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آج تک یہ توسل واستغاثہ جاری ہے اور تاقیامت جاری رہے گا۔ حضرت امام الامامہ سیدنا ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ تاہی کوئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا مال یوں عرض کر رہے ہیں۔

یا سید السادات جنتک قاصدا ارجوا رضاک واحتسب بحمک
انت الذی لولاک ما خلق امرء کلا ولا خلق الوری لولاک
انا ظلمح بالوجود منک ولم یکن لابی حنیفۃ فی الانام سواک
(قصیدہ نعمانیہ)

اے سید سادات! میں قصد کر کے آپ کے پاس آیا ہوں۔ میں آپ کی خوشنودی کا امیدوار اور آپ کے سبزہ زل میں پناہ گزیر ہوں۔ آپ کی وہ مقدس ذات ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کبھی کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا۔ اور نہ کوئی مخلوق پیدا ہوتی۔ میں آپ کے جوہ و کرم کا امیدوار ہوں۔ آپ کے سوا خلقت میں ابو حنیفہ کا کوئی سدا نہیں۔ (انتہی)

حضرت ابو بکر بخیتیانی تاہی کے توسل کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے علیہ علیہ منصور عباسی کو جو طریق دعا بتایا اس میں بھی توسل بائیں ﷺ ہے۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

اعرابی کا قصہ (جس کو امامہ نے عتبی سے نقل کیا ہے) چاروں مذہب کے علماء نے متناہک میں ذکر کیا ہے اور اسے آداب زیارت میں شمار کیا ہے۔ لیکن عساکر نے اسے اپنی تاریخ میں اور لن جوزی نے شیر الغرام الساکن الی اشرف الاماکن میں بروایت محمد بن حرب ہامی اس طرح لکھا ہے کہ عتبی (۶۲) نے کہا کہ میں مدینہ میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کر کے حضور کے سامنے بیٹھ گیا۔ ایک اعرابی نے آکر زیارت کی اور یوں عرض کیا۔ ”یا خیر الرسل اللہ نے آپ پر ایک بچی کتاب مازل کی جس میں یوں ارشاد فرمایا۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا۔ (نساء۔ ۶۴)

(ترجمہ) اور اگر یہ لوگ جس وقت کہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں آپ کے پاس آتے اور خدا کی بخشش مانگتے اور پیغمبران کے لئے بخشش مانگنا تو اللہ کو معاف کرنے والا مہربان پاتے۔

میں آپ کی خدمت میں آپ کے پروردگار سے گناہوں کی مغفرت کا طالب ہوں آپ کی شفاعت کا امیدوار بن کر حاضر ہوا ہوں۔ پھر اس لئے رو کر یہ اشعار پڑھے۔

يا خير من دفنت بالقاع اعظمه فطاب من طيهن القاع والاكم
نفسى القداء القيرانت ساكنه فيه العفاف وفيه الجود والكرم
(ترجمہ) اے سب سے بہتر جس کی ہڈیاں میدان میں مدفون ہیں پس ان کی خوشبو سے بہتر
لوچی زہینیں منک گئیں۔ میری جان اس قبر پر خدا جس میں آپ ساکن ہیں۔ اس میں پاکیزگی ہے۔
اس میں جود و کرم ہے۔

بعد ازاں اس اعرابی نے توبہ کی اور چاہ گیا۔ میں سو گیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں۔ ”تم اس شخص سے ملو اور اسے بھارت دو کہ اللہ نے میری شفاعت سے اس کے گناہ معاف کر دیئے۔“ میری آنکھ کھلی تو میں اس کی تلاش میں نکلا۔ مگر وہ لا۔ (۶۳)

قصہ اعرابی میں جو آیت قرآن مذکور ہے۔ وہ باتفاق مفسرین مثبت تو سئل ہے۔ الی طرح قرآن کریم کی آیت ذیل سے بھی تو سئل ثابت ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ (مائدہ۔ ۶۴)

(ترجمہ) اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اس آیت میں خدا کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے کا حکم ہے۔ وسیلہ سے مراد خواہ خاص شخص ہو یا عمل صالح۔ بہر صورت تو سئل یہ سید المرسل ثابت ہے کیونکہ اشخاص کی طرح اعمال صالحہ بھی مخلوق انہی ہیں جیسا کہ آئیے۔

واللہ خلقکم وما تعملون۔

(اللہ نے پیدا کیا تم کو اور تمہارے عمل کو) سے ظاہر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اشراف المخلوق و اکرم المخلوق و افضل المخلوق ہونے میں کلام نہیں۔ پس آپ اشرف المومنین و اقر الواصلین الی

ہیں۔ لہذا آپ تو سئل بطریق اولیٰ جائز و مستحسن ہے۔

مختصر یہ کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تو سئل واستغاث مستحسن ہے۔ اور یہی مذہب اہل سنت و جماعت ہے۔ ہم یہاں صرف علامہ ابن حارج مکی (متوفی ۷۳۷ھ) کا قول نقل کرتے ہیں۔ جو عقد دین میں شمار ہوتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب اہل میں زیارت قبور کے بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔

ثم يتوسل باهل تلك المقابر اعني بالصلحين منهم في قضاء حوائجهم و
مغفرة ذنوبهم ثم يدعو النفس والوالديه والمشائخه ولا قاربہ ولا هل تلك
المقابر ولا موات المسلمين ولا حيائهم ولا ذريتهم الى يوم الدين ولعن
غاب عنه من اخوانه ويجار الى الله تعالى بدعاء عندهم ويكثر التوسل بهم
الى الله تعالى لانه سبحانه و تعالى احتياهم و شرفهم و كرمهم فكما نفع
بهم في الدنيا ففي الآخرة اكثر۔ فمن اراد حاجة فليذهب اليهم ويتوسل
بهم فانهم الوسطة بين الله تعالى و خلقه و قد تقرر في الشرح و علم ما الله
تعالى بهم من الاعتناء و ذلك كثير مشهور وما زال الناس من العلماء
والاكابر كابرا عن كابر مشرقا و مغربا يتركون بزيارة قبورهم و يجدون
بركة ذلك حسا و معنى و قد ذكر شيخ الامام ابو عبد الله بن نعمان رحمة
الله في كتابه المسمى بسقينة النجاة لاهل الالتجاء في كرامات الشيخ ابي
النجاة في اثناء كلامه على ذلك ما هذا القظم تحقيق الذوی البصائر
والاعتبار ان زيارة قبور الصالحين محبوبة لاجل التبرك مع الاعتبار فان
بركة الصالحين جارية بعد مماتهم كما كانت في حياتهم والدعاء عند
قبور الصالحين والتشفع بهم معمّل به عند العلماء نا المحققين من ائمة
الدين۔ انتهى

و اما عظیم جناب الانبیاء و الرسل صلوات اللہ سلامہ علیہم اجمعین فیاتی
الیہم الزائر یتعین علیہ صدمہ من الاماکن البعیدہ فاذا جاء الیہم فلیتصف
بالذل والانکسار والمسکنة والفقر والفاقة والحاجة والاضطرار و
الحضور و يحضر قلبه و خاطره الیہم والی مشاہدہم بعین قلبہ لا بعین
بصرہ لانہم لا یبلون ولا یتغیرون۔ ثم یثنی علی اللہ تعالیٰ بما هو اہلہ ثم
یصلی علیہم یترونی عن اصحابہم ثم یتروحم علی التابعین لہم باحسان

الی یوم الدین ثم يتوسل الى الله تعالى بهم في قضاء مآربه و مغفرة ذنوبه و يستغث بهم ويطلب حوائجه منهم ويعجزم بالاجابة ببركتهم ويقوى حسن ظنه في ذلك فانهم باب الله المفتوح و جرت سنة الله سبحانه و تعالى في قضاء الحوائج على ايديهم و بسببهم - ومن عجز الوصول اليهم فليرسل بالسلام عليهم و يذكر ما يحتاج اليه من حوائجه و مغفرة ذنوبه و ستر عيوبه الى غير ذلك فانهم السادة الكرام والكرام لا يردون من سألهم ولا من توسل بهم ولا من قصدهم ولا من لجأ اليهم - هذا الكلام في زيارة الانبياء والمرسلين عليهم الصلوة والسلام عموما -

واما في زيارة سيد الاولين والاخرين صلوات الله عليه والسلامة فكل ما ذكر يزيد عليه اضعافه اعنى في الانكسار والذل والمسكنة لانه شافع المشفع الذى لا ترد شفاعته ولا يخيب من قصده ولا من نزل بساحته ولا من استعان او استغاث به اذانه عليه الصلوة والسلام قطب دائرة الكمال و عروس المملكة -

قال الله تعالى في كتابه العزيز (لقد راي من آيت ربه الكبرى) قال علمائنا رحمته الله تعالى عليهم راي صورته عليه الصلوة والسلام فاذا هو عروس المملكة - فمن توسل به او استغاث به او طلب حوائجه منه فلا يرد ولا يخيب لما شهدت به المعايين والآثار و يحتاج الى الادب الكلى في زيارة عليه الصلوة والسلامة. وقد قال علمائنا رحمة الله عليهم ان الزائر يشعر نفسه بانه واقف بين يديه عليه الصلوة والسلام كما هو في حياته اذلا فرق بين مرتبة وحياته اعنى في مشاهدته لامته و معرفته باحوالهم ولبائهم وعزائمهم وخواطرهم وذلك عنده جلى لا يخفاء فيه فان قال القائل هذا الصفات مختصة بالمولى سبحانه و تعالى فالجواب ان كل من انتقل الى الآخرة من المؤمنين فهم يعلمون احوال الاحياء غالبا و قد وقع ذلك في الكثرة بحيث المنتهى من حكايات و قصت منهم. و بحتمل غير ذلك وهذا الاشياء مغيبة عنا وقد اخبر الصادق عليه الصلوة والسلام بعرض الاعمال عليهم فلا بد من وقوع ذلك والكيفية فيه غير معلومة والله اعلم بها. وكلى في هذا بيان قوله عليه الصلوة والسلام (المومن ينظر بنور الله) انتهى ونور

الله لا يحجبه شيء - هذا في حق الاحياء من المؤمنين فكيف من كان منهم في الدار الآخرة. وقد قال الامام ابو عبدالله القرطبي في تذكرته ما هذا القطة. قال ابن المبارك اخبرنا رجل من الانصار عن المنهال بن عمرو انه سمع سعيد بن المسيب يقول ليس من يوم الاوتعرض على النبى صلى الله عليه وسلم اعمال امته غدوة وعشية فيعرفهم بسيماهم و اعمالهم فلذلك يشهد عليهم. قال الله تعالى (فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد و جئناك على هؤلاء شهيدا) قال و قد تقدم ان الاعمال تعرض على الله تبارك و تعالى يوم الخميس ويوم الاثنين و على الانبياء والاباء والامهات يوم الجمعة ولا تعارض فانه يحتمل ان يحصى نبينا عليه الصلوة والسلام بعرض كل يوم ويوم الجمعة مع الانبياء - (انتهى)

فالترسل به عليه الصلوة والسلام هو محل حظ احوال الازوار وانتقال الذنوب والخطايا لان بركة شفاعته عليه الصلوة والسلام و عظمتها عند ربه لا يتعاطها ذنب اذا انها اعظم من الجميع فليستبشر من زاره ويلجأ الى الله تعالى بشفاعة نبيه عليه الصلوة والسلام من لم يزره - اللهم لا تحرمنا من شفاعته بحرمة عندك امين يا رب العلمين - ومن اعتقد خلاف هذا فهو محروم -

(ترجمہ) پھر زائر اپنی قضائے حاجات کو اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے ان قبر والوں یعنی ان میں سے صالحین سے توسل کرے پھر اپنی ذات کے لئے اور اپنے والدین و مشائخ و اقارب و اہل مقابر کے لئے اور مسلمان مردوں اور زندوں کے لئے اور قیامت تک ان کی اولاد کے لئے اور اپنے تہمت ہائیموں کے لئے دعا کرے اور ان اہل قبور کے پاس اللہ تعالیٰ سے عاجزی و ذلاری سے دعا کرے اور بار بار ان کو اللہ تعالیٰ کے تقرب کا وسیلہ بنائے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کو برگزیدہ بنایا اور درگ بنایا اور گرامی بنایا پس جس طرح اس نے دنیا میں ان کے ذریعہ سے فائدہ پہنچایا آخرت میں اس سے زیادہ نفع پہنچائے گا۔ جو شخص کوئی حاجت چاہے اسے چاہیے کہ ان کے پاس جائے اور ان سے توسل کرے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہیں اور شرع میں ثابت و معلوم ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی کئی توجہ و مہربانی ہے اور وہ کثیر و مشہور ہے اور مشرق و مغرب میں علامہ و اکابر قدیم سے ان کی قبروں کی زیارت کو مبارک سمجھتے رہے ہیں اور ظاہر و باطن میں اس کی برکت محسوس کرتے رہے ہیں۔ امام ابو عبد اللہ بن نعمان رحمۃ اللہ اپنی کتاب سفینۃ النجاة میں یوں

لکھتے ہیں۔ ”اصحاب بصائر و اعتبار کے نزدیک یہ امر ثابت ہے کہ صالحین کی قبروں کی زیارت میں تبرک و حصول عبرت پسندیدہ ہے۔ کیونکہ صالحین کی برکت ان کی موت کے بعد اسی طرح ہوتی ہے جیسا کہ ان کی زندگی میں تھی۔ اور ائمہ دین میں سے ہمارے علمائے محققین کے نزدیک صالحین کی قبروں پر دعا کرنا اور ان سے طلب شفاعت کرنا معمول ہے۔“

(ترجمہ) رہا انبیاء و مرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین کی بارگاہ عالی۔ سوزنا ان کے پاس جائے اور اسے چاہیے کہ دروازہ مقامات سے ان کا قصد کرے۔ جب ان کے پاس پہنچے تو دل والہا و مسکنات و فقر و فاقہ و حاجت و اضطراب و خشوع ظاہر کرے اور اپنے دل کو ان کی طرف متوجہ کرے اور چشم دل سے (نہ کہ چشم بصر سے) ان کے مشاہدے میں مشغول ہو جائے کیونکہ وہ سید و سیدائیں ہوتے پھر اللہ تعالیٰ کی مناسب ثناء کے بعد ان پر درود بھیجے۔ اور ان کے اصحاب کے ساتھ رضائے خدا طلب کرے۔ اور ان کے تابعین تا قیامت کے لئے رحمت طلب کرے۔ پھر تقاضا حاجات اور اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے ان کو بارگاہ الہی میں وسیلہ بنائے اور ان سے استغاثہ کرے اور اپنی حاجتیں ان سے مانگے اور ان کی برکت سے اجابت کا یقین کرے اور اس بارے میں اسباب حسن عمل کو قوی کرے کیونکہ وہ خدا کا کھلا دروازہ ہیں۔ اور خدا کی یہ سنت جاری ہے کہ وہ ان کے ہاتھوں پر اور ان کے سبب سے قضائے حاجات فرماتا ہے جو شخص ان کی خدمت میں پہنچنے سے عاجز ہو اسے چاہیے کہ کسی دوسرے کے ہاتھ اپنا سلام پہنچائے اور اپنی حاجت و مغفرت ذلوع و عیوب وغیرہ کا ذکر کرے۔ کیونکہ وہ سادات کرام ہیں اور کرام رد نہیں کرتے اس کو جو ان سے سوال کرے اور نہ اس کو جو ان سے توسل کرے اور نہ اس کو جو ان کا قصد کرے اور نہ اس کو جو ان کی پناہ لے۔ یہ کلام عام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے بارے میں ہے۔ رہا بارگاہ سید الاولین والآخرین صلوات اللہ علیہ وسلم۔ سوا کسبار و ذلی و مسکنات جن کا ذکر اوپر ہوا ان کا مشاہدہ اس بارگاہ عالی میں کئی گنا زیادہ کرے۔ کیونکہ حضور شافع مشفع ہیں کہ جن کی شفاعت رد نہیں ہوتی اور وہ محروم نہیں رہتا جو آپ کا قصد کرے یا آپ کے آگن میں اترے یا آپ سے بددعا لگے یا آپ سے استغاثہ کرے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قطب دائرہ کمال اور عروس (۶۴) مملکت ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

لقد رای من ابنت ربہ الکبریٰ

(البتہ تحقیق دیکھا حضرت نے اپنے رب کی نشانیں سے بڑی کو)

ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کی تائید میں کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شب معراج میں اپنی ذات شریف کی صورت کو ملکوت میں دیکھا تو ناگاہ آپ عروس مملکت تھے

اس نے حضور سے توسل یا استغاثہ کیا یا حضور سے اپنی حاجتیں مانگیں۔ اس کی دعا رد نہیں ہوتی اور محروم نہیں رہتا۔ جیسا کہ معاذ و آثار اس پر شاہد ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت میں ہمارے دل کی ضرورت ہے۔ ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ زائر سمجھے کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ایسا کھڑا ہوں جیسا کہ حضور کی حیات شریف میں کیونکہ اپنی امت کے مشاہدے اور ان کے احوال و نیات و عزائم و خواطر کی معرفت میں حضور کی موت و حیات یکساں ہے۔ اور یہ آپ کے نزدیک ظاہر ہے۔ اس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ مسلمات تو اللہ تعالیٰ سے مختص ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مومنوں میں سے جو عالم ہر رخ میں چلے جاتے ہیں وہ زندوں کے حالات اکثر جانتے ہیں چنانچہ حکایتوں میں نہایت کثرت سے ایسے واقعات مذکور ہیں اور احتمال ہے کہ مردوں کو زندوں کے حالات کا علم اس وقت ہو جاتا ہے جبکہ ان پر زندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ اس کے سوا اور بھی احتمال ہے۔ یہ چیزیں ہم سے پوشیدہ ہیں۔ حالانکہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی ہے کہ زندوں کے اعمال مردوں پر پیش ہوتے ہیں۔ پس اس کے وقوع میں شک نہیں مگر ہمیں اس کی کیفیت معلوم نہیں۔ خدا کو خوب معلوم ہے اس کے بیان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول کافی ہے۔ ”مومن خدا کے نور سے روشن ہے۔“ اور خدا کے نور کے لئے کوئی چیز حاجب نہیں یہ تو زندہ مومنوں کے حق میں ہے۔ ان میں سے جو دار آخرت میں چلا جاتا ہے۔ اس کا کیا حال ہو گا۔ امام ابو عبد اللہ قرطبی نے اپنی کتاب ذکرہ میں یوں فرمایا ہے۔

عبد اللہ بن مبارک راوی ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نے ہمیں خبر دی کہ منہال بن عمرو نے سعید بن مسیب کو سنا کہ فرماتے تھے کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ امت کے اعمال صبح و شام کی خدمت پر پیش نہ کئے جاتے ہوں۔ پس حضور ان کو ان کے چہروں سے اور ان کے اعمال سے بچاتے ہیں۔ اسی واسطے آپ اپنی امت پر شہادت دیں گے باری تعالیٰ کا بار شاہد ہے۔

(ترجمہ) پس کیونکہ ہر وقت ہم لائیں گے ہر امت سے گواہی دینے والا اور لائیں گے ہم قہ کو ان پر گواہی اور پہلے آچکا ہے کہ اعمال اللہ تعالیٰ پر شیخ شنبہ لور و شنبہ کو اور پیغمبروں اور باپوں اور ماؤں پر جمعہ کے دن پیش ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی تقدس نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ اعمال کا ہر روز پیش ہونا ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شخص ہو اور جمعہ کے دن پیش ہونا حضور سے اور دوسرے پیغمبروں سے مخصوص ہو۔

پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے توسل کرنا گناہوں اور خطاؤں کے بوجھوں کے ساقط ہونے کا عمل ہے۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی برکت اور اللہ کے نزدیک آپ کی

عظمت کے سامنے کوئی گناہ بڑا نہیں۔ اس لئے کہ آپ کی شفاعت سب سے بڑھ کر ہے۔ چاہے کہ خوش ہوئے وہ شخص جس نے حضور کی زیارت کی جو شخص زیارت کے لئے حاضر نہ ہو وہ حضور کو شفیق بنا کر خدا کی پناہ لے۔ اللہم لا فخر منا من شفاعۃ بحرمۃ عندک آمین یا رب العالمین۔ جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ محروم ہے۔

امام محمد بن موسیٰ بن نعمان مراکشی فاسی ماگی (متوفی ۶۸۳ھ) نے ۶۳۹ھ میں حج کیا واپس آکر اپنی کتاب مصباح المظالم فی المستغنیین خیر الانام فی العیال والنساء تصنیف کی۔ علامہ سمودی نے اس میں سے چند مثالیں ایسے اشخاص کی نقل کی ہیں کہ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے استغاثہ کیا یا حضور کی قبر شریف کے پاس آپ سے کچھ مانگا اور ان کو ان کا مطلوب حاصل ہو گیا۔ ہم ذیل میں وفاء الوفاء کے علاوہ دیگر کتب سے بھی توسل استغاثہ کے چند واقعات نقل کرتے ہیں۔

1۔ حافظ محمد بن مہدر (متوفی ۲۰۵ھ) کا بیان ہے کہ ایک شخص نے میرے والد کے پاس اسی دینار بلور امانت رکھے اور وہ یہ کہہ کر جہاد پر چلا گیا کہ میری واپسی تک اگر تمہیں ضرورت پیش آئے تو خرچ کر لینا۔ والد نے قحط سالی کے سبب سے دودھ بخر خرچ کر لئے۔ اس شخص نے والد کی آراپنی امانت طلب کی۔ والد نے جواب دیا کہ میرے پاس آنا اور رات مسجد نبوی میں گزارا۔ قبر شریف سے لپٹنے اور کبھی منبر حیف سے۔ یہاں تک کہ قبر شریف سے استغاثہ کرتے کرتے صبح ہوئے کو آئی۔ ناگہ تاریکی میں ایک شخص نمودار ہوا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "اے ابو محمد ایہ لو" والد نے ہاتھ بڑھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ایک قبیلے ہے جس میں اسی دینار ہیں۔ صبح کو والد نے وہی دینار اسی شخص کو دے دیئے۔

2۔ امام ابو بکر مرقی کا قول ہے کہ میں طبرانی اور ابو الشیخ حرم نبوی میں فاقہ سے ملے۔ جب عشاء کا وقت آیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! ہم بھوکے ہیں۔ یہ عرض کر کے میں لوٹا۔ ابو القاسم (طبرانی) نے مجھ سے کہا کہ تمہارے والد آئے گا یا موت۔ ابو بکر کا بیان ہے کہ میں اور ابو الشیخ سو گئے اور طبرانی بیٹھے ہوئے کچھ دیکھ رہے تھے۔ ایک علوی نے آکر دروازہ کھٹکنا دیا۔ ہم نے کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے ساتھ دو غلام ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس کھانے سے بھری ہوئی ایک ذمیل ہے۔ ہم نے بیٹھ کر کھایا اور غلام کا کہ بقیہ کو غلام لے لے گا۔ مگر وہ بات کو ہمارے پاس چھوڑ گئے۔ جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو علوی نے ہم سے کہا۔ کیا تم نے نبی ﷺ سے فریاد کی تھی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں مجھے حکم دیا کہ میں تمہارے پاس کچھ لے جاؤں۔

3۔ ابن ہنار کا بیان ہے کہ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور فاقہ سے تھا۔ میں نے قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا۔ "میں آپ کا مہمان ہوں۔" اتنا عرض کر کے میں سو گیا۔ خواب میں نبی ﷺ نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی۔ اوجھی میں نے کھائی۔ آنکھ کھلی تو اوجھی میرے ہاتھ میں تھی۔

4۔ ابو الخیر اقطع ذکر کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور فاقہ سے تھا۔ پانچ دن اسی طرح رہا۔ پھر قبر شریف پر حاضر ہوا۔ اور نبی ﷺ اور حضرات شیخین پر سلام عرض کیا اور ہوں گویا ہوا۔ "یا رسول اللہ! میں آپ کا مہمان ہوں۔" یہ عرض کر کے میں قبر شریف کے پیچھے سو گیا۔ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ حضرت ابو بکر آپ کے دائیں طرف اور حضرت عمر بائیں طرف اور حضرت علی سامنے ہیں۔ مجھے حضرت علی نے بلایا اور کہا کہ اٹھو اور رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں۔ میں نے اٹھ کر حضور کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ حضور نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی۔ اوجھی میں نے کھائی۔ آنکھ کھلی تو اوجھی میرے ہاتھ میں تھی۔

5۔ ابو عبد اللہ محمد بن زید صوفی ذکر کرتے ہیں کہ میں اور میرے والد اور ابو عبد اللہ بن خلیفہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ ہم رات کو بھوکے رہے۔ ابھی بالغ نہ ہوا تھا اور اپنے والد سے ہر بار کہتا تھا کہ میں بھوکا ہوں۔ میرے والد نے قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا۔ "یا رسول اللہ! آج رات میں آپ کا مہمان ہوں۔" یہ عرض کر کے والد مراقب ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد انہوں نے سر اٹھایا تو کبھی روتے کبھی ہنستے۔ ان سے سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے کچھ درہم میرے ہاتھ میں رکھ دیئے۔ ہاتھ جو کھولا تو اس میں وہ درہم موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان درہموں میں اتنی برکت دی کہ ہم شیراز آگئے اور وہاں بھی ان میں سے خرچ کرتے رہے۔

6۔ احمد بن محمد صوفی کا بیان ہے کہ میں تین مہینے بیابان میں پھر تارہا۔ پھر مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور روزہ شریف پر حاضر ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اور حضرات شیخین پر سلام عرض کیا۔ پھر سو گیا۔ خواب میں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "اے احمد! تم آگئے ہو؟" میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ میں بھوکا ہوں اور آپ کا مہمان ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ کھولو۔ میں نے ہاتھ کھول دیئے۔ حضور نے میرے دونوں ہاتھ درہموں سے بھر دیئے۔ میری آنکھ کھلی تو دونوں ہاتھ درہموں سے بھرے ہوئے تھے۔ میں نے نان میدہ اور فالودہ خرید اور کھایا۔ پھر اسی وقت صحران کی راہ لی۔

7۔ حافظ ابو القاسم بن عساکر نے اپنی تاریخ میں بالاسناد نقل کیا ہے کہ ابو القاسم حلی بن

احمد بغدادی ذکر کرتے ہیں کہ ایک شخص نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف پر نماز صبح کے لئے اذان دی اور اس میں الصلوۃ خیر من النوم۔ کہا۔ خدام مسجد میں سے ایک نے یہ سن کر اس پر تھپڑ مارا۔ اس شخص نے رد کر عرض کیا۔ "آپ کے حضور میں میرے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے۔" اسی وقت خادم پر قاضی گرا۔ اسے وہاں سے اٹھا کر گھر لے گئے اور وہ کسی کے بعد مر گیا۔ (۶۵)

8۔ بخلاف روایات ابن نعمان یہ ہے کہ میں نے ابو اسحاق مرثد بن سعید سے سنا کہ میں نے مدینہ منورہ میں تھا۔ میرے ساتھ تین فقیر تھے۔ ہم فاقہ میں مبتلا ہوئے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت شریف میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس کچھ نہیں۔ ہمیں تین مدد کافی ہیں۔ خود کسی چیز کے ہوں۔ "اسکے بعد ایک شخص مجھ سے ملا۔ اس نے مجھے تین مدد عمدہ بھجوریں عطا کیں۔

9۔ امام ابن نعمان ہی بروایت ابو العباس بن نفیس مقرر ضریر نقل کرتے ہیں کہ میں نے کہا میں مدینہ منورہ میں تین دن بھوکا رہا۔ میں نے قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا۔ "یا رسول اللہ! میں بھوکا ہوں۔" یہ عرض کر کے میں سو گیا۔ ایک لڑکی نے پاؤں مار کر مجھے جگا دیا۔ وہ مجھ اپنے گھر لے گئی اور گیہوں کی روٹی اور بھجوریں پیش کیں اور کہا "ابو العباس! کھاؤ۔ میرے پاس بزرگوار ﷺ نے مجھے یہ کھانا تیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ نہیں جب بھوک لگے ہمارے پاس آ جا کر کرو۔

۱۰ تا ۱۳۔ علامہ سمہودی اپنے مسموعات یوں بیان کرتے ہیں۔ میں نے شریف ابو محمد عبد السلام بن عبد الرحمن حسینی قاسمی کو یہ فرماتے سنا کہ میں مدینہ منورہ میں تین دن رہا۔ مجھے کھانا کو کچھ نہ ملا۔ میں نے منبر شریف کے پاس دو گانہ لٹا کر کے یوں عرض کیا۔ "اے میرے جد بزرگوار! میں بھوکا ہوں اور آپ سے شریک مانگتا ہوں۔" یہ عرض کر کے میں سو گیا۔ ناگاہ ایک شخص نے مجھے جگا دیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے پاس ایک چوٹی پیالہ ہے جس میں شریک تھی۔ معالہ اور گوشت ہے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ کھاؤ۔ میں نے پوچھا کہ تم یہ کہاں سے لائے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ میرے چچے تین دن سے اسی کھانے کی تمنا کرتے تھے۔ آج اللہ تعالیٰ نے پھر کھانا مل کر دی تو میں نے یہ کھانا تیار کیا۔ پھر میں سو گیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ وہ رہے ہیں کہ تمہارا ایک بھائی مجھ سے اسی کھانے کی آرزو کرتا ہے۔ تم اس میں سے اس کو بھی کھاؤ۔ میں نے شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابی الامان کو یہ کہتے سنا کہ میں مدینہ منورہ میں عراب کاظمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقب میں تھا۔ شریف معشر قاسمی عراب مذکور کے پیچھے سوئے ہوئے

تھے۔ وہ اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے اور ہمارے پاس مسکراتے ہوئے آئے۔ شمس الدین صواب خادم روضہ شریف نے ان سے مسکرائے کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں فاقہ سے تھا۔ اپنے گھر سے نکل کر بیت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں آیا۔ رسول اللہ ﷺ سے استفتاء کیا کہ میں بھوکا ہوں۔ خواب میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے دودھ کا پیالہ عطا کیا۔ میں نے پی لیا اور سیراب ہو گیا۔ دیکھ لو یہ موجود ہے اور اپنے منہ میں سے اپنی ہاتھ پر تھوک نکال دیا۔ ہم نے مشاہدہ کیا کہ ان کے منہ میں دودھ تھا۔

میں نے عبد اللہ بن حسن و میاطی کو بیان کرتے سنا کہ مجھ سے عبد القادر حمیری نے بات کہ میں فقیروں کی طرح سفر کر رہا تھا۔ میں نے مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر رسول اللہ ﷺ پر کچھ عرض کیا اور بھوک کی شکایت کی۔ پھر میں وہیں سو گیا۔ ایک نوجوان نے مجھے جگا دیا اور اپنے ہاتھ سے لے گیا۔ اس نے شریک کا ایک پیالہ اور کئی قسم کی بھجوریں اور بہت سی روٹیاں پیش کیں۔ میں نے کھانا کھایا۔ اس نے گوشت و دان و تر سے میرا توشہ دان بھر دیا۔ اور بیان کیا کہ میں نماز چاشت کے بعد سویا ہوا تھا۔ خواب میں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں یہ کھانا پہنچا رہا۔ حضور نے مجھے تمہاری جگہ بھی بتادی اور فرمایا کہ تم نے حضور سے یہی تمنا کی تھی۔

میں نے اپنے دوست علی بن بدر انیم بصری کو فرماتے سنا کہ عبد السلام بن ابی القاسم صفی کر کرتے تھے کہ ایک شخص نے جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا مجھ سے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ میں تھا۔ میرے پاس کچھ نہ تھا۔ میں کمزور ہو رہا تھا ایک روز حجرہ شریف کے پاس آ کر میں نے عرض کیا۔ "یا سید الاولین والآخرین! میں مصر کا رہنے والا ہوں۔ پانچ ماہ سے آپ کی خدمت میں ہوں۔ کمزور ہو گیا ہوں۔ یا رسول اللہ! خدا سے دعا فرمائیے کہ میرے پاس کوئی مدد ایسا بھیج دے جو مجھے جیت بھر کر کھانا کھلائے یا مجھے اپنے ساتھ لے جائے۔" میں یہ عرض کر کے منبر شریف کے پاس بیٹھ گیا۔ ناگاہ ایک شخص حجرہ میں داخل ہوا۔ اس نے کچھ کلام کیا اور کہا۔ اے جد بزرگوار! اے جد بزرگوار! پھر میری طرف آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر باپ جبریل سے نکالا اور بیعت میں سے ہوتا ہوا ایک خیمہ میں پہنچا۔ وہاں اس نے غلام و کنیز سے کہا کہ اپنے مہمان کے لئے کھانا تیار کرو۔ چنانچہ غلام نکلیاں چن لایا اور کنیز نے اناج پیس کر روٹی پکائی۔ روٹی کے ساتھ گھی اور بھجوریں لائیں۔ میں آدھی روٹی سے سیر ہو گیا۔ اس نے باقی آدھی اور دو صاع بھجوریں میرے توشہ دان میں ڈال دیں۔ جب میں فارغ ہوا تو اس نے میرا نام پوچھا۔ میں نے بتلادیا۔ پھر مجھ سے کہا کہ تجھے کھانا کھانے کے بعد میرے جد بزرگوار کے پاس بھر شکایت نہ کرنا۔ کیونکہ انہیں ناگوار گزرتا ہے۔ آج سے لوگ کے وقت تیرا رزق تیرے پاس آ جایا کرے گا۔ یہاں تک کہ سفر کے لئے تجھے کوئی ساتھ

لے جائے۔ پھر اس نے اپنے غلام سے کہا کہ ان کو حجرہ شریف میں پہنچا دو۔ جب میں مصر کے ساتھ بقیع میں آیا تو میں نے اس سے کہا کہ اب تم لوٹ جاؤ۔ میں پہنچ جاؤں گا۔ اس نے کہا کہ سیدی امین تو آپ کو حجرہ شریف میں پہنچا کر ہی آؤں گا۔ مہوار رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ آئیں۔ غرض وہ مجھے حجرہ شریف میں پہنچا کر چلا گیا۔ میں چار روز گوشہ دان میں سے کہا کہ مجھے بھوک لگی تو وہی غلام مجھے کھانا دے گیا۔ بعد ازاں ایسا ہی ہوتا رہا کہ جب بھی مجھے بھوک لگی کھانا پہنچ جاتا۔ یہاں تک کہ ایک جماعت کے ساتھ میں بقیع کی طرف نکلا۔

14۔ علامہ سمبودی اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں تھا مصر کے حاجیوں کا قافلہ زیارت کو آیا۔ میرے ہاتھ میں خلوت کی کنبی تھی۔ جس میں میری کتابیں تھیں۔ ایک مصری عالم نے کہا کہ میرے ساتھ روضہ شریف میں چلو۔ جب میں واپس آیا تو مجھے کنبی ملی۔ میں نے ہر چند مختلف جگہ تلاش کی مگر نہ ملی۔ یہ مجھ پر بہت ناگوار گزرا کیونکہ اس واقعہ کی کنبی کی سخت ضرورت تھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ سیدی ایا رسول اللہ امیری خلوت کی کنبی تم ہو گئی ہے۔ مجھے اس کی ضرورت ہے۔ میں آپ کے پاس دروازے سے مانگتا ہوں۔ یہ عرض کر کے میں واپس آیا تو ایک لڑکے کو جسے میں نے پہچان لیا خلوت کے قریب دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں وہ کنبی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ کنبی سے ملی؟ اس نے جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ کے مواجہ شریف کے پاس تھی۔ میں نے اس سے

الٹائی۔ (۶۶)

15۔ علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ میں اپنا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ کئی سال پہلے ایک ہمدانی لائق رہی جس کے علاج سے اطباء عاجز آ گئے میں نے ۲۸ جمادی الاولیٰ ۸۹۳ھ کو کہہ دیا کہ کو مکہ مشرف میں نبی ﷺ سے استغاثہ کیا۔ خواب میں میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں کافور کاغذ تھا۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ اذن شریف نبوی کے بعد حضرت شریف سے یہ احمد بن محمد بن اسماعیل کا دوا ہے۔ جب میری آنکھ کھلی تو واللہ میں نے اس ہمدانی کا کوئی نشان نہ پایا۔ اور نبی ﷺ کی خدمت سے شفا حاصل ہو گئی۔

16۔ علامہ قسطلانی اپنا دوسرا واقعہ یوں ذکر کرتے ہیں کہ ۵۸۵ھ میں زیارت فرما کر کے بعد میں مصر کو آیا تھا کہ مکہ کے راستے میں ہماری خادمہ غزالہ حبشہ پر کئی روز آسیب کا شکار رہی اس بارے میں میں نے نبی ﷺ سے استغاثہ کیا۔ خواب میں ایک شخص نظر آیا۔ جس کے ہاتھ میں ایک کھنکھارہ تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ اس کو رسول اللہ ﷺ نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ میں نے اس کو ملامت کی اور اس سے حلف لیا کہ آئندہ اس خادمہ کے پاس نہ آئے گا۔ میری آنکھ کھلی تو وہ

ایک کچھ اثر نہ تھا۔ گویا اس کو قید سے رہا کر دیا گیا ہے وہ عافیت میں رہی۔ یہاں تک کہ میں نے ۸۹۱ھ میں اس کو علیحدہ کر دیا۔

17۔ علامہ یوسف مہمانی نقل فرماتے ہیں کہ کثیر بن محمد بن رفاعہ نے بیان کیا کہ ایک شخص عبد الملک بن سعید بن خید بن جبیر کے پاس آیا۔ اس نے اس شخص کا پیٹ ٹٹولا اور کہا کہ تجھے دعا دی ہمدانی ہے۔ اس نے پوچھا کیا ہمدانی ہے؟ ان جبیر نے کہا کہ وہیل۔ (۶۷) یہ سن کر وہ لوٹ آیا۔ اور اس نے تین بار یوں دعا مانگی۔

اللہ اللہ اللہ ربی لا اشرك به شيتا اللهم انی اتوجه اليك بمحمد صلی

اللہ علیہ وسلم نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الی ربك و ربی ان

یو حمنی ممایی رحمة بغیننی بها عن رحمة من سواہ۔

(ترجمہ) اللہ اللہ میرا پروردگار ہے۔ میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔ یا اللہ! میں تیری بارگاہ میں تیرے نبی محمد ﷺ کی رحمت کے وسیلے سے پیش ہوتا ہوں۔ یا محمد! میں آپ کے اور اپنے رب کی بارگاہ میں آپ کے وسیلے سے پیش ہوتا ہوں کہ وہ اس ہمدانی میں مجھ پر رحمت کرے جس سے کسی غیر کی رحمت سے مجھے بے نیاز کر دے۔

اس دعا کے بعد وہ پھر لکھن جبیر کے پاس گیا۔ اس نے اس کا پیٹ ٹٹولا تو کہا کہ تو

تندرست ہو گیا ہے۔ تجھے کوئی ہمدانی نہیں۔ (۶۸)

18۔ ابو عبد اللہ سالم معروف بہ خواجہ نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں

سبائے نیل کے ایک جزیرہ میں ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مگر مجھ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ میں اس سے ڈر گیا۔ ناگاہ ایک شخص نے جو میرے ذہن میں آیا کہ وہ نبی ﷺ ہیں مجھ سے فرمایا کہ جب تو کسی سختی میں ہو تو یوں پکار کر۔

انا مستجیر بك یا رسول اللہ۔ یا رسول اللہ! میں آپ کی پناہ کا طلب گار ہوں۔

اتفاق سے ان ہی ایام میں ایک ہونہ نے نبی ﷺ کی زیارت کا ارادہ کیا۔ میں نے اس سے

اپنا خواب بیان کر دیا اور کہہ دیا کہ جب تو کسی سختی میں جتا ہو تو یوں پکار کر انا مستجیر بك یا رسول اللہ وہ روانہ ہو کر ریلوے میں پہنچا وہاں پانی کی قلت تھی۔ اس کا خدمت گار پانی کی تلاش میں نکلا۔ راوی کا قول ہے کہ اس ناہونہ نے مجھ سے ذکر کیا کہ میرے ہاتھ میں مشک خالی رہ گئی۔ میں پانی کی تلاش سے تنگ آ گیا۔ اسی اثناء میں مجھے تمہارا قول یاد آ گیا۔ میں نے کہا۔ انا مستجیر بك یا رسول اللہ۔ اسی حال میں ناگاہ ایک شخص کی آواز میرے کان میں پڑی کہ تو اپنی مشک بھر لے۔ میں نے مشک میں پانی کے گرنے کی آواز سنی۔ یہاں تک کہ وہ بھر گئی۔ میں نہیں جانتا کہ وہ شخص

کہاں سے آگیا۔ (۶۹)

19۔ ابو الحسن علی بن مصطفیٰ عسقلانی ذکر کرتے ہیں کہ ہم بحر عیداب میں کشتی میں ہو کر روانہ ہوئے۔ سمندر میں طغیانی آگئی۔ ہم نے اپنا سہا ب سمندر میں پھینک دیا۔ جب ہم ڈوبنے لگے تو نبی ﷺ سے استغاثہ کرنے لگے اور یوں پکارنے لگے۔ یا محمد ایا محمد اہ۔ ہمارے ساتھ مغرب ایک نیک دل شخص تھا۔ وہ بولا۔ حاجیو! گھر آؤ مت۔ تم جی جاؤ گے۔ کیونکہ ابھی میں خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ میں نے حضور سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ کی امت آپ سے استغاثہ کر رہی ہے۔ حضور نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ بد کرو۔ مغربی کا قول ہے کہ میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا تھا کہ حضرت صدیق اکبرؓ سمندر میں تھکے۔ انہوں نے کشتی کے پتھر پر اپنا ہاتھ ڈالا۔ اور کھینچتے رہے۔ یہاں تک کہ کشتی سے ہاتھ چنانچہ ہم بھیگ و سالم رہے اور اس کے بعد جزیرہ ہم نے کچھ نہ دیکھا اور صحیح و سالم کشتی پر پہنچ گئے۔ (۷۰)

20۔ علامہ مہمانی شواہد الحق میں عبد الرحمن جزولی رحمتہ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ میری آنکھ ہر سال خراب ہو جایا کرتی تھی۔ ایک سال مدینہ منورہ میں میری آنکھ دکھنے لگی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر فریاد کی۔ "یا رسول اللہ! میں آپ کی حمایت میں ہوں اور میری آنکھ دکھ رہی ہے۔" آپ نے مجھے آرام ہو گیا اور حضور کی برکت سے آپ تک مجھے آنکھ کی تکلیف نہیں ہوئی۔

21۔ علامہ مہمانی شواہد الحق میں کتاب الاشارات الی معرفۃ الزیارات سے نقل کرتے ہیں کہ اس کے مصنف شیخ ابو الحسن علی بن ابی بکر الساجی الروی (متوفی ۶۱۱ھ) کہتے ہیں کہ جزیرہ میں ایک شہر تونہ ہے۔ وہاں مشہد نبی ﷺ اور مشہد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہیں۔ میں نے جزیرہ والوں سے ان مشاہد کی نسبت دریافت کیا کہ کیا یہ نبی ﷺ اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر بنائے گئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ قصہ تفصیل طلب ہے۔ پھر انہوں نے جو صورت شیخ کو باریک بینی سے دیکھا کہ یہ شخص جذام میں مبتلا ہو گیا تھا۔ لوگوں نے اس کی دھاری سے اسے جزیرہ کے ایک طرف نکال دیا تھا۔ ایک رات اس نے ایسا غل چلایا کہ لوگ وہاں پہنچ گئے اور اسے تندرست کھڑا دیکھا۔ جب اس کا حال دریافت کیا گیا تو اس نے بیان کیا کہ اس تک میں نے خواب میں نبی ﷺ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں۔ "یہاں مسجد ہو اؤ۔" میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں ہمارے لوگ میری بات کا یقین نہ کریں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ اے علی! اس کا ہاتھ پکڑو۔ حضرت علی نے اپنا ہاتھ میری طرف دیا۔

میں تندرست ہو کر کھڑا ہو گیا۔ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

امام ابن نعمان مصنف مصباح الاطعام فرماتے ہیں کہ میں نے اس مسجد کو دیکھا ہے۔ علامہ استاد حافظ و میاطی لور دیگر شیوخ اس قصہ کا ذکر کرتے تھے اور اس کو صحیح بتاتے تھے۔ یہ قصہ وہاں مشہور ہے۔ اس مسجد کو مسجد النبی کہتے ہیں۔

22۔ علامہ مہمانی اپنی کتاب سعادت الدارین میں خود اپنے استغاثہ کا قصہ یوں تحریر فرماتے ہیں کہ کسی ناخدا ترس دشمن نے میرے اوپر ایسا افترا لبا نہا کہ سلطان عبدالحمید خان نے حکم دیا کہ مجھے معزول کر کے دور علاقہ میں بھیج دیا جائے۔ یہ سن کر مجھے بے قراری ہوئی۔ جمعرات کا دن تھا۔ جمعہ کی رات میں نے ایک ہزار دفعہ استغفار پڑھا اور تین سو پچاس بار یہ درود شریف پڑھا۔ اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد۔ قد ضلقت حبلتی ادر کسی یا رسول اللہ۔ مجھے یہ آئی۔ آخر رات پھر جاگا اور ہزار دفعہ درود شریف پڑھا کہ حضور ﷺ سے استغاثہ کیا۔ جمعہ کی شام نبی کو سلطان کی طرف سے ہیر آگیا کہ مجھے حائل رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ سلطان کو نصرت دے اور مفتی کو سوا کرے۔ واللھم اللہ رب العالمین۔

23۔ امام شرف الدین بوسیری (متوفی ۶۹۳ھ) اپنے قصیدہ بردہ کا سبب تھنیف یوں بیان فرماتے ہیں۔

"میں نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں بہت سے قصیدے لکھے جن میں سے بعضے وزیر ابن الدین بن ثوب بن زبیر کی درخواست پر تھنیف ہوئے۔ بعد ازاں ایسا اتفاق ہوا کہ میں مرض اسلام میں مبتلا ہو گیا اور اس سے میرا نصف بدن بے کار ہو گیا۔ میرے جی میں آیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں ایک اور قصیدہ لکھوں۔ چنانچہ میں نے یہ قصیدہ بردہ تیار کیا۔ اور وہ مسل حضور اکرم ﷺ باری تعالیٰ میں اپنی عافیت کے لئے دعا کی۔ میں نے اس قصیدے کو بار بار پڑھا اور آنحضرت ﷺ کے قوسل سے دعا کی اور سو گیا۔ (اب دیکھئے احمد مختار کی سیاحتی لور محمد عربی کی چارہ ارباب) خواب میں زیارت ہوئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دست شفا میرے مفلوج حصہ پر رکھا۔ اور اپنی چادر (بردہ) مبارک مجھ پر ڈال دی۔ آنکھ کھلی تو میں نے اپنے تئیں تندرست و قوی پایا۔ میں نے اس قصیدے کا ذکر کسی سے نہ کیا تھا۔ مگر جب میں صبح کو گھر سے نکلا تو راستے میں ایک درویش نے مجھ سے کہا کہ وہ قصیدہ مجھے عنایت فرمائیے۔ جو آپ نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں لکھا ہے۔ میں نے کہا۔ آپ کون سا قصیدہ طلب فرماتے ہیں؟ وہ بولا۔ جو تم نے حالت مرض لکھا ہے لور اس کا مطلع بھی بتاؤ یا لور یہ بھی فرمایا کہ خدا کی قسم ارات کو یہی قصیدہ ہم نے دربار نبوی میں سنا ہے۔ جب یہ پڑھا جا رہا تھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو سن کر مجھوم رہے

تھے۔ جیسا کہ ہارنیم کے جھوٹے سے میوہ دار درخت کی شاخیں جھومتی ہیں۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا اور پڑھنے والے پر ایک چادر ڈال دی۔ یہ سن کر میں نے اپنا خواب بیان کیا اور یہ قصہ ہال درویش کو دے دیا۔ اس نے لوگوں سے ذکر کر دیا اور یہ خواب مشہور ہو گیا۔ (۱۷)

24۔ شیخ شمس الدین محمد جزری شافعی (متوفی ۷۳۳ھ) اپنی مشہور کتاب صلی اللہ علیہ وسلم میں

من کلام سید المرسلین کے دیباچہ میں اپنے استغاثہ کا یوں ذکر کرتے ہیں۔

”جب میں اس کی تربیب و تہذیب پوری کر چکا تو مجھے ایسے دشمن (انحراف اور غلط فہمی) طلب کیا کہ اللہ کے سوا کوئی اس کو دفع نہیں کر سکتا تھا۔ میں اس دشمن سے چھپ کر بھاگ گیا۔ اس کتاب کو میں نے اپنا حصین بنایا۔ میں نے حضور سید المرسلین کو خواب میں دیکھا۔ میں حضور ﷺ کے بائیں جانب بیٹھا ہوا ہوں۔ حضور گویا فرما رہے ہیں کہ تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے اور مسلمانوں کے لئے اللہ سے دعا کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک اٹھائے میں دیکھ رہا تھا۔ آپ نے دعا مانگی۔ پھر دست مبارک چہرے پر رکھے۔ پھر شب شب بخ شنبہ کو ہوئی۔ اور شب یک شنبہ کو دشمن بھاگ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان احادیث سے کہہ دیا ہے کہ جو اس کتاب میں ہیں مجھے اور مسلمانوں کو دشمن سے نجات دی۔“

25۔ فقیر ابو محمد اشعری نے اپنی کتاب فضیلت حج میں لکھا ہے کہ اہل عراق میں

ایک شخص کو ایسا مرض لاحق ہو گیا کہ اس کے علاج سے اطمینان نہ ہو سکے اور شفاء سے ناامید ہو گئے۔ وزیر ابو عبد اللہ محمد بن ابی الفضل نے ایک نامہ بحضور نبی اکرم ﷺ لکھا اور اس میں مرض کی شفاء کے لئے اشعار میں حضور ﷺ سے توسل کیا۔ یہ نامہ کسی کے ہاتھ مدینہ منورہ کو پہنچا دیا گیا۔ جب وہ اشعار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ شریف پر پڑھے تو ہمارے اپنے وطن میں اللہ تعالیٰ کی تکریم سے ہمارے نامہ لے جانے والے نے واپس آکر اسے دیکھا تو ایسا تندرست ہوا کہ کوئی نہ سمجھتا تھا۔ (۷۲)

26۔ ابو عبد اللہ محمد بن ازہدی کمال جو اندلس میں ایک نیک شخص تھا۔ وہی کہ جس نے

کہ اندلس میں ایک شخص کا پناہ قید ہو گیا۔ وہ اپنے بیٹے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے اپنا کرنے کے لئے اپنے شہر سے نکلا۔ راستے میں کوئی اس کا واقف ملا۔ اس نے کہا کہ میں نے اپنے شخص نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ سے فریاد کرنے کا حق تو ہر آدمی کے لئے ہے۔ میں نے کہا کہ اگر تمہارا لیا ہے اور تین سو دینار ذریعہ یہ قرار دیا ہے۔ مجھ میں استطاعت نہیں۔ اس واقعہ کے بعد کہ نبی ﷺ سے استغاثہ ہر جگہ مفید نہیں ہے۔ مگر وہ نہ مانا۔ جب مدینہ میں پہنچا تو وہ روضہ شریف میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے توسل کیا۔ اس نے خواب میں

کہ نبی ﷺ فرما رہے ہیں کہ تم اپنے وطن کو لوٹ جاؤ۔ جب وہ اپنے شہر میں واپس آیا۔ تو اپنے بیٹے کو موجود پایا۔ اس سے حال دریافت کیا تو بیٹے نے کہا کہ فلاں رات مجھ کو اور بہت سے قیدیوں کو خدا تعالیٰ نے رہائی دی۔ وہ رات وہی تھی جس میں اس کا باپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ (شواہد الحق)

27۔ ابراہیم بن مرزوق بیانی کا بیان ہے کہ جزیرہ شمر کا ایک شخص قید ہو گیا اور یزیدوں

اور کائنات میں ٹھوک دیا گیا۔ وہاں رسول اللہ پھر پکار کر فریاد کرتا تھا۔ اس کے بڑے دشمن نے طنز کیا کہ اس سے کہو کہ تمہیں چھڑا دے۔ جب رات ہوئی تو ایک شخص نے اسے بلایا اور کہا کہ لڑائی کو۔ وہ لا تم نہیں دیکھتے کہ میں کس حال میں ہوں؟ پھر اس نے لڑائی کی جس وقت وہ اشجد بن محمد رسول اللہ پر پہنچا تو اس کی بیڑیاں وغیرہ خود خود ٹوٹ گئیں اور اس کے سامنے ایک باغ نمودار ہوا۔ وہ باغ میں پھر رہا تھا کہ اسے ایک راستہ مل گیا جس سے وہ جزیرہ شمر میں جا پہنچا۔ اور اس کا قصہ اس کے شہر میں مشہور ہو گیا۔ (شواہد الحق)

28۔ سیدی محمد بن سید نصری الاصل قریشی شافعی (متوفی ۸۳۹ھ) کے خلاف شاہ

یمن نے کچھ طلب دنیا کے لئے لکھ دیا تھا۔ اس پر آپ نے حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی جناب میں ہوں تو تسل واستغاثہ کیا۔

مالی سوی جہ النبی محمد جہ بہ احمی و ابلغ مقصدی حکم بہ زال العنا

عنی وقد اعدمت فی ظن العذول المعتدی یا قلب لا تجزع و کن

حیر امری اضحیٰ یوحی غارۃ من احمد فعسی قوافیک الفوائد ممسیا ولعل

تاتیک البشائر فی غد۔

(ترجمہ) میرے واسطے نبی محمد کے جاہ کے سوا کوئی ایسا جاہ نہیں کہ جس کے وسیلے سے میں محفوظ رہوں اور اپنے مقصد کو پہنچوں حالانکہ بہت دفعہ آپ کے وسیلے سے میری تکلیف دور ہو گئی کیونکہ میں ملامت کرنے والے شکر کے گمان میں محتاج و محتاج تھا۔ اے دل تو بے صبری نہ کر اور اچھا مرد بن جو احمد سے عارت کا امیدوار ہے کیونکہ قریب ہے تجھے شام کو فائدے پہنچیں گے۔ اور امید ہے تجھے کل بخیر تیں آئیں گی۔

آپ نے اس قلم کو تہا نہ کیا تھا کہ نیند آگئی۔ خواب میں حضور اقدس ﷺ اور حضرت

ابوبکر و عمر کی زیارت ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ہم عارت کے لئے آگئے ہیں۔ تو ہر رات ہم پر ایک ہزار بار درود بھیجا کریں۔ سورج غروب ہونے پر پلا تھا کہ منصور کی بھاری کی خبر آئی۔ پھر تیسرے دن وہ دنیا سے رخصت ہو گیا۔ (جامع التکریمات للہبانی۔ حوالہ منہوی جزء اول ص ۱۵۶)

29۔ سیدی ابو العباس مری کا بیان ہے کہ میں جہاز پر سوار ہو گیا۔ ملاطیم کے سبب ہم ڈوبنے لگے۔ میں نے ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی۔

اللهم بحرمة نبيك الاممي انقذني وسلمني۔

(ترجمہ) (یا اللہ! تو اپنے مصطفیٰ کے طفیل مجھے چالے اور سلامت رکھ۔

میں اس دعا سے فارغ نہ ہوا تھا کہ مجھے جہاز کے گرد فرشتے نظر آئے جنہوں نے سلامتی کی بشارت دی۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو خوشخبری دی کہ انشاء اللہ تعالیٰ تم کل صبح سالم موضع مرہ میں پہنچ جاؤ گے۔ (جامع التکریمات حوالہ مصباح الظلام۔ جزو اول ص ۷۷)

30۔ امام شرف الدین بو صیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ ہمزہ میں یوں فرمادے ہیں۔

(ترجمہ) اور ہم گناہوں کے بوجھ سے نحیف و ناتواں ہو کر آپ کے پاس آئے ہیں۔ دینی اور دنیوی ہمیں بارگاہ غنا میں لائی ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں ذات حاجتیں ہیں۔ جن کے لئے آپ کے دست مبارک کی سخاوت سے چارہ نہیں۔ پس ہماری مدد کیجئے۔ اسے فریاد رس و بارش جب کہ طاقت اللہ سے نکل آجائے۔

31۔ شیخ السلام حافظ ابو الفتح تقی الدین بن دینق العید (متوفی ۱۱ صفر ۷۱۲ھ) (۷۱۲ھ) استغاثہ کے بارے میں یوں فرماتے ہیں۔

واتينا اليك انضاء فقر

وانطلوت في الصدور حاجات نفس

فاغشايامن هوالغوث والغيث

القول لركب سائرين ليشرب

فيواليه كل شكوى و منع

وانتم بمراتي للرسول و مسمع

وتكفون ما نخشون اى كفاية

فحلوا من التعظيم ابعداغاية

فحق رسول الله اكبر ما رعى ا

(طبقات الشافعية الکبریٰ للذہبی ص ۱۸۱) (ترجمہ) (یا اللہ! تو اپنے ساتھیوں کو خوشخبری دی کہ انشاء اللہ تعالیٰ تم کل صبح سالم موضع مرہ میں پہنچ جاؤ گے۔ (جامع التکریمات حوالہ مصباح الظلام۔ جزو اول ص ۷۷)

(ترجمہ) میں یثرب جانے والے شتر سواروں سے کہتا ہوں کہ تم کو نبی مقرب کی زیارت نصیب ہو۔ تم حضور سے ہر ایک مرض و مشقت عرض کر دینا اور ہر ایک درخواست و مطلب بیان کر دینا۔ اس حال میں کہ رسول اللہ تمہیں دیکھتے اور تمہاری بات سنتے ہوں گے۔ اور حضور کی منزل میں

تمہاری خوب حفاظت ہوگی۔ اور جس چیز سے تم ڈرتے ہو اس سے خوب بچاؤ ہوگا۔ اور حضور کے پاس سے تمہارے واسطے ہر نشان ظاہر ہوگا۔ پس تم غایت درجہ کی تعظیم سے اترنا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا حق ان سب سے بڑا ہے جن کی رعایت کی جانی ضروری ہے۔

32۔ علامہ کمال الدین زمکالی انصاری (متوفی ۶۱۲ھ) (۶۱۲ھ) جنہوں نے مسئلہ زیارت و استغاثہ میں اپنے ہمعصر ابن شمیم کی تردید میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ اپنے قصیدہ مدحہ میں یوں فرماتے ہیں۔

يا صاحب الجاه عند الله خالق

انت الوجيه على رغب العدا ابداء

بالفرقة الزبغ لا لقيت صالحة

ولا خطيت بجاه المصطفى ابداء

يا فصل الرسل و يامولى لانام ويا

ها قد قصدتك اشكو بعض ما صنعت

قد قذرت ذنوبى عن بلوغ مدى

فاستغفر الله لى واساله عصمته

عليك من ربك الله الصلوة كما

من الذنوب و هذا ملجاء الشاكي

فصدى الى القوز منها فهى اشراكي

فيها بقى و غنى من غير امساك

منا عليك السلام الطيب الزاكي

(نواف الوفيات جزو ثانی ص ۲۵۱)

(ترجمہ) اے خدائے خالق کے نزدیک قدر و منزلت والے اسوائے دروغ گو کے کسی نے آپ کے چاہ و منزلت کو رد نہیں کیا دشمنوں کی خواہش کے برعکس آپ ہمیشہ آبرو والے ہیں۔ آپ دلیروں اور عابدوں کے شفیع ہیں۔ اے فرقت رنج روا تو کسی نیکی کو نہ پائے۔ اور نہ خدا کسی روز تیرے مریدوں کے دل میں اب کرے۔ اور نہ تو چاہ مصطفیٰ سے کبھی فائدہ اٹھائے۔ اور نہ دنیا میں تیرے مددگار اور دوست فائدہ اٹھائیں۔ اے افضل الرسل اے تمام مخلوقات کے آقا۔ اے تمام انس و ملک سے بہر الو میں آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ تاکہ میں آپ سے اپنے گناہوں کے سلوک کی شکایت کروں اور آپ کی بارگاہ فریاد کرنے والے کا فائدہ ہے۔

میرے گناہوں نے مجھے غایت قصد تک پہنچنے سے روک کر اپنے میں پھنسا لیا۔ پس وہ میرا جال ہیں پس آپ خدا سے میرے لئے مغفرت طلب کیجئے اور آئندہ اس سے حفاظت و غنا ہا امساک کی دعا کیجئے۔ آپ پر آپ کے پروردگار اللہ کی طرف سے درود ہو۔ جیسا کہ ہماری طرف سے آپ پر عمدہ پاک سلام ہو۔ (نواف الوفيات۔ جزو ثانی ص ۲۵۱)

میرے گناہوں نے مجھے غایت قصد تک پہنچنے سے روک کر اپنے میں پھنسا لیا۔ پس وہ میرا جال ہیں پس آپ خدا سے میرے لئے مغفرت طلب کیجئے اور آئندہ اس سے حفاظت و غنا ہا امساک کی دعا کیجئے۔ آپ پر آپ کے پروردگار اللہ کی طرف سے درود ہو۔ جیسا کہ ہماری طرف سے آپ پر عمدہ پاک سلام ہو۔ (نواف الوفيات۔ جزو ثانی ص ۲۵۱)

33۔ مشہور مورخ قاضی عبدالرحمن معروف بہ ابن خلدون ماگنی (متوفی ۸۰۸ھ) یوں

استغاثہ کرتے ہیں۔

ہب لی شفاعتک الیٰ ارجواہا صفحا جمیلا عن قبیح ذنوبی
ان النجاة وان ا لیحت لامری فضل جاہک لیس بالشیب
انی دعوتک واتقا باجابتی یاخیر مدعو و خیر معب
(ترجمہ) مجھے اپنی شفاعت عطا فرمائیے۔ جس سے میں اپنے برے گناہوں کی معافی کی امید
سکوں اگر نجات کسی مرد کے لئے مقدر ہے۔ تو وہ آپ کے جاہ کے طفیل سے ہے۔ تشریف سے
میں۔ میں آپ کو پکارتا ہوں مجھے قبولیت کا یقین ہے اے خیر مدعو اے خیر معب (التمناات الوفیہ)
الوفیہ فی الرد علی الوہابیہ

34۔ شیخ شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۳ھ) یوں

عرض کرتے ہیں۔

نبی اللہ یا خیر البرایا بجاہک نفی فصل القضاء
وارجوا یا کریم العفو عما جنتہ بدای یا رب العباد
فقل یا احمد بن علی اذهب الی دار النعیم بلا شقاء
(التمناات الوفیہ)

(ترجمہ) اے اللہ کے نبی اے تمام مخلوق سے بہتر! حضور ہی کی قدر و منزلت کے طفیل قیامت
میں میرا چاؤ ہو گا۔ اے کریم ﷺ اے صاحبِ جود و عطاء! میں ان گناہوں کی جو مجھ سے ہوئے
میں معافی کی امید کرتا ہوں۔ حضور فرمادیں کہ اے احمد بن علی جنت میں بغیر مشقت کے چلا جا
(التمناات الوفیہ)

35۔ امام عمر بن الوردی یوں عرض کرتے ہیں۔

یا رب بالہادی البشر محمد و بندہ العالی علی الالہان
ثبت علی الاسلام قلبی و اھدنی للحق و انصرنی علی الشیطان
(ترجمہ) اے میرے پروردگار ہادی بشر حضرت محمد کے طفیل سے اور حضور کے دین کی ہر گت
سے جو سب دینوں پر غالب ہے مرے دل کو اسلام پر ثابت رکھ اور حق کی طرف میری رہنمائی کر
اور مجھے شیطان پر غلبہ دے۔ (التمناات الوفیہ)

36۔ مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ تصدیق ہمزہ میں اس طرح استغاثہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ یا خیر البرایا نوالک ابغی یوم القضاء

اذا ما حل خطب مدلہم فانک الحصن من کل البلاء
الیک توجہی و بک استنادی و بک مطامعی و بک ارجوانی
(ترجمہ) اے اللہ کے رسول اے تمام خلقت سے بہتر قیامت کے دن میں آپ کی عطا و بخشش چاہتا
ہوں جب کوئی سخت مصیبت پیش آئے تو حضور ہی کی طرف میری توجہ ہے اور حضور ہی میرا سہارا
ہیں۔ اور حضور ہی سے بھلائی کی طرح اور حضور ہی سے امید ہے۔

37۔ مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ
الغیب النعم کی تفسیر میں یوں فرماتے ہیں۔

مدار وجود الکنون فی کل لحظۃ و مفتاح باب الجود فی کل عسرۃ
و متمسک الملوہوف فی کل شدۃ و معتصم المکروب فی کل غمرۃ
و متجع الغفران من کل تائب الیک قد العین حین ضراۃ
(ترجمہ) آپ ہر لحظہ وجود عالم کے دار و مدار ہیں۔ اور ہر مشکل میں سخاوت کے دروازے کی کنجی
ہیں۔ اور ہر شدت میں پریشان کن قرار کی پناہ ہیں اور ہر مصیبت میں آفت رسیدہ کا سدا ہیں۔ اور
ہر ایک توبہ کرنے والے کے لئے بخشش کا وسیلہ ہیں۔ خشوع و خضوع کے وقت آپ ہی کی طرف
آنکھ اٹھتی ہے۔

38۔ استاد کبیر شیخ حمد اللہ شبراوی مصری رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے وقت یوں
عرض کرتے ہیں۔

یا رسول اللہ انی مذنب و من العود قبول المذنب
یا نبی اللہ مالی حیلۃ غیر حبی لک یا خیر نبی
عظم الکرب ولی فیک رجاء فہ یا رب فرج کربی
(مقالات وفیہ)

(ترجمہ) یا رسول اللہ! میں گنہگار ہوں۔ گنہگار کی عرض کا قبول کرنا جو دود کرم ہے۔ یا نبی اللہ! یا سید
الانبیاء آپ کی محبت کے سوا میرا کوئی حیلہ نہیں۔ میرا اندوہ و غم بڑا ہے۔ مجھے آپ سے امید ہے۔
اے پروردگار! حضور کے طفیل سے میرا غم دور کر دے۔ (مقالات وفیہ)

39۔ حضرت حاجی حافظ شاہ محمد امداد رحمۃ اللہ دربار نبوی میں یوں عرض کرتے ہیں۔

کرم فرماؤ ہم پر اور کرو حق سے شفاعت تم
ہمارے جرم و عسایاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہ
پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر

میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ
جہامت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
میں اب چاہو تراؤ یا ڈباؤ یا رسول اللہ
(رسالہ درودنامہ غناک)

40۔ مولانا مولوی محمد قاسم صاحب مانووی رحمۃ اللہ علیہ یوں عرض کرتے ہیں۔

بدد کرے اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
میں ہے قاسم جس کا کوئی حامی کار
یہ ہے اجہلت حق کو تری دعا کا لحاظ
قصائے مہر و مشروط کی نہیں ہے پکار
خدا ترا تو جہاں کا ہے واجب الطاعت
جہاں کو تجھ سے تجھے اپنے حق سے ہے سروکار
(قصائد قاسمی)

حدیث توسل بالعباس کی بحث

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں ۱۸ھ میں جسے عام الرمادہ کہتے ہیں
سخت قحط پڑا چوپائے اور انسان بھوک کی شدت سے مرنے لگے۔ لوگوں نے تنگ آکر حضرت
فاروق اعظم سے استقامت کے لئے درخواست کی جسے امام بخاری نے یوں نقل کیا ہے۔

عنه انس بن مالك ان عمرو بن الخطاب رضى الله عنه كان اذا قحطوا
استسقى بالعباس بن عبدالمطلب رضى الله عنه فقال اللهم توسل اليك
بنينا على الله عليه وسلم فتسقيننا وانا نتوسل اليك بعم نينا فاسقيننا قال
قبسقون۔

(باب سوال الناس الامام الاستقام لولا قحطوا)

(ترجمہ) انس بن مالک سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب لوگوں میں
قحط پڑا عباس بن عبدالمطلب کے وسیلہ سے بارش کی دعا کی اور یوں عرض کیا۔ یا اللہ! ہم تیری
جناب میں اپنے نبی ﷺ کا وسیلہ پکڑا کرتے تھے۔ پس تو ہمیں بارش عطا کر دیتا تھا۔ اور اب ہم تیری
بارگاہ میں اپنے نبی کے چچا کے وسیلہ بناتے ہیں۔ پس ہمیں بارش عطا کر (قول ربوی) پس بارش ہو
رہی تھی۔

امین تھیہ اور ان کے مقلدین نجد یہ کہتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم نے جو رسول اللہ
ﷺ کو چھوڑ کر حضرت عباس سے توسل کیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بعد
وفات شریف توسل جائز نہیں۔ ورنہ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا نہ کرتے۔
ان تھیہ کا یہ اجتہاد ایسا بدعہ ہے۔ علماء اہل سنت میں سے آج تک کسی نے اس حدیث سے یہ نتیجہ
افذ نہیں کیا۔ حضور اقدس ﷺ کی شان میں حیات و وفات میں اس طرح فرق کرنا کمال درجہ کی
شقوت ہے۔ جیسا کہ آگے بیان ہو گا۔ مسئلہ زیارت و توسل کی مخالفت کا خیال وہ جو ان تھیہ کو بھگتا
پڑا ہم اس کی طرف پہلے اشارہ کر آئے ہیں۔ اب ہم حدیث زیر بحث کی نسبت لطیف اختصار حسب
ذیل گزارش کرتے ہیں۔

صحابہ کرام نے اس دعا بارال میں نام نامی حضرت عباس کو وسیلہ نہیں بنایا۔ بلکہ یوں
عرض کیا کہ اے پروردگار ہم تیری جناب میں اپنے نبی کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں۔ اگرچہ نام
نامی لے کر وسیلہ پکڑنا بھی جائز تھا۔ مگر اس موقع پر فاروق اعظم اور دیگر صحابہ کرام کو حضرت
عباس کی قبر اہل نبوی جناب کر گیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا وسیلہ پیش کرنا منظور تھا۔ چنانچہ خود
حضرت عباس اپنی زبان مبارک سے اقرار کرتے ہیں جیسا کہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں
بدین الفاظ مذکور ہے۔

وفي الحديث ابي صالح فلما صعد عمرو معه العباس المنبر قال عمر
اللهم انا توجهنالك بعم نبيك وصنوابيه فاسقنا الغيث ولا تجعلنا من
القائطين ثم قال قل يا ابا الفضل فقال العباس اللهم لم ينزل بلاء الا بذنب
ولم يكشف الا بعوبة فقد توجه بي القوم اليك لمكانتي من نبيك۔ (الحدیث)
(ترجمہ) اور حدیث او صالح میں ہے کہ جب حضرت عمرو حضرت عباس منبر پر چڑھے تو
حضرت عمر نے عرض کیا۔ یا اللہ! ہم تیری جناب میں تیرے نبی ﷺ کے چچا کو جو جائے والد نبی
کے ہیں پیش کرتے ہیں تو ہمیں بارش عطا فرما اور ہمیں ناامید نہ کر۔ پھر کہا اے عباس تم بھی دعا
کرو۔ حضرت عباس نے یوں دعا کی۔ یا اللہ! ہمیں اتنی کوئی بلا مگر گناہ کے سبب سے اور نہیں دور
ہوئی مگر توبہ سے اور قوم نے اس واسطے میرا وسیلہ پکڑا ہے کہ میرا تعلق تیرے نبی سے ہے۔

خود حضرت عمر فاروق کے بیان سے بھی صاف پتہ چلتا ہے کہ یہاں حقیقت میں
آنحضرت ﷺ سے توسل ہے۔ حافظ ابن عبد البر استیعاب میں حضرت عباس بن عبدالمطلب کے
حالات میں لکھتے ہیں۔

ورويانا من وجوه عن عمر انه خرج يستسقى وخرج بالعباس فقال اللهم انا

لتقرب اليك بعن نبيك صلى الله تعالى عليه وسلم ونشفع به فاحفظوا
نبيك صلى الله عليه وسلم كما حفظت الغلامين لصلاح ابائهم (ترجمہ)
حضرت عمرؓ سے ہمیں کئی وجہ سے روایت پہنچی ہے کہ وہ اپنے ساتھ حضرت عباسؓ
لیکر نکلے اور عرض کیا۔ یا اللہ ہم بلا سیلہ تیرے نبیؐ کے چچا کے تیری جناب میں حاضر ہونے کی وجہ سے
ان کو اپنا شفیع بناتے ہیں۔ پس تو اس میں اپنے نبیؐ کی رعایت کر جیسا کہ تو نے ان کو اپنا شفیع بنایا
کی رعایت ان کے باپ کی بیٹی کے سبب کی (کہ ان کی گرتی دیوار کو سیدھا کھڑا کر دیا) (اللہ بہا)
حضرت عباسؓ میں آنحضرتؐ کی رعایت کا مطلب یہی ہے کہ ترانت نبویؐ کو محمدؐ کو
بارش کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرما۔ تاریخ کامل ابن اثیر میں بھی یہی مضمون تقریباً اسی الفاظ
میں مذکور ہے۔

عمدۃ القاری میں یہ روایت بھی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب مرتدوں کے خلاف
میں لشکر اسلام کو روانہ کیا تو آپؐ حضرت عباسؓ کے ساتھ مشایعت کے واسطے شہر سے باہر نکلا
کہا۔

یا عباس استنصروانا او من فانی ارجوا ان لا یغیب دعوتک لعلک لعلک
نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
(ترجمہ) اے عباس! مدد کی دعا مانگو اور آئین کتنا جاؤں کیونکہ مجھے امید ہے کہ تمہاری دعا مانگا
جائے گی۔ یا جو اس کی تمہارا نبیؐ سے تعلق ہے۔

خاصہ کلام یہ کہ حضرت عباسؓ کو وسیلہ بنانا صرف قرأت نبویؐ کے سبب سے قاصر ہے
توسل بالنبیؐ ہے یا اس ہمہ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حدیث ذریعہ میں حضرت عباسؓ
اعظمؓ نے حضرت عباسؓ کی ذات خاص سے بلا تعلق قرأت نبویؐ کے وسیلہ پکڑا ہے تو البتہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک سے وسیلہ پکڑنے کا انکار نہیں نکلتا۔ حضورؐ کے وسیلہ سے
اور حضورؐ کے ذریعہ سے دعا مانگنے کا ثواب مطلقاً اسی حدیث میں موجود ہے۔ اب اس مطلق توسل
کہ عام ہے حالت حیات اور وفات سے متغیر یہاں حیات کرنا اور حالت وفات کی گئی کرنا
قاعدہ سے ہے اور دلالات اربعہ علم اصول (عبارة النص و اشارة النص والا لہ النص و
اقتضاء النص) میں سے کوئی دلالت اس نفی توسل پر دلالت کرتی ہے۔ ہرگز کوئی دلالت
توسل پر دلالت نہیں کرتی۔ یہ اجتہاد بے بنیاد کسی علمی قاعدے پر مبنی نہیں کیونکہ اگر مطلق
مفخص میں ایک وصف پایا جائے تو وہ دوسرے مفخص میں اس وصف کے نہ پائے جانے کی وجہ سے
من سکتا۔ پس اس صورت میں حدیث ذریعہ سے توسل بالنبیؐ کے علاوہ اہل بیتؓ کے توسل

توسل سے توسل کا جو لزائم ہوتا ہے اور حضرت فاروق اعظمؓ نے مختلف اوقات میں ہر دو طریق
کا عمل کیا ہے۔

یہاں تجدید کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس موقع پر صحابہ کرام نے رسول
ﷺ (جو افضل ذریعہ ہیں) کو چھوڑ کر دوسرے وسیلہ کیوں اختیار کیا۔ اس کا جواب کئی طرح سے
دیا گیا۔ اولاً۔ حافظ ابن عبد البر استیعاب (ترجمہ عباس بن عبد المطلب) میں یوں لکھتے ہیں۔

قال ابو عمرو کان سبب ذلك ان الارض اجللت اجدا با شديدا على عهد
عمر زمن الرمادة و ذلك سنة سبع عشرة فقل كعب يا امير المؤمنين ان
بنی اسرائیل كانوا اذا اصابهم مثل هذا استسقوا العصبة الانبياء فقل عمر
هذا عم رسول الله صلى الله عليه وسلم وصنوا به و سيد بنی هاشم فمشى
اليه عمر و شكوا اليه ما فيه الناس من القحط ثم صعدا المنبر و معه عباس۔
(الخ)

(ترجمہ) ابو عمرو نے کہا کہ اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں عام الرمادہ میں سخت خشک
ہال تھی اور یہ ۷ھ تھا۔ حضرت کعبؓ نے کہا۔ اے امیر المؤمنین بنی اسرائیل میں جب ایسا قحط
آتا تھا تو وہ پیغمبروں کی ایک جماعت کے وسیلہ سے بارش کی دعا کیا کرتے تھے۔ یہ سن کر حضرت
عمرؓ نے فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کے چچا اور محترم والد نبیؐ اور سید بنی ہاشم ہیں۔ پس حضرت عمرؓ
نے حضرت عباسؓ سے قحط کی شکایت کی جس میں لوگ جلا تھے۔ پھر منبر پر چڑھے اور آپؐ کے
ساتھ حضرت عباسؓ بھی تھے۔

پس یہاں بھی قرأت نبویؐ کی وجہ سے توسل ہے جو توسل بالنبیؐ ہے ﷺ
ثانیاً۔ علامہ ابن حجر مکیؒ کی جو ہر معقم ص ۷۷ میں فرماتے ہیں۔
وكان حكمة توسله به دون النبي صلى الله عليه وسلم وقبره اظهار غاية
التواضع لنفسه والرفعة لقراءة النبي فلفي توسله به توسل بالنبي صلى الله
عليه وسلم وزيارة۔

(ترجمہ) گویا نبی ﷺ اور آپؐ کی قبر شریف کو چھوڑ کر حضرت عباسؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
توسل کرنے میں حکمت سے متعلقہ حضرت عباسؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تواضع کا ظاہر کرنا اور قرأت
نبویؐ کی اہمیت کا اظہار تھا۔ پس حضرت عباسؓ سے توسل توسل بالنبیؐ ہے اور زیادت ہے۔
جلال العلماء مولانا مفتاح احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے رسالہ دفع التوسل عن التوسل
میں اس یوں تحریر فرماتے ہیں۔

یہ علم کلام کا مسئلہ مسلم ہے کہ ولی کی کرامت اس نبی کا معجزہ ہے۔ جس کی امت محمدیہ
ولی ہے۔ یہ جو کرامت حضرت عباسؓ سے اس موقع استقامت پر ظاہر ہوئی ہے کہ ان کی دعا سے
برسایہ معجزہ رسول اکرم ﷺ کا ہوا۔ یہاں افضل ذریعہ کو صحابہ نے چھوڑا انہیں بندہ نور اور
افضلیت کو جتنا دیا اور بتا دیا کہ ہمارے پاس ایسا افضل ذریعہ ہے جس کے اولیٰ تلامذوں یا جس کے
قرامت داروں کے وسیلہ بنانے سے خداوند کریم دعا قبول فرما لیتا ہے۔ اتنی

النجہ یہ سے پوچھنا چاہیے کہ تمہارا دعویٰ تو سل بالحدیث ہے اور حدیث صحیح میں
ہے کہ قیامت کے دن سب لوگ بغرض شفاعت دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے پاس یکے بعد
دیکرے جائیں گے۔ پھر اخیر میں حضور سید المرسلین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔
شفاعت غلٹی کے بعد جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مختص ہے۔ علماء اور شہداء امت
گنہگاروں کے لئے جو دوزخ میں ہوں گے شفاعت فرمائیں گے۔ پس وہاں افضل ذریعہ پھر
دوسرے وسیلے کیوں اختیار کئے جائیں گے۔ اس حدیث سے تو ظاہر ہے کہ افضل ذریعہ کی
موجودگی میں دیگر وسائل اختیار کرنا جائز ہے۔ غرض تو سل بالنبی ﷺ جائز تو سل بالہدیہ
والصلیاء جائز۔ ایک وقت میں ہر دو معاً جائز اور مختلف اوقات میں علیحدہ علیحدہ بھی جائز ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے وصال شریف کے بعد صحابہ کرام کو کئی موقعوں پر تو سل کی
ضرورت پڑی ہے۔ جن میں سے استقامت و تو سل زیر بحث ایک مثال ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ
انہوں نے ایسے مواقع پر کس طرح تو سل کیا ہے۔ اس کتاب میں ایسی دس مثالیں پہلے مذکور
ہو چکی ہیں۔ جن کا حاصل ہم یہاں بالترتیب دہراتے ہیں۔

1۔ حضور اقدس ﷺ کا وصال شریف ہو چکا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ چہرہ مہر کی
سے چادر اٹھا کر یوں پکارتے ہیں۔

اذکرونا یا محمد عند ربک ولنکن من ہالک۔

(ترجمہ) اے محمد ﷺ ہمیں اپنے پروردگار کے پاس یاد کرنا اور ضرور ہمارا خیال رکھنا۔

2۔ دفن شریف کے تیسرے روز ایک اعرافی مزار مقدس پر حاضر ہو کر عرض کر
ہے۔ "یا رسول اللہ! میں آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ آپ میرے حق میں دعائے مغفرت
فرمائیں۔" قبر شریف سے آواز آئی کہ تجھے بخش دیا گیا۔

3۔ عہد فاروقی میں قحط پڑا۔ حضرت بلال بن عمارؓ صحابی مزار شریف پر حاضر ہو کر
عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ! آپ کی امت ہلاک ہو رہی ہے۔ بارش کی دعا فرمائیں۔ حضور
ﷺ خواب میں حضرت بلالؓ سے فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سے میرا سلام کہو اور بارش کی دعا

1۔ اور ان سے یہ بھی کہہ دو کہ دین میں نرمی اختیار کریں۔ چنانچہ بلالؓ نے حضرت فاروق اعظمؓ کو
یہ خبر سنائی۔ آپ سن کر رو پڑے۔ اگر بعد وفات شریف تو سل جائز نہ ہوتا تو امیر المومنین ضرور
منع کرتے۔

4۔ ایک سال مدینہ منورہ میں قحط پڑا۔ لوگ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فریاد کرتے
ہیں۔ حضرت عموہ فرماتی ہیں کہ روضہ شریف پر حاضر ہو کر ایک روشندان آسمان کی طرف
کھول دو چنانچہ ایسا ہی کیا جاتا اور خوب بارش ہوتی ہے۔ صحابہ کرام میں سے کسی نے اس تو سل پر
اعتراض نہ کیا۔ بلکہ بعد میں یہ طریق تو سل اہل مدینہ میں جاری رہتا ہے حضرت صدیقہؓ کی علمی
قابلیت محتاج بیان نہیں۔ اگر وفات شریف کے بعد تو سل ناجائز ہوتا تو صحابہ کرام سکوت نہ
فرماتے۔ یہ جواز تو سل پر اجماع سکوتی ہے۔

5۔ عہد فاروقی میں عام الرمادہ ہی کا واقعہ ہے کہ حضرت بلال بن عمارؓ صحابی اپنے اہل
خانہ کے اصرار پر ایک بھری ذبح کرتے ہیں۔ کھال اتارنے پر سرخ ہڈیاں نظر آئیں تو یوں پکارتے
ہیں۔ یا محمد!

6۔ عہد فاروقی ہی میں ۵۱ھ میں مسلمانوں کا مقابلہ بوقا حاکم حلب کے لشکر جرار سے
ہوتا ہے۔ حضرت کعب بن حمزہؓ لشکر اسلام کے چانے کے لئے بے چین ہو رہے ہیں اور یوں پکار
رہے ہیں۔

یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل۔

(ترجمہ) یا محمد! یا محمد! اے نصرت الہی انزل فرما۔

اس لشکر اسلام میں کس قدر صحابہ شامل ہوں گے مگر کسی نے اس استقامت پر اعتراض
نہیں کیا۔

7۔ ۱۳ھ میں حضرت عمر فاروقؓ اپنا خط عبداللہ بن قریظؓ صحابی کے ہاتھ حضرت عبیدہ
بن الجراح کے نام پر موک بھیجتے ہیں اور وسیلہ حضور رسول اکرم ﷺ سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔
جاتے وقت حضرت عبداللہ روضہ اقدس پر حاضر ہوتے ہیں۔ وہاں آپ کی درخواست پر حضرت
عباسؓ و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روضہ شریف پر ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کرتے ہیں۔

اللہم انا نتوصل بہذا النبی المصطفیٰ والرسول المجتبیٰ۔ (الخ)

(ترجمہ) یا اللہ! ہم اس نبی مصطفیٰ اور رسول مجتبیٰ کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں۔ (الخ)

اس موقع پر حضرات حسین و حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی اس دعا میں شریک ہیں۔ اس
کے بعد حضرت علیؓ حضرت عبداللہؓ سے فرماتے ہیں کہ اب جانیے۔ اللہ تعالیٰ عمرو عباس و علی و

حسن و حسین و ازواج رسول اللہ کی دعا کو رد نہ کرے گا۔ اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اپنے نبی کا وسیلہ پکڑا ہے جو اکرم المطلق ہیں۔

8۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں سو گیا۔ آپ پکارتے ہیں۔ یا محمد ﷺ اور خوابیدگی دور ہو جاتی ہے۔

9۔ ایک شخص کسی حاجت کے لئے بار بار حضرت عثمان غنی کی خدمت میں حاضر ہوا ہے مگر حضرت خلیفہ توجہ نہیں فرماتے۔ حضرت عثمان بن حنیف صحابی اس شخص کو وہ طریق توسل بتاتے ہیں جو خود حضور اکرم ﷺ نے ایک نابینا کو بتایا تھا جس میں یہ الفاظ ہیں۔ اللہم انی اسئلك واتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربک انی تقضی حاجتی۔ وہ شخص اس پر عمل کرتا ہے اور کامیاب ہوتا ہے۔ یہی عمل آج تک مثلاً اس میں جاری ہے۔

10۔ ابو عامر (قبیلہ حضرت نافعہ جعدی) بصرہ میں کھیتوں میں اپنے مویشی چرا کر رہے تھے۔ حضرت عثمان غنی ابو موسیٰ اشعری کو ان کے طلب کرنے کے لئے بھیجتے ہیں۔ حضرت ابو اپنی قوم کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ ان کو تازیانے لگاتے ہیں۔ حضرت ابو صحابی اس تشدد کی فریاد آنحضرت ﷺ اور حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یوں کرتے ہیں۔

فیاقبر النبی وصاحبہ۔ الا یا غوثنا لو تسمعوننا۔

(ترجمہ) پس اے قبر نبی ﷺ کی اور آپ کے دو صحابہ کی دیکھنا اے ہمارے فریاد رس کا دل آپ نہیں۔

میں نے یہ مثالیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس واسطے دہرائی ہیں کہ مومنوں کے ایمان کو تازگی بخشنی ہیں۔ اس عشرہ کاملہ کے علاوہ قرآن کریم کی دو آیتوں سے توسل اور حث کا ثبوت۔ خود حضور اکرم ﷺ کا انبیائے سابقین علیہم السلام سے توسل حضرات تابعین کا توسل بالنبی ﷺ اعرابی کا قصہ بروایت امام عسکری (متوفی ۴۲۸ھ) جسے علماء مذاہب اربعہ نے آداب زیارت میں شمار کیا ہے۔ پھر اس زمانے تک توسل کی اور چالیس مثالیں۔ یہ سب کچھ اس کتاب میں پہلے آچکا ہے۔ زیادہ کی ضرورت نہیں۔

قارئین کرام! انور کا مقام ہے حضور رسول اکرم ﷺ لہذا آفرینش سے تا قیامت واسطہ و وسیلہ و ذریعہ ہیں۔ چنانچہ خلق عالم میں آپ ہی واسطہ تھے۔ عالم ارواح میں انبیاء کرام کی روحوں نے جو علوم و معارف حاصل کئے وہ آپ ہی کے واسطے و ذریعہ سے کئے۔ اس عالم میں انبیاء

کرام کو جو مشکلات پیش آئیں اور جو انعامات الہی ان پر ہوئے ان مشکلات کا حل اور انعامات کا حصول آپ ہی کے واسطے سے تھا۔ دنیا میں وجود عنصری کے ساتھ تشریف الہیہ خالق و مخلوق میں واسطہ آپ ہی کی ذات اقدس تھی۔ آپ کا ارشاد مبارک ہے۔ "وینفذ اے بانٹنا میں ہوں۔" صحابہ کرام قضاء حاجات کے لئے اللہ تعالیٰ کی جناب میں آپ ہی کا واسطہ پیش کیا کرتے تھے۔ وفات شریف کے بعد بھی زمانہ صحابہ کرام سے آج تک ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے اور قیامت رہے گا۔ عرصات قیامت میں تمام امتوں کی مشکل کا حل آپ ہی کے واسطے سے ہو گا۔ اندریں حالات مگرین کا توسل بعد الوفا سے انکار نہایت حیرت انگیز ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر شریف میں حیات حقیقہ دنیویہ زندہ ہیں۔ آپ کے تصرفات بدستور جاری ہیں۔ اسی واسطے آپ کی امت میں قطب و ابواب و دہال قیامت ہوتے رہیں گے۔ آپ کی دنیوی زندگی میں جس اعلیٰ وصف کے سبب سے آپ سے توسل کیا جاتا تھا۔ وہ وفات شریف کے بعد بھی بدستور ثابت ہے کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اسی طرح وصف رحمتہ للعالمین بھی بعد الوفا آپ میں موجود ہے۔ کیونکہ آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ میری حیات اور میری ممت دونوں تمہارے واسطے بہر ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ بایں ہمہ آپ کی حیات و ممت میں فرق کرنا اور توسل بعد الوفا کا انکار کرنا یقیناً حرمان و شقاوت کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ حواء حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اسحابہ وسلم۔

۴۔ عرصات قیامت میں شفاعت و توسل

اس کتاب میں شفاعت کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ شفاعت کے جس قدر انواع ہیں وہ سب حضور سید المرسلین ﷺ کیلئے ثابت ہیں۔ جن میں سے بعض حضور ﷺ سے مختص ہیں اور بعض میں مشارکت ہے۔ قیامت میں سب سے پہلے جواب شفاعت کھولین گے وہ آنحضرت ﷺ ہوں گے۔ اس لئے حقیقت میں تمام شفاعتیں حضور ﷺ ہی کی طرف راجع ہیں اور حضور ﷺ ہی صاحب شفاعت علی الاطلاق ہیں۔ وہ انواع حسب ذیل ہیں۔

اول:- شفاعت عقلی ہے جو تمام خلایق کو عام ہے اور حضور کو مختص ہے۔ میدان حشر میں طول و قوت کے سبب سے سب لوگ گھبرا جائیں گے اور بغرض شفاعت انبیائے کرام علیہم السلام کے پاس کیے بعد دیگرے جائیں گے۔ مگر سب کی طرف سے یہی جواب ملے گا کہ ہم اس کے الٰہ نہیں۔ آخر کار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوں

گئے۔ اور حضور انا لھا (میں اس کا اہل ہوں) فرماتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں طول و کثرت سے نجات اور تقیل حساب کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔

دوم :- ایک جماعت کے حق میں بغیر حساب بہشت میں داخل ہونے کیلئے دعا ہوگی۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے ستر ہزار آدمی بے حساب بہشت میں جا سکیں گے۔ ان ستر ہزار کے ساتھ اور بہت سے بھی بے حساب جنت میں پہنچ جائیں گے۔ بعض کے نزدیک یہ نوع بھی آنحضرت ﷺ سے مخصوص ہے۔

سوم :- وہ اقوام جن کی ٹیکیاں اور برائیاں برابر ہیں۔ شفاعت سے جنت میں جا سکیں گے۔

چہارم :- جو لوگ دوزخ کے مستحق و مستوجب ہیں وہ حضور کی شفاعت سے جنت میں پہنچ جائیں گے۔

پنجم :- ایک جماعت کے رفع درجات کیلئے حضور شفاعت فرمائیں گے۔

ششم :- گنہگار لوگ جو دوزخ میں ہوں گے وہ شفاعت سے نکل آئیں گے۔ یہ شفاعت تمام انبیاء و ملائکہ و شہداء میں مشترک ہے۔

ہفتم :- استئذان جنت کیلئے شفاعت ہوگی۔

ہشتم :- خاص اہل مدینہ کیلئے ہوگی۔

نہم :- آنحضرت ﷺ کے روضہ شریف کے دائرین کے لئے ہوگی۔ (شعبۃ النعمات جلد رابع ص ۳۰۳)

اب اخیر میں تو کلی مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے روتا ہوا اور دوبارہ رسالت مآب میں یوں عرض کر رہا ہے۔

”یا رسول اللہ! قیامت میں اس مسکین عاجز بے نوا سرپا، محمد نور غرض تو کلی کی

قیامت فرما دیجئے گا۔“

ہذا آخر الکلام فی سیرۃ خیر الانام - علیہ الف الف تحیۃ وسلام۔

رَبِّ تَقَبَّلْ مِنِّيْ هَذِهِ الْهَدِيَّةُ الطَّيِّفَةُ - لِجَنَابِ حَبِيبِكَ الْخَصِيْبِ عَلَيْهِ الْوَلَفُ الصَّلَوةُ وَالنَّحِيَّةُ - وَجْعَلْهَا اِلَى حُصُولِ رِضَاكَ وَنَيْلِ شَفَاعَتِهِ وَسَيَّلْهُمُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَّبِعِيْنَ لِشَرِيْعَتِهِ الْمُتَّبِعِيْنَ بِمُحَبَّتِهِ الْمُهْتَدِيْنَ بِهَدْيِهِ وَسَيَّرْتَهُ - وَتَوَقَّنِيْ عَلَى سَبِيْهِ وَبَلِيْهِ وَلَا تَحْرِمْنِيْ فَضْلَ شَفَاعَتِهِ - وَاجْعَلْنِيْ فِيْ اَتْبَاعِهِ الْعَرِّ الْمُحْجَلِيْنَ - وَاتَّبَاعِهِ السَّابِقِيْنَ وَاصْحَابِي الْيَمِيْنِ - اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِشُبُوْحِيْ وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ بِرَحْمَتِكَ يَا رَحْمَنُ يَا رَحِيْمُ يَا غَفَّارُ يَا وَهَّابُ هَذَا وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ - وَالصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ وَآزْوَادِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ وَوَلِيَّائِهِمْ وَاتَّبَاعِهِمْ اَجْمَعِيْنَ -

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ ☆

حواشی

حوالہ جات (باب پہلا)

(۱) مصنف عبد الرزاق (متوفی ۲۱۱ھ) کے بروایت حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری۔ (۲) ترمذی شریف۔ (۳) اس آیت کا ترجمہ یوں ہے 'اور جب لیا اللہ نے اقرار پیغمبروں کا کہ الہیت جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب و حکمت سے پھر آوے تمہارے پاس رسول سچا کرنے والا اس چیز کو کہ تمہارے ساتھ ہے الہیت تم ایمان لاؤ گے اس پر اور الہیت مدد دے گی اس کو۔' کما خدا نے کیا اقرار کیا تم نے اور لیا اس پر عہد میرا۔ کما انہوں نے اقرار کیا ہم نے۔ فرمایا خدا نے تم کو اور ہو اور میں تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔ احمی (آل عمران رکوع ۵)۔ (۴) بلکہ لایا ہے حق کو اور سچا کیا ہے پیغمبروں کو (مساقات رکوع ۲)۔ (۵) وقاء الوقاء فی فضائل المصطفیٰ لایع الجوزی۔ (۶) خصائص کبریٰ للسیوطی حوالہ حاکم و طبرانی۔ (۷) مجموعہ قصائد ص ۳۰۔

حوالہ جات (باب دوسرا)

(۱) قصی کے حالات کے لئے دیکھو سیرت ابن ہشام اور سیرت حلبیہ۔ (۲) روایات حاجیوں کے کھانے پینے کا انتظام کرنا۔ ثابت حاجیوں کو آب زمزم پلانا۔ (۳) کائنات ابن اثیر و سیرت حلبیہ۔ (۴) سلمی ہاشمی سے پہلے احمد بن جراح کے تحت میں تھی۔ جس سے عمرو بن احمد پیدا ہوا۔ (۵) یہ شہر مصر کی طرف اقصائے شام میں واقع ہے۔ مطلب نے رومان میں عبد شمس نے مکہ میں اور نوفل نے سلمیات میں وفات پائی جو عراق سے مکہ کے راستے میں ایک قطعہ آب ہے۔ (۶) ابن کے حالات کے لئے دیکھو سیرت ہشامیہ اور سیرت نبویہ للسید احمد زینی الشہور بد طحان۔ (۷) استیعاب ابن عبد البر۔ (۸) قول واقدی حادث کی ماں کا نام صفیہ بنت جندب ہے اور اروی حادث کی سگی بہن ہے۔ (۹) صحیح بخاری کتاب النکاح باب و امہتکم النبی ارضعنکم نیز زکائی علی المواہب (جز اول ص ۳۸) چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ ان حکمرانوں کے نام یہ ہیں۔ نو شیر وال ہرمزن نو شیر وال خسر و پرویز بن ہرمز شیرویہ بن خسر و پرویز اور شیر بن شیرویہ شیر یا ریا شہر ہرمز کسری بن شیرویہ (قول ابن خضیر بن پرویز) ملکہ بدران ہشیرہ شیرویہ فیروز خفش ارمید منت ہشیرہ شیرویہ فیروز خسر و اولاد پرویز بن ہرمز بن مر بن خفش از نسل اور شیر بن بابک فیروز بن مر بن خفش یزد

عن شریار بن پرویز۔ (۱۰) مواہب وزر قانی۔ (۱۱) لکن سعد ابو نعیم وغیرہ۔ (۱۲) ترمذی شریف۔
 (۱۳) کیا رائدہ قوم کتا تیرے قافلہ کو پناہ دے گا؟ دیکھو عقد الفرید لائن عبد رب۔ (۱۴) اور میں حجر
 انکار اپنے چچاؤں کو دے رہا تھا۔ (۱۵) اعلام باعلام بیت اللہ الحرام للعلامة قطب الدین الہمی ص
 ۱۴۔ (۱۶) شری غز ۲۴ انگل کا ہوتا ہے۔ (۱۷) تفصیل اعلام باعلام بیت اللہ الحرام میں ہے۔
 بول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حجر کو حطیم نہ کہنا چاہیے کیونکہ یہ نام ایام جاہلیت میں وضع ہوا
 ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ ایام جاہلیت میں وہاں باہم قسم کھایا کرتے تھے اور عقد حلف کی علامت یہ
 ہو کرتی تھی کہ معاہدین اپنا ہوتا یا چاک یا کمن حجر کی طرف پھینک دیا کرتے تھے۔ اس واسطے حجر کو
 حطیم کہا کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

حوالہ جات (باب تیسرا)

(۱) یہ خاکہ ابو النذر ہشام کلبی (متوفی ۲۰۳ھ) کی تصنیف کتاب الامنام سے ماخوذ ہے جو مصر میں
 ۱۳۴۳ھ میں چھپ چکی ہے۔ (۲) طبقات الامام لائن صاعد اللہ لسی مطبوعہ بیروت ۱۹۱۲ء میں
 ۲۳۔ (۳) معجم البلدان یا قوت حموی۔ تحت الواط۔ (۴) سیرت لکن ہشام۔ قصہ اصحاب الاعداد۔
 (۵) مذہب و اخلاق کی انسانی نیکیوں پر۔ تحت عرب قدیم۔ (۶) حیوۃ الخیوان للدمیری (جز اول ص
 ۱۶۹) حوالہ ہسائر القند ماوراء النہر للشیخ ابی حیان التوحیدی التوفی ۳۸۰ھ۔ (۷) کشف اللہ
 الملقب الشترانی جزء ثانی ص ۵۶۔ (۸) شرح فقہ اکبر اعلی القادری۔ (۹) تفصیل کے لئے صحیح
 بخاری کتاب التفسیر دیکھو۔ (۱۰) صحیح بخاری کتاب التفسیر سورہ شعراء۔ (۱۱) سیرت لکن ہشام۔
 (۱۲) سیرت لکن ہشام۔ (۱۳) سیرت ابن ہشام۔ (۱۴) صحیح بخاری کتاب الایمان۔ باب طرح
 جیف المخرجین فی البصر۔ (۱۵) سیرت لکن ہشام۔ (۱۶) صحیح بخاری مناقب ابو جبر۔ (۱۷) مشکوٰۃ
 شریف حوالہ شرح المسباب المصنف والمعاقد۔ (۱۸) تفصیل کے لئے دیکھو صحیح بخاری باب ہجرت
 مدینہ۔ (۱۹) سیرت لکن ہشام۔ (۲۰) خصائص کبریٰ للیموعلی حوالہ شریعی و ابو نعیم۔ (۲۱) صحیح
 بخاری۔ باب نزول النبی ﷺ مکہ۔ (۲۲) سیرت لکن ہشام۔ (۲۳) سیرت لکن ہشام۔ (۲۴)
 سیرت لکن ہشام۔ (۲۵) یہ مقام موصل سے چھ دن کا راستہ ہے۔ اور موصل سے شام کو قافلہ کا
 راستہ ہے اس پر واقع ہے۔ (۲۶) خشمین دو پہاڑ ہیں۔ جن کے درمیان مکہ مشرف واقع ہے ان کے

نام یہ ہیں۔ ابو نعیم اور ترمذی لکن۔ (۲۷) صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ (۲۸) اس دعوت کے حالات
 سیرت لکن ہشام سے ماخوذ ہیں۔

حوالہ جات (باب چوتھا)

(۱) سیرت لکن ہشام۔ خبر دار اندود۔ (۲) قصہ ہجرت کے لئے دیکھو صحیح بخاری باب ہجرت النبی
 ﷺ واصحابہ الی المدینہ (۳) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان اونٹنیوں کو چار ماہ سے
 بول کی پٹیاں کھلا کھلا کر تیار کیا تھا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔ (۴) سیرت ابن ہشام۔ (۵) بنعم
 البلد لکن لیا قوت الحموی۔ تحت حذرو۔ (۶) مشکوٰۃ شریف باب مناقب ابی جبر۔ (۷) مشکوٰۃ شریف
 باب فی الحجرات فصل ثالث۔ (۸) صحیح بخاری باب علامات النبوت فی الاسلام۔ نیز باب مناقب
 المهاجرین و فضائلہم۔ (۹) آپ کو اپنے پروردگار پر اعتماد تھا اس لئے آپ کو سراقہ کی کچھ پروا نہ تھی
 حضرت صدیق اکبر کو اپنا تو خیال نہ تھا مگر محبت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کا ہوا خیال تھا اس لئے
 انہوں نے شفقت پیچھے دیکھتے تھے کہ سراقہ کی طرف سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ (۱۰) صحیح بخاری۔
 باب الحجۃ الی المدینہ۔ اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے سراقہ سے فرمایا کیف ہلک اذا بست
 سواروی کسری۔ (تیرا کیا حال ہو گا جب تو کسری کے دو ٹکٹن پہنایا جائے گا) جب رسول اللہ
 ﷺ غزوہ حنین و طائف سے واپس ہوئے تو جعرانہ میں سراقہ نے دو ٹکٹن امن پیش کی کہ حضرت
 نے فرمایا کہ آج وفادار احسان کا دن ہے۔ سراقہ آگے بڑھے اور ایمان لائے۔ جب عہد فاروقی میں
 امیر الان فتح ہوا۔ اور کسری ہرگز کے ٹکٹن حضرت فاروق کے ہاتھ آئے تو آپ نے قول رسول کریم
 ﷺ کی تصدیق و تحقیق کے لئے وہ ٹکٹن سراقہ کو پہنایئے اور فرمایا۔ الحمد للہ الذی سلبہما
 کسری والیسہما سراقہ۔ (یعنی سب ستائش اللہ کو ہے جس نے کسری جیسے شاہ غم کے ٹکٹن
 ہمیں کر سراقہ جیسے غریب بدی کو پہنایئے۔ سراقہ نے ۲۳ھ میں ہجرت حضرت عثمان غنی و وفات
 پائی۔ (۱۱) مشکوٰۃ باب فی الحجرات فصل ثالث۔ (۱۲) استیعاب لائن عبد البر و قاء الیوم للسمووی۔
 (۱۳) اصحاب الحفافہ لکن حجر۔ ترجمہ شمس بیت نعمان۔ نیز وقاء الوفاء۔ (۱۴) وقاء الوفاء جز اول ص
 ۱۸۱۔ (۱۵) نزاد المعاد وقاء الوفاء۔ (۱۶) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جزو خامس ص ۳۸۶ یعنی شرح صحیح
 بخاری۔ جزء ثانی ص ۶۱۳۔ (۱۷) مشکوٰۃ حوالہ ترمذی۔ (۱۸) جب آنحضرت ﷺ غزوہ بدر سے

الجبندل کے لئے تشریف لے گئے تو آپ کی غیر حاضری میں حضرت ام سلمہ نے اپنا جہرہ بھی لپی
ایٹوں کا مالیا۔ آپ نے واپسی پر دریافت فرمایا کہ یہ عمارت کیسی ہے؟ ام سلمہ نے جواب دیا۔
رسول اللہ میں نے یہ اس لئے مالیا کہ لوگوں کی نظر نہ پڑے آپ نے فرمایا۔ ”ام سلمہ! مسلمان کے
مال کا ہر مصرف ممدت ہے“ وقاء الوفاء جز اول صفحہ ۳۲۔ (۱۹) الادب المفرد للبخاری ص ۸۸۔
(۲۰) اس بار نقار میں اظہار تین باتھ کی بنیاد محسوب ہے (واللہ اعلم بالصواب) (۱۲) (۲۱) طبر
مسجد و مکانات کی تفصیل کے لئے دیکھو صحیح بخاری اور وقاء الوفاء۔ (۲۲) مجمل البلدان للمحوی قصہ
مدینہ یثرب۔ زیادہ تفصیل وقاء الوفاء میں ہے۔ (۲۳) صحیح بخاری کتاب باب الصلوٰۃ علی المراثی۔
(۲۴) استیعاب واصابہ ترجمہ سراج النجمی۔ (۲۵) صحیح بخاری کتاب المناقب۔ باب اثناء النبی ﷺ
بن المہاجرین والانصار۔ (۲۶) صحیح بخاری۔ ابواب الحریث والزرارۃ۔ (۲۷) صحیح بخاری کتاب
المناقب باب وبو ثورون علی انفسہم۔ (۲۸) زر قانی علی المواہب۔ غزوہ بنی نضیر حوالہ اربع
حاکم نیشاپوری۔ نیز دیکھو فتوح البلدان بلاذری مطبوعہ مصر صفحہ ۲۶۔ (۲۹) صحیح بخاری کتاب
الجہاد۔ باب ما قطع النبی ﷺ من البحرین وما وعد من مال البحرین والجزیر۔ یہ حدیث کتاب
المناقب اور کتاب المساقات میں بھی وارد ہے۔ (۳۰) صحیح مسلم کتاب الجہاد باب وہ
المہاجرین الی الانصار منائحہم من الشجر و الثمر حین استغفوا عنها بالفصح۔
(۳۱) صحیح بخاری کتاب المغازی۔ باب ذکر النبی ﷺ ومن یقتل بیدر۔ (۳۲) ابواء ایک قبر ہے
جو جحفہ سے ۲۳ میل ہے یہاں آنحضرت ﷺ کی والدہ ماجدہ کی قبر ہے۔ (۳۳) ابواء ایک پہاڑ کا
نام ہے جو پنج سے ایک دن کی راہ۔ (۳۴) ذوالعشرہ مکہ مدینہ کے درمیان میں پنج کے نواح میں
واقع ہے۔ (۳۵) بدر ایک کنوئیں کا نام ہے بدر اور مدینہ منورہ کے درمیان سات برید (منزل)
ہیں۔ (۳۶) یہ مقام مکہ و طائف کے درمیان مکہ سے ایک دن کی راہ ہے۔ (۳۷) مروان بن الحنفی
کا باپ عبداللہ بن عمر بن ابی سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا حرب بن امیہ کا حلیف تھا اور حرب
قریش کا رئیس تھا اور عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد امیرہ کے بیٹے تھے
روسا قریش کے زمرہ میں شمار ہوتا تھا۔ (۳۸) طبقات ابن سعد واستیعاب واصابہ ترجمہ میر علی
وقاص۔ (۳۹) حدیث کعب بن مالک میں ہے انما خرج النبی ﷺ یرید عبور قریش حسی

جمع اللہ بینہ و بینہم علی غیر ميعاد۔ (یعنی آنحضرت ﷺ صرف قافلہ قریش کے قصد
سے نکلے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں فریق کو اپنا یک مقابل کر دیا یہ حدیث صحیح بخاری مسلم میں ہے
اور قرآن کریم کی آیت ذیل کی صحیح تفسیر ہے اور اگر آپس میں تم وعدہ کرتے تو نہ پہنچتے وعدہ پر۔
لیکن اللہ کو کر ڈالنا تھا ایک امر کا جو ہو چکا تھا۔ حدیث کعب کے علاوہ اور حدیثیں بھی ہیں۔ جو اسی
مضمون کی تائید کرتی ہیں۔ (۴۰) صحیح مسلم کتاب الجہاد۔ باب سقوط فرض الجہاد عن
المعدورین۔ حدیث انس بن مالک۔ (۴۱) بدر سے ۳۶ میل ہے۔ (۴۲) بدر سے ایک منزل کے
فاصلہ پر ہے۔ (۴۳) مقام رواء تک حضرت مرہ کی جگہ حضرت ابو لہب تھے۔ جب حضور
اقدس ﷺ کی بادی پیدل چلنے کی آتی تو حضرت علی و ابو لہب عرض کرتے کہ آپ سوار ہو لیں ہم
جائے آپ کے پیدل چلتے ہیں مگر حضور فرماتے تم پیدل چلنے پر مجھ سے زیادہ قادر نہیں ہو اور نہ میں
تمہاری نسبت اجر کا کم خواہاں ہوں طبقات ابن سعد۔ غزوہ بدر۔ (۴۴) سیرت ابن ہشام۔ (۴۵)
صحیح بخاری باب ذکر النبی ﷺ ومن یقتل بیدر۔ (۴۶) سیرت ابن ہشام۔ (۴۷) قرآن مجید کی
آیت ذیل میں اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے۔ اور جس وقت سنو لہ نے لگا شیطان ان کی نظر میں ان
کے کام اور نہ لاکوئی غالب نہ ہو گا تم پر آج کے دن اور میں رہتی ہوں تمہارا۔ (۴۸) اونٹوں کے
ٹھانے کی جگہ کو منافع کہتے ہیں۔ (۴۹) طبقات ابن سعد غزوہ بدر۔ (۵۰) جحفہ مدینہ کے راستے
میں مکہ سے تین یا چار منزل ہے اور غدر غم سے دو میل اور ساحل بحر سے قریباً تین منزل ہے۔
تجمع البلدان لیا قوت المحوی۔ (۵۱) کامل لابن الاثیر غزوہ بدر۔ بدر موسم عرب میں ایک موسم بھی
تھا جہاں ہر سال ایک دفعہ میلہ لگا کرتا تھا حضور اقدس ﷺ نے بدر پہنچنے کے لئے جو راستہ اختیار
فرمایا تھا وہ رواء میں سے تھا۔ رواء اور مدینہ کے درمیان چار دن کا راستہ ہے۔ پھر رواء سے
مصرف ایک برید۔ پھر ذات اجڈال ایک برید پھر معاطات ایک برید پھر اشل ایک برید اور اشل سے
بدر دو میل طبقات ابن سعد۔ (۵۲) قرآن کریم کی آیت ذیل میں اسی طرف اشارہ ہوا ہے اور مت
ہو کہ جیسے نکلے وہ لوگ اپنے گھروں سے اترتے اور لوگوں کو دکھاتے اور روکتے اللہ کی راہ سے۔ اور
اللہ کے قہر میں ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اس کا اصل نام ابلی تھا مگر جب وہ زہرہ کو لوٹا لے گیا تو کہا گیا
غلش بکم (وہ ان کی واپس لے گیا) لہذا اس کو افسس کہنے لگے (طبقات ابن سعد) اس کے اسلام میں

اختلاف ہے دیکھو اصحابہ فی تمیز الصحابہ۔ (۵۳) طبقات ابن سعد۔ مگر ضرب الامثال للبدالی میں ہے کہ ابو سفیان کا یہ خطاب جو زہرہ سے تھا اور اسی نے لکھا ہے کہ یہ مثل سب سے پہلے ابو سفیان کی زبان سے نکلی تھی۔ بحوالہ اصمعی اسے ایسے مقام پر لایا جاتا ہے جہاں کسی شخص کی قدر سے تحفیر و تصغیر منظور ہو۔ (۵۴) سورۃ النحل رکوع اول میں ہے۔ کما اخرجک ربک من بیتک بالحق الا یہ۔ ۱۱ تا ۱۵۔ بعض نے پانچویں آیت میں وان لم یبقا من المؤمنین لکرمھون کو حال حقیقیہ سمجھ کر کہا ہے کہ مدینہ سے نکلے اور اس گروہ کے جی چرانے کا وقت ایک ہی تھا۔ اور ساتویں آیت و بعد کم اللہ کی رو سے دو فریق (کاروان تجارت و فوج قریش) میں سے ایک کا وعدہ بھی مدینہ ہی میں تھا مگر یہ درست نہیں کیونکہ جملہ وان فریقاً حال حقیقیہ نہیں بلکہ مستحالی ہے جیسا کہ تمام کتب تفسیر میں مذکور ہے اور ولید کم میں واقعہ حلیہ نہیں بلکہ استیفاء ہے اور از قرف ہے فعل مضارع اور واما نہ کہ آخر تک کا اس میں شک نہیں کہ نویں آیت (اذ تستعینون) میں اور گیر ہویں آیت (اذ یغشیکم الغمام) میں از بدل ہے ولید کم سے پس ملکہ تقریر بعض مذکور خروج من البیت وعدہ احدی الطائفتین استغاثہ مسلمین نینہ کا طاری ہونا اور نہ کا بر ستایہ سب مدینہ ہی میں ہونا چاہیے واما تری تفصیل کے لئے رسالہ غزوات النبی مولف خاکسار دیکھو۔ (۵۳) سیرت ابن ہشام۔ (۵۵) صحیح بخاری غزوہ بدر باب قول اللہ تعالیٰ اذ تستعینون ربکم الایہ۔ سیرت ابن ہشام میں حضرت مقداد کی تقریر میں یہ لکھی ہے۔ ”قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ اگر آپ ہمارے ساتھ ہر ایک الامداد کا قصد کریں گے تو ہم تلوار چلائیں گے۔ یہاں تک کہ آپ ہاں تک جائیں۔“ بعض روایتوں میں بھی الفاظ حضرت سعد بن معاذ کی طرف منسوب ہیں۔ ممکن ہے دونوں نے ایسا ہی کہا ہو۔ جیسا کہ ابن الدینہ کا قول ہے۔ (مجم البلدان لیا قوت الحموی) برک اللہ کہ مشرف سے پانچ دن کی راہ قضائے یمن میں حبشہ کے مقابل ایک شہر ہے۔ (۵۶) لہذا ذہب اللہ و ربک لقاتلا انما ہما قاعدون۔ تو جاؤ اور تیرا رب دونوں لڑو ہم یہاں ہی بیٹھتے ہیں۔ (مائدہ ۲۴)۔ (۵۷) سیرت ابن ہشام غزوہ بدر۔ (۵۸) سیرت ابن ہشام غزوہ بدر۔ (۵۹) قرآن کریم میں ہے اور جب وعدہ کرتا ہے اللہ ایک کا دو بنامتوں میں سے کہ یہ واسطے تمہارے ہے اور تم دوست رکھتے ہو یہ کہ بن شوکت والا ہی ہووے واسطے تمہارے۔ اور اللہ چاہتا ہے کہ سچا کرے گا

اپنے کلاموں سے اور کانے پیچھا کافروں کا۔ حضور اقدس کا مطلب یہ تھا کہ کاروان اور لشکر قریش میں سے ایک کا وعدہ ہو چکا ہے۔ اب قافلہ تو ہاتھ سے جاتا رہا۔ لہذا قریش گرفتار ہوں گے۔ (۶۰) قرآن کریم میں ہے جس وقت تم تھے درے کے ناکے پر اور دوسرے کے ناکے پر اور قافلہ نیچے اتر گیا تم سے۔ یعنی مسلمان قریب کے میدان میں مدینے کی طرف کو اترے اور کفار پرلے ناکے پر مکہ کی طرف اترے اور قافلہ مسلمانوں سے نیچے کی طرف ساحل سمندر کے قریب تھا۔ (۶۱) سیرت ابن ہشام۔ مگر صحیح مسلم میں ایک غلام کا ذکر ہے بظاہر حدیث مسلم کے راوی نے ایک ہی کے ذکر پر اختصار کیا۔ واللہ اعلم قرآن مجید میں ہے۔ اور جس وقت ڈال دی تم پر لوگھ اپنی طرف سے تسکین کو اور اسرا تم پر آسناں سے پائی کہ اس سے تم کو پاک کرے اور دور کرے تم سے شیطان کی نجات اور محکم گروے تمہارے دلوں پر اور ثابت کرے اس کے سبب تمہارے قدم۔ (۶۲) سورۃ احقرہ قذافی حجر الکی حوالہ مستدرک ص ۱۵۷۔ (۶۳) منتخب کنز العمال بروایت ابن عباس۔ (۶۴) سیرت ابن ہشام غزوہ بدر بروایت ابن اسحاق۔ (۶۵) طبقات ابن سعد غزوہ بدر۔ (۶۶) طبقات ابن سعد۔ غزوہ بدر۔ (۶۷) جملہ لہجین کے حلقہ بدر پر ایک برس کا داغ تھا۔ جسے وہ زعفران چاکر زرد رکھا کرتا تھا۔ سیرت ابن ہشام۔ (۶۸) بخاری للسیوطی حوالہ دلائل نبویہ۔ جزء ثالث صفحہ ۱۶۷۔ (۶۹) قرآن مجید میں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو دکھایا تیرے خواب میں تھوڑے اکروہ تجھ کو بہت دکھاتا تو تم لوگ نامردی کرتے اور بھگوا ڈالتے کام میں لیکن اللہ نے چاہا اس کو معلوم ہے جو بات ہے دونوں میں۔ (۷۰) قرآن مجید میں ہے۔ اور جب تم کو دکھائی دی وہ فوج وقت ملاقات کے تمہاری آنکھوں میں تھوڑی۔ اور تم کو تھوڑا دکھایا ان کی آنکھوں میں تاکہ کر ڈالے اللہ ایک کام جو ہو چکا تھا اور اللہ تک پہنچے ہر کام کی۔ (۷۱) صحیح مسلم۔ کتاب الجہاد۔ باب سقوط فرض الجہاد عن الذورین۔ (۷۲) ابن سعد نے اس قول کو ثبت کیا ہے مگر سنن ابی داؤد میں بروایت حضرت علی وارد ہے کہ حضرت عبیدہ اور ولید میں مقابلہ ہوا۔ اور حضرت علی کا مقابلہ شیبہ سے ہوا۔ (۷۳) ان چھ حضرت حمزہؓ حضرت علیؓ حضرت عبیدہ بن حارثؓ عقبہؓ شیبہؓ ولید بن عقبہؓ کے بارے میں سورہ حج کی یہ آیت نازل ہوئی۔ یذان خصم من خصموا الھی ربہم۔ (صحیح بخاری تفسیر سورہ حج) (۷۴) اللہم انجز لی ما وعدتہ اللہم ات ما وعدتہ اللہم انک ان

نهلك هذا العصابة من اهل الاسلام لا تعبد في الارض۔ (صحیح مسلم باب الامداد بالمال لکھنؤ غزوہ بدر و اباحۃ الغنائم)۔ (۷۵) امام خطابی فرماتے ہیں کہ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ حضرت صدیق اکبر کو حضور اقدس ﷺ کی نسبت اس حالت میں وعدہ الہی پر زیادہ اعتماد تھا کیونکہ یہ قطعاً ناجائز ہے۔ بلکہ حضور نے اپنے اصحاب پر شفقت اور ان کے دلوں کی تقویت کے لئے ایسا کیا۔ اس لئے کہ یہ دشمن کے ساتھ پہلا مقابلہ تھا۔ لہذا وہاں الحاح فرمایا کہ ان کے دل کو تسکین حاصل ہو۔ کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ حضور کا وسیلہ مقبول اور ان کی دعاء مستجاب ہے۔ پس حضرت صدیق اکبر کو قوت و علانیت قلبی سے معلوم ہو گیا کہ حضور کی دعا قبول ہوگی۔ تو انہوں نے عرض کی کہ اس پر یہ کافی ہے۔ یعنی شرح بخاری۔ (۷۶) قرآن کریم میں ہے:۔ جب تو کہنے لگا مسلمانوں کو: کیا تم کو کفایت نہیں کہ تمہارا رب تمہارا تین ہزار فرشتے آسمان سے اترے الہیہ اگر تم ٹھہرے رہو اور پرہیزگاری کرو تم۔ اور وہ آئیں تم پر اسی دم تو مدد بھیجے رب تمہارا پانچ ہزار فرشتے پہلے ہوئے گھوڑوں پر۔ (۷۷) چنانچہ قرآن مجید میں ہے:۔ پس جب سامنے ہوئیں دو فوجیں انہما پھر اپنی ایزدوں پر۔ اور وہ لا میں تمہارے ساتھ نہیں۔ میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ میں اور تا ہوں اللہ سے اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (۷۸) اسی کی نسبت قرآن مجید میں وارد ہے:۔ اور تو نے نہیں پہنچی تھی مٹھی خاک جس وقت پہنچی تھی لیکن اللہ نے پہنچی۔ (۷۹) چنانچہ قرآن کریم میں ہے:۔ اہی ہو چکا ہے تم کو ایک نمونہ دو فوجوں میں جو بھڑی تھیں ایک فوج ہے لڑتی ہے اللہ کی راہ میں اور دوسری مکر ہے دیکھتے تھے وہ کافر مسلمانوں کو اپنے دوہرہ مصریح آنکھوں سے۔ اور اللہ اور دیتا ہے اپنی مدد کا جس کو چاہے۔ اس میں مہرت ہے آنکھ والوں کے لئے۔ (۸۰) بیہزوم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے۔ یعنی اسے بیہزوم آگے بڑھو۔ (۸۱) ترجمہ۔ شتاب بھگت کھڑے کی جماعت اور بھاگیں گے پیٹھ دے کر اتھی اس آیت میں نبوت کا ایک نشان ہے۔ کیونکہ مکہ مشرفہ میں نازل ہوئی۔ جس میں پہلے یہ بتایا گیا تھا کہ کفار کو ہزیمت ہوگی۔ (۸۲) سیرۃ ابن ہشام غزوہ بدر۔ (۸۳) صحیح بخاری کتاب الوکالۃ۔ (۸۴) اس معین کا مطلب یہ تھا کہ تمہارا مجھے قتل کرنا یا ہے جیسا کہ ایک شخص کو اس کی قوم قتل کر دے پس اس میں نہ تمہیں کوئی غم ہے اور نہ مجھے کوئی مار ہے۔ (۸۵) صحیح بخاری۔ کتاب المغازی باب قتل ابی جہل۔ (۸۶) اس سے

موتی ثابت ہے اگر زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو کتاب البرزخ مولفہ خاکسار دیکھو۔ (۸۷) غنیمت کے بارے میں مجاہدین میں جھگڑا ہوا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے قل الانفال اللہ والرسول الایۃ۔ نازل فرمائی اور تقسیم کا معاملہ آنحضرت ﷺ کے سپرد کیا۔ پس حضور باقی ہو واپسی نے برابر تقسیم فرمائی۔ (۸۸) سیرت ابن ہشام۔ (۸۹) سیرت ابن ہشام غزوہ بدر۔ (۹۰) صحیح بخاری کتاب الجہاد باب هل یخرج المیت من القبر واللحد لعلہ۔ (۹۱) صحیح مسلم باب الامداد بالملکۃ فی غزوہ بدر و اباحۃ الغنائم۔ (۹۲) اس پر یہ آیت نازل ہوئی:۔ نہ تھا لائق واسطے نبی کے یہ کہ ہوئیں واسطے اس کے، مدیون یہاں تک کہ خونریزی کرے پچ زمین کے۔ ارادہ کرتے ہو اسباب دنیا کا اور اللہ ارادہ کرتا ہے آخرت کا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (۹۳) طبقات ابن سعد غزوہ بدر۔ (۹۴) سیرت ابن ہشام غزوہ بدر۔ (۹۵) کامل ابن اثیر غزوہ بدر۔ (۹۶) اس پر یہ آیت نازل ہوئی:۔ اے نبی کہہ دے ان کو جو تمہارے ہاتھ میں ہیں قیدی اگر جانے گا اللہ تمہارے دل میں کچھ نیکی تو دے گا تم کو بہتر اس سے جو تم سے چھین گیا اور تم کو چھٹے گا اور اللہ ہے بخشنے والا۔ مہربان۔ (۹۷) کامل ابن اثیر غزوہ بدر۔ (۹۸) سیرت ابن ہشام غزوہ بدر۔ (۹۹) لعل اللہ اطلع علی اهل بدر فقال عملوا ما شئتم فقد وجبت لکم الجنة او فقد غفرت لکم۔ (صحیح بخاری۔ کتاب المغازی فصل من شهد بدر)۔ (۱۰۰) صحیح بخاری باب شہود الملکۃ ببدر۔ (۱۰۱) سفر نامہ محمد بن جبر اندلسی (اردو ترجمہ) مطبع احمدی ریاست رامپور صفحہ ۱۹۲۔ (۱۰۲) اس نقل کے سند وہاں میں یہ حلقہ اقوال ہیں۔ رمضان ۶ھ و ذوالحجہ ۵ھ و ذوالحجہ ۳ھ جمادی الاخریٰ ۳ھ رجب ۳ھ۔ (۱۰۳) احد ایک پہاڑ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے قریب تین میل پر ہے۔ (۱۰۴) طبقات ابن سعد بخاری شریف میں ہے کہ تلوار کا اوپر کا حصہ ٹوٹ گیا جس کی تعبیر اصحاب کرام کی شکستگی و ہزیمت تھی۔ (۱۰۵) طلحہ بن ابی طلحہ کو حبش الکھنبدہ کہا کرتے تھے۔ (۱۰۶) صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما یکرہ من التنازع والاختلاف فی الحروب۔ (۱۰۷) یہ وہی حربہ ہے جس سے حضرت حمزہ کو شہید کیا تھا۔ حضرت وحشی کہا کرتے تھے۔ قتل فی کفری خیر الناس و فی اسلامی شر الناس۔ یعنی میں نے اپنی کفر کی حالت میں خیر الناس کو شہید کیا۔ اور مسلمان ہونے کی حالت میں شر الناس کو قتل کیا۔ (۱۰۸) مسلیہ کذاب کو امیر المؤمنین اس لئے کہا کہ اس پر ایمان لانے والوں کے امور کا

مرجع وہی تھا۔ اس سے تالیف مقصود نہ تھی۔ (۱۰۹) صحیح بخاری باب قتل حمزہ۔ (۱۱۰) سیرت ابن ہشام۔ (۱۱) سیرت ابن ہشام بروایت ابن اسحاق۔ (۱۱۲) صحیح بخاری کتاب الجہاد باب قول اللہ عز وجل من المؤمنین رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ۔ (الایہ)۔ (۱۱۳) سیرت ابن ہشام۔ (۱۱۴) اصحاب ترجمہ ثابت بن وداح۔ (۱۱۵) ابن جوزی نے نور خلیف نے تاریخ میں محمد بن یوسف حافظ فریابی سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کا رباعیہ توڑا تھا اس کے گھر میں جو چھ پیدا ہوا اس کا رباعیہ نہ آگتا۔ زر قانی علی الموابہب جزء اول ص ۳۸۔ (۱۱۶) سیرت ابن ہشام۔ (۱۱۷) تفسیر در منور للسیوطی حوالہ طبقات ابن سعد۔ (۱۱۸) سیرت ابن ہشام۔ (۱۱۹) اللہ کا غضب سخت ہے اس پر جس نے اس کے پیغمبر کا چہرہ خون آلود کر دیا۔ (سیرت ابن ہشام)۔ (۱۲۰) صحیح بخاری غزوہ احد۔ (۱۲۱) صحیح بخاری غزوہ احد۔ (۱۲۲) استیعاب ومواہب۔ (۱۲۳) وقایع الوقایع للسمهودی جز ثانی ص ۱۱۳۔ (۱۲۴) صحیح بخاری غزوہ احد۔ (۱۲۵) طبقات ابن سعد۔ (۱۲۶) فارسی گور کیا ہے ہندی گند حلین گند حیل۔ (۱۲۷) بخاری غزوہ احد۔ (۱۲۸) طبقات ابن سعد۔ (۱۲۹) بخاری (باب ما یکون من النباحۃ علی المیت)۔ (۱۳۰) زواہد العاد غزوہ احد۔ (۱۳۱) طبقات ابن سعد۔ (۱۳۲) استیعاب ابن عبد البر۔ (۱۳۳) بخاری۔ غزوہ احد۔ (۱۳۴) سیرت ابن ہشام۔ (۱۳۵) طبقات ابن سعد۔ (۱۳۵) بخاری کتاب الجہاد باب الصلوۃ علی الشہید۔ (۱۳۷) فرط آنکہ پیش قوم رود تا اسباب آخور ر اور ست کند۔ منشی الارب۔ (۱۳۸) صحیح بخاری مع قسطلانی باب حدیث بنی نضیر۔ (۱۳۹) یہ موضع دمشق و مدینہ کے درمیان دمشق سے سات منزل پر ہے۔ (۱۴۰) کفار کا بوسے زور شور سے مدینہ پر حملہ کرنا۔ مخلصوں کا ثابت قدم رہنا اور منافقوں کے کلمات نفاق کا سرزد ہونا اور طوفان باد سے لشکر کفار کا ہار ہونا یہ سب کچھ سورۃ احزاب میں مذکور ہے۔ (۱۴۱) قصہ اصحاب فیل کی طرف اشارہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے فیل کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا تاکہ جان و مال کا نقصان اور بیت اللہ کی بے حرمتی نہ ہو اور اس کے حبیب پاک پر غلامی کا وہ نہ لگے اسی قسم کے امور کے لئے خدا تعالیٰ نے قصوۃ کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ (۱۴۲) حدیبیہ مکہ سے ۹ میل کے فاصلہ پر ہے۔ (۱۴۳) ابدال مذکور فتح مکہ کے دن ایمان لایا۔ قبیلہ خزاعہ نے زمانہ جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کے

دادا عبد المطلب سے عہد موالات کیا تھا اسی کی رو سے بدیل کا اس موقع پر خدمت اقدس میں حاضر ہونا بضر خیر خواہی تھا۔ (۱۴۴) عربی میں امصص بنظر لام گالی ہے۔ حضرت ابو بکر نے جائے ام کے لات کہہ دیا۔ اس میں عروہ اور اس کے معبود کی تحقیر ہے۔ وہ لات کو خدا کی بیٹی کہا کرتے تھے لہذا عروہ پر چوٹ ہے کہ لات اگر خدا کی بیٹی ہے تو اس کے لئے وہ چاہئے جو عورتوں میں ہے۔ (۱۴۵) ایک دفعہ عروہ کو دیت دینی پڑی تھی اس میں حضرت ابو بکر نے عروہ کو مدد دی تھی یہ اس کی طرف اشارہ ہے۔ (۱۴۶) مغیرہ اور ثقیف کے تیرہ آدمی تھانف لے کر مقوقس والی مصر کے ہاں گئے تھے جو انعام ملا وہ تیرہ لے لیا اور مغیرہ کو کچھ نہ دیا۔ والہی پر رستے میں وہ تیرہ شراب پی کر سو گئے۔ مغیرہ نے سب کو قتل کر دیا۔ اور مال لے کر مدینہ میں حاضر ہوا اور اسلام لایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تیرہ اسلام ہم قبول کرتے ہیں مگر مال میں دخل نہیں دیتے۔ اس پر فریقین میں لڑائی ہو۔ عروہ نے دیت دے کر ثقیف سے صلح کر لی۔ (۱۴۷) رسول اللہ ﷺ نے سہیل سے جو موافقت کی اس میں بڑی مصلحت تھی جو صحابہ کرام کو اس وقت معلوم نہ ہوئی۔ یہ حقیقت میں بڑی فتح تھی۔ یہی سہیل جنتہ الوداع میں حاضر ہے حضور انور قربانی دینے کے بعد اپنا سر مبارک منڈا رہے ہیں اور سہیل آپ کے ہاں مبارک لے کر اپنی آنکھوں پر رکھ رہا ہے علاوہ ازیں باسمک اللہم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ایک ہی معنی ہیں۔ (۱۴۸) اس شرط میں بھی موافقت بناویر مصلحت تھی۔ اور وہ اس صلح کے ثمرات و فوائد تھے اس سے کفار کو رسول اللہ ﷺ کے حالات سننے اور دیکھنے کا موقع مل گیا اور وہ اسلام کی طرف مائل ہو گئے چنانچہ حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان کچھ لوگ اسلام لائے۔ مگر فتح مکہ کے بعد گروہ در گروہ اسلام میں داخل ہوئے۔ (۱۴۹) حالات مذکورہ کے لئے دیکھو زر قانی علی الموابہب۔ (۱۵۰) یہ شہر اقصائے شام میں مصر کی طرف واقع ہے۔ (۱۵۱) صحیح بخاری کتاب العلم و کتاب الجہاد۔ (۱۵۲) اصحابہ ترجمہ جد جمیرہ۔ (۱۵۶) ہدیۃ الیماہی لای قیم مواہب لدنیہ۔ (۱۵۷) جب حضرت ابو موسیٰ اشعری کو رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کی خبر پہنچی تو وہ اور ان کے دو بھائی اور ان کی قوم کے بلون یا ترپن آدمی یمن سے ہجرت کر کے ایک کشتی میں مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔ مگر باد مخالف کے سبب سے امن کی کشتی ساحل حبشہ پر جا گئی۔ اس لئے وہ حبشہ میں حضرت جعفر طیار کے ساتھ فصرے ہوئے

تھے۔ اس سفر میں وہ بھی حضرت جعفر کے ساتھ مدینہ چلے آئے۔ (۱۵۸) ہدیہ البخاری ابن القیم۔
 (۱۵۹) تفصیل کے لئے دیکھو ہدیہ البخاری اور مواہب لدنیہ۔ (۱۶۰) ذوقِ قرآن ایک جگہ کا نام ہے جو
 مدینہ منورہ اور خیبر کے درمیان مدینہ سے ایک دن (بقول بعض دو دن) کی مسافت پر ہے۔ (۱۶۱)
 خیبر مدینہ سے شام کی طرف ۹۶ میل کے فاصلہ پر ہے اس بڑی بستی میں سات قلعے اور کھیت و
 باغات کثرت تھے۔ قلعوں کے نام یہ ہیں ناغم۔ قوم۔ شق۔ نکلا۔ سلام۔ وطح۔ تلیہ۔ ملہم
 البلدان۔ (۱۶۲) صحیح بخاری غزوہ خیبر۔ (۱۶۳) فتوح البلدان بلاذری ذکر خیبر۔ (۱۶۴) بلاذری
 ذکر مذک۔ (۱۶۵) مشکوٰۃ شریف باب فی الجزات فصل ثانی۔ (۱۶۶) یہ مقام شام وادی القریٰ
 کے درمیان واقع ہے۔ موہ اور مشارف دیہات بلقاء میں سے ہیں شہر معان بلقاء کے نواح میں
 ہے۔ (۱۶۷) زر قانی علی المواہب حوالہ مغازی ابن عازم روایت ابن عمر۔ (۱۶۸) تم کہو جو چاہو
 البتہ میں نے تم کو معاف کر دیا۔ صحیح بخاری باب غزوہ الفتح و ما عث حاطب بن ابی بلتعہ الی اللہ مکہ۔
 (۱۶۹) یہ مقام مکہ شریف سے چار منزل ہے۔ (۱۷۰) حضرت عثمان نے یہ معجزہ دیکھ کر تہذیب
 شہادت کی ورنہ یہ معلوم ہے کہ آپ سال حج سے پہلے اسلام لائے تھے۔ (۱۷۱) طبقات ابن سعد
 (متوفی ۲۴۰ھ)۔ (۱۷۲) سیرت ابن ہشام۔ (۱۷۳) لائف آنف محمد مولفہ سر ولیم موری
 صاحب۔ (۱۷۴) صحیح بخاری و سیرت ابن ہشام۔ (۱۷۵) ایک دلوئی کا نام ہے جو مکہ سے طائف کی
 طرف قریباً بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ (۱۷۶) صحیح بخاری باب قول اللہ تعالیٰ ویوم حنین اذا
 عجبکم کثرتکم الایہ۔ (۱۷۷) جمرانہ یا جمرانہ مکہ و طائف کے درمیان مکہ سے ایک برید (۱۲
 میل) ہے۔ (۱۷۸) طائف ایک برا شہر ہے جو مکہ سے دو یا تین منزل مشرق کی طرف واقع ہے۔
 (۱۷۹) متنبی ایک قسم کا بڑا گویا تھا جس میں بڑے بڑے پتھر رکھ کر دیوار قلعہ پر پھینکا کرتے تھے
 تاکہ دیوار ٹوٹ جائے۔ (۱۸۰) وہاں ایک آگہ جنگ تھا جو چڑے اور ککڑی سے ملایا جاتا تھا اس کی
 آواز میں دشمن کے قلعہ کی طرف جاتے تاکہ دیوار میں نقب لگائیں۔ (۱۸۱) ان حالات کے لئے
 صحیح بخاری دیکھو۔ (۱۸۲) سیرت حلبیہ و اصحاب۔ (۱۸۳) اصحاب۔ ترجمہ یو ثروان۔ (۱۸۴) صحیح
 بخاری۔ غزوہ حنین۔ (۱۸۵) یہ شہر مدینہ و دمشق کے قریب اوسط میں ہے۔ (۱۸۶) صحیح بخاری باب
 کتاب الانبیاء۔ (۱۸۷) صحیح بخاری کتاب المغازی باب نزول النبی ﷺ الحجر۔ (۱۸۸) زر قانی علی

المواہب حوالہ ابن اسحاق و واقعی وغیرہ غزوہ تبوک۔ (۱۸۹) یہ شہر حمیرہ قلعہ کے کنارے پر شام
 سے ملحق واقع ہے۔ وہ یسود جن پر اللہ تعالیٰ نے پھٹی کا شکار سبت کے دن حرام کر دیا تھا اسی شہر میں
 رہا کرتے تھے۔ (۱۹۰) تفسیر درمختور اور وفاء الوفاء۔

حوالہ جات (باب پانچواں)

- (۱) وفاء الوفاء۔ جزء اول ص ۲۲۶۔ (۲) مشکوٰۃ شریف حوالہ صحیحین۔ باب وفات النبی ﷺ۔ (۳)
 مشکوٰۃ شریف۔ باب الاطواق و کراۃ الاساک۔ (۴) ابن ماجہ۔ ابواب الوصایہ۔ (۵) حیۃ النبی ان
 للعلامہ کمال الدین الدمیری الشافعی المتوفی ۸۰۸ھ جزء اول ص ۳۲۔ (۶) مواہب لدنیہ۔ کتاب
 شاکل انبیویہ۔ (۷) مشکوٰۃ شریف باب فضل صدق۔ (۸) صحیح بخاری۔ باب صفۃ النبی ﷺ۔ (۹)
 یہ حضور کے رب تھے۔ کیونکہ خدیجہ الکبریٰ حضور سے پہلے اوبہانہ کے نکاح میں تھیں جس سے
 ہندہ کو پیدا ہوئے یہ ایمان لائے اور ہجرت کی اور ۳۶ھ میں یوم جمل میں حضرت علی کی طرف
 سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ (۱۰) شاکل ترمذی۔ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ ﷺ۔ (۱۱) حد
 دو کپڑوں کو کہتے ہیں۔ یعنی چادر اور شلوار۔ (۱۲) دیکھو شاکل ترمذی۔ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ
 ﷺ۔ (۱۳) حمیراء لقب ام المومنین حضرت عائشہؓ۔ گویند کہ جرہ معنی سفیدی نیز آمدہ وایشاں
 را حمیراء گویند ایشان سفید رنگ بودند۔ کذا فی انتخاب۔ (۱۴) خصائص کبریٰ۔ جزء ثانی ص ۸۰۔
 (۱۵) یعنی نہ چھوٹی اور نہ اتنی بڑی کہ باہر نکلی ہوئی معلوم ہوں۔ (۱۷) دلائل حافظہ اہل نعیم۔
 مطبوعہ دارۃ المعارف انتظامیہ حیدرآباد دکن ص ۵۴ ابو نعیم کے علاوہ ابن سعد اور ابن عساکر نے
 بھی اسے روایت کیا ہے۔ (خصائص کبریٰ) جزء اول ص ۹۱ (۱۸) ترجمہ۔ یہی نہیں نگاہ اور حد سے
 نہیں بڑھی۔ (۱۹) زر قانی علی المواہب۔ جزء رابع ص ۸۲۔ (۲۰) خصائص کبریٰ جزء اول ص ۶۱۔
 (۲۱) صحیح بخاری۔ باب عظة الامام الناس فی اتمام الصلوٰۃ و ذکر القبلة۔ (۲۲) ترجمہ۔ جو
 دیکھتا ہے تجھ کو جب تو اٹھتا ہے۔ اور تیرا ہر نام غازیوں میں۔ اس آیت کے ترجمہ میں تفسیر خازن
 میں لکھا ہے۔ وقیل معناه یری قلبک فی المصلین خانکان رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم یرى من خلفه کما یرى من قدامه۔ (انتہی) (۲۳) اس حدیث مرسل کو امام
 حیدری (متوفی ۳۰۹ھ) نے اپنی مسند میں اور ابن منذر (متوفی ۳۱۸ھ) نے اپنی تفسیر میں اور شافعی

نے روایت کیا ہے۔ دیکھو مواہب لدنیہ۔ جزء اول۔ ص ۵۲ اور خصائص کبریٰ جزء اول ص ۶۱۔
 (۲۳) مشکوٰۃ حوالہ صحیحین۔ باب وفات النبی ﷺ۔ (۲۵) شمائل ترمذی۔ باب ماجاء فی خلق رسول
 اللہ ﷺ۔ (۲۶) زر قانی علی المواہب جزء رابع۔ ص ۹۱۔ (۲۷) خصائص کبریٰ حوالہ ترمذی ولکن
 ماچہ واصل نعیم۔ جزء اول ص ۶۵۔ (۲۸) مشکوٰۃ شریف حوالہ صحیح مسلم۔ کتاب فضائل القرآن۔
 (۲۹) خصائص کبریٰ۔ جزء اول ص ۷۴۔ (۳۰) جب کسی شخص کو نماز میں جمائی آئے۔ تو وہ
 صرف ذہن میں اتنا یاد کر لے کہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی جمائی نہیں آئی تھی اس کے بعد نہ آئے گی۔
 (۳۱) اصابہ۔ ترجمہ عمیر بن مسعود۔ (۳۲) دیکھو صحیح بخاری۔ باب غزوہ خیبر۔ (۳۳) حضرت
 مدیک بن عمرو اسلامی۔ اور حضرت جرحد کا قصہ معجزات میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (۳۴)
 خصائص کبریٰ للسیوطی۔ جزء اول ص ۶۲۔ (۳۵) استیعاب واصابہ اور خصائص کبریٰ حوالہ تہجدی و
 حاکم۔ (۳۶) زاد المعاد۔ غزوہ بدر۔ (۳۷) اصابہ۔ ترجمہ عمرو بن معاذ انصاری۔ (۳۸) اصابہ۔
 ترجمہ ابو قتادہ انصاری۔ (۳۹) خصائص کبریٰ بروایت ابو نعیم جزء اول ص ۹۱۔ (۴۰) استیعاب و
 اصابہ اور خصائص کبریٰ حوالہ تہجدی و حاکم۔ (۴۱) شمائل ترمذی۔ باب کیف کان کلام رسول اللہ
 ﷺ۔ (۴۲) استیعاب لائن عبدالبر۔ فصل سے یہ مروا بھی ہو سکتی ہے۔ کہ آپ کا کلام بین و ناظر
 ہوتا تھا۔ جیسا کہ روایت حضرت عائشہؓ میں وارد ہے۔ (۴۳) نسیم الریاض جلد اول صفحہ ۷۹۔
 (۴۴) زر قانی علی المواہب حوالہ ترمذی۔ جزء رابع ص ۷۸۔ (۴۵) دیکھو مواہب لدنیہ اور
 خصائص کبریٰ۔ (۴۶) خصائص کبریٰ للسیوطی بروایت ابن سعد واصل نعیم وغیرہ۔ (۴۷) ترمذی۔
 باب ماجاء فی بدء نبوة النبی ﷺ۔ (۴۸) صحیح بخاری باب مفاہد النبی ﷺ۔ (۴۹) صحیح مسلم۔ باب
 بلیب ریجہ ﷺ ولین۔ (۵۰) دیکھو مواہب لدنیہ۔ (۵۱) قرآن کریم میں ہے (وما رمیت الا
 رمیت ولكن الله رمى) ترجمہ:- ”اور نہیں پھینکا۔ تو جس وقت کو پھینکا تو نے لیکن اللہ تعالیٰ نے
 پھینکا تھا۔“ (۵۲) خصائص کبریٰ۔ جزء ثانی ص ۷۵۔ (۵۳) دلائل حافظہ ابو نعیم جزء ثانی ص
 ۱۸۸۔ (۵۴) قرآن مجید میں ہے۔ اقربت الساعة والنشق القمر۔ (ترجمہ) نزدیک آئی
 قیامت اور چٹ گیا چاند۔ (۵۵) صحیح بخاری۔ باب علامات النبوت فی الاسلام۔ (۵۶) امثلہ مذکورہ
 بالا میں سے نمبر ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱، ۰

للسیہ ملی اور باقی تمام اصحاب للعسقلانی میں سے ہیں۔ (۵۷) تور پالہ کی شکل کا ایک برتن ہوتا ہے۔ (۵۸) مشکوٰۃ حوالہ صحیحین باب فی المعجزات۔ (۵۹) ایک روایت ترمذی میں ہے کہ وہ حضرت عمر فاروق تھے (شمال ترمذی۔ باب ماجاء فی خاتم النبوة)۔ (۶۰) استیعاب لائن عبد البر وغیرہ۔ (۶۱) تمام عینی ولا بنام قلیسی۔ صحیح بخاری۔ (۶۲) خصائص کبریٰ حوالہ ابن سعد و طبرانی۔ جزء اول ص ۷۳۔ (۶۳) تفصیل کے لئے دیکھو رسالہ حلیۃ النبی و مولفہ خاکسار۔ (۶۴) خصائص کبریٰ حوالہ احمد و بیہقی۔ جزء اول ص ۷۳۔ (الف) مدارج النبوة مطبوعہ نو تسخیر۔ جلد اول ص ۶۵ (ب) اس طرح کی رتہ مدوح و مستحسن ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ترجمہ۔ اور ہم سے رحمن کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر وہ پاؤں اور جب بات کرنے لگیں ان سے بے سمجھ لوگ۔ کہیں صاحب سلامت (ج) شمائل ترمذی۔ باب ماجاء فی مشیہ ﷺ۔ (د) حضور اپنے اصحاب کے مرثی و ننگہ بہان تھے۔ اس لئے ان کے حالات کے ملاحظہ کے لئے آپ پیچھے ہو جاتے تاکہ حسب حال ان کی تربیت و تادیب و تحمیل فرمائیں۔ یا آپ کا یہ فعل تواضع پر مبنی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (ر) بقول حافظ ابو نعیم فرشتے آپ کی ننگہ بانی کرتے تھے۔ یہ امر کسی طرح واللہ یعصمک من الناس الا یتذ۔ (نور اللہ) تجھ کو لوگوں سے چھائے گا) کے منافی نہیں۔ کیونکہ اگر یہ حالت اس آیت کے نزول سے پہلے تھی۔ (۶۵) خصائص کبریٰ و شرح ہمزہ لائن حجر ہنسی۔ (۶۶) مواہب لدنیہ حوالہ عبد اللہ ابن الامام احمد وغیرہ۔ (۶۷) آپ کا ارتقا معنوی دیکھنے والوں کے مشمل ہو جاتا۔ اور آپ ان سب کو بلند نظر آتے (دیکھو زر قانی علی المواہب۔ جزء رابع ص ۱۹۹)۔ (۶۸) خصائص کبریٰ جزء اول ص ۶۸۔ (۶۹) زر قانی علی المواہب۔ جزء رابع ص ۲۲۰۔ (۷۰) زر قانی علی المواہب جزء رابع ص ۲۲۳۔ (۷۱) غیر ایک خوشبو ہے۔ جو صندل و گلاب و مشک سے بناتے ہیں۔ انھں نے کہا ہے کہ یہ ایک خوشبو ہے جس میں زعفران ملا ہوتا ہے۔ (۷۲) صحیح بخاری کتاب الصیام۔ باب ما یذکر من صوم النبی ﷺ و اظفارہ۔ (۷۳) یہ ایک حدیث کا مضمون ہے جسے ابو یعلیٰ اور طبرانی اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔ دیکھو مواہب لدنیہ اور خصائص کبریٰ۔ (۷۴) صحیح مسلم۔ باب طیب عرق ﷺ۔ (۷۵) صحیح مسلم باب طیب عرق ﷺ و اشترک بہ۔ (۷۶) اس کو برادر اور ابو یعلیٰ نے اسناد صحیح روایت کیا ہے۔ دیکھو مواہب لدنیہ اور خصائص کبریٰ۔ (۷۷) دیکھو وقایع باخباہ

دارالمصطفیٰ الشیخ الاسلام السہودی۔ جزء اول ص ۱۲۔ (۷۸) خصائص کبریٰ جزء اول ص ۲۸۔
(۷۹) نظر میں کہ حضور ﷺ کی آنکھیں قدرتی طور پر سرنگین تھیں اور بدن مبارک سے خوشبو
آیا کرتی تھی۔ آپ کو سرمہ یا خوشبو کے استعمال کی حاجت نہ تھی۔ مگر بایں ہمہ آپ کا سرمہ اور
خوشبو کا استعمال کا بغرض تعلیم امت ہو گا۔ قاضی۔ (۸۰) مشکوٰۃ المصابیح۔ باب اتر جیل۔ (۸۱)
لباس کے متعلق دیکھو مشکوٰۃ شریف۔ کتاب اللباس۔ (۸۲) اخبار الاخیار ج ۱ باب ۱۵۵۔

حوالہ جات (باب چھٹا)

(۱) صحیح مسلم۔ باب صلوٰۃ الیل۔ (۲) مصیبت وایذا کے وقت اپنے آپ کو روکنا اور متاثر نہ ہونا صبر
کھانا ہے۔ اپنی طبیعت کو غصہ سے ضبط کرنے کا نام علم ہے۔ خطا پر مواخذہ نہ کرنے کو غفلت کہتے
ہیں۔ (۳) صحیح بخاری باب صفۃ النبی ﷺ۔ (۴) مشکوٰۃ حوالہ مشکین۔ باب البعث وبعث الومی۔ (۵)
صحیح بخاری۔ باب مالمقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ من المشرکین بمکہ۔ (۶)
استیعاب لائم عبدالبر۔ ترجمہ قلیلہ ہفت نضر۔ (۷) سیرت ابن ہشام۔ (۸) اصحابہ حوالہ واقدی۔
ترجمہ دعورین حادث حلفانی۔ (۹) مواہب لدنیہ وشفاعت شریف۔ (۱۰) صحیح بخاری۔ کتاب الجہاد
و کتاب المغازی۔ (۱۱) صحیح بخاری۔ کتاب الضمیر۔ سورہ اذا جاءک المصافقون۔ (۱۲) صحیح بخاری
کتاب الجنائز باب۔ (۱۳) ابو داؤد۔ کتاب الجہاد۔ باب فی الجاسوس الی اصحابہ ترجمہ ابن حبان۔
(۱۴) صحیح بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب وفد بنی حنیفہ۔ (۱۵) مشکوٰۃ حوالہ صحیح مسلم۔ کتاب
الجہاد۔ باب حکم الاسراء۔ (۱۶) مکہ مشرفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مشہور مقام ہے۔
جہاں سے عمرو جمالتے ہیں۔ (۱۷) دفاع الوقاء جز اول ص ۲۲۵۔ جزء ثانی ص ۲۵۴۔ (۱۸) صحیح
بخاری۔ کتاب المناقب۔ باب اسماء النبی ﷺ۔ (۱۹) صحیح بخاری۔ باب ذکر ہند ہست قتبہ۔ (۲۰)
اصحابہ۔ سیرت حلبیہ۔ (۲۱) سیرت حلبیہ۔ (۲۲) صحیح بخاری۔ باب غزوۃ اطاائف۔ (۲۳) اصحابہ۔
ترجمہ ہمارے اسود۔ (۲۴) اصحابہ وغیرہ۔ (۲۵) صحیح بخاری۔ باب قتل حمزہ۔ (۲۶) قاضی کے
معنی ہیں کلام میں بالطبع فحش کرنے والا۔ اور متحش کے معنی کثرت فحش کرنے والا ہیں۔ (۲۷) ثاکل
ترمذی۔ باب ماجاء فی طلق رسول اللہ ﷺ۔ (۲۸) صحیح بخاری۔ باب اللادب۔ باب قول النبی
ﷺ۔ یسرو اولاً تعسروا۔ (۲۹) صحیح بخاری کتاب الادب۔ باب التسمی والتعجب۔ (۳۰)

ابو داؤد۔ کتاب الادب۔ باب فی التجاوز۔ (۳۱) دلائل النبوت للحافظ ابی نعیم۔ مطبوعہ دائرۃ
المعارف حیدر آباد دکن۔ (۳۲) صحیح مسلم۔ کتاب صلوٰۃ الاستسقاء۔ (۳۳) مشکوٰۃ حوالہ مسلم۔
کتاب الامارۃ القضاء۔ (۳۴) صحیح مسلم۔ باب فضل الجہاد۔ (۳۵) صحیح مسلم۔ باب دعاء النبی
ﷺ لامتہ و بکاء و شہدہ علیم۔ (۳۶) صحیح بخاری کتاب فی الاستسقاء۔ باب الصلوٰۃ من من ترک
الدینا۔ (۳۷) صحیح بخاری۔ کتاب الجمعہ۔ باب من قال فی الخطبۃ بعد الشاء المابعد۔ (۳۸) صحیح
بخاری۔ باب قول النبی ﷺ یسرو اولاً تعسروا۔ (۳۹) صحیح مسلم۔ باب صفۃ النبی ﷺ علی
امتہ۔ (۴۰) مشکوٰۃ حوالہ صحیح مسلم۔ باب فی اخلاق و شاکلہ ﷺ۔ (۴۱) صحیح بخاری۔ کتاب
المغازی۔ باب قصہ دوس۔ (۴۲) مشکوٰۃ حوالہ ترمذی۔ باب مناقب قریش و ذکر القبائل۔ (۴۳)
صحیح بخاری تفسیر سورہ دخان۔ (۴۴) صحیح بخاری۔ باب وفد بنی حنیفہ۔ (۴۵) سیرت ابن ہشام۔
اسر ثمامہ بن اثال الجعفی و اسلامہ۔ (۴۶) بخاری۔ باب الہدیۃ للمفسر کین۔ (۴۷) میلین کی
انسانیکو پیڈیا۔ تحت لفظ Women (۴۸) صحیح بخاری۔ کتاب الزکاح۔ باب الخیرۃ۔ (۴۹) صحیح
مسلم۔ باب جو اروق الاجنیۃ لزامیت فی الطریق۔ (۵۰) مشکوٰۃ باب قصہ حجتہ الوداع۔ (۵۱)
بخاری۔ کتاب العلم۔ باب هل یجعل لسانہ علی حدة فی العلم۔ (۵۲) مشکوٰۃ حوالہ صحیح
بخاری۔ باب الشفیعہ والرحمۃ علی الخلق۔ (۵۳) مشکوٰۃ حوالہ احمد و ترمذی۔ باب الشفیعہ۔ (۵۴) مشکوٰۃ
حوالہ احمد باب الشفیعہ۔ (۵۵) طبقات ابن سعد جزء ثانی ص ۱۔ (۵۶) مشکوٰۃ حوالہ صحیح مسلم۔ (باب
الشفیعہ۔ (۵۷) ترمذی۔ ابواب الزہد۔ (۵۸) صحیح بخاری۔ کتاب الوضو۔ باب یول الصبیان۔ (۵۹)
صحیح بخاری۔ کتاب الادب۔ باب رحمۃ الولد و تقیہ۔ (۶۰) صحیح مسلم۔ غیب ربیعہ ﷺ۔ (۶۱)
صحیح بخاری۔ کتاب الاستیذان۔ باب التسلیم علی الصبیان۔ (۶۲) مشکوٰۃ حوالہ مسلم۔ باب اول
السر۔ (۶۳) صحیح بخاری۔ باب التسمی علی الدابہ۔ (۶۴) ابو داؤد۔ کتاب الجہاد۔ باب من قال لا
یاکل مما سقط۔ (۶۵) صحیح مسلم۔ باب فضل المدینہ۔ (۶۶) صحیح بخاری۔ کتاب الادب۔ باب
رحمۃ الولد و تخیلہ۔ (۶۷) صحیح بخاری۔ کتاب الادب باب من ترک صبیۃ غیرہ حتی تعلع بہ۔
(۶۸) صحیح بخاری کتاب اللباس۔ باب ما یدعی لمن لیس ثوباً جدیداً۔ (۶۹) سند واری۔ صفحہ اول۔
(۷۰) تنزل و زوال رومۃ الکبریٰ۔ جلد اول۔ باب ۱۴۔ (۷۱) مشکوٰۃ کتاب العقیق۔ (۷۲) مشکوٰۃ

حوالہ احمد و ابو داؤد۔ باب استغاثت و حق المملوک۔ (۷۵) مشکوٰۃ حوالہ مسلم۔ باب استغاثت و حق المملوک۔ (۷۶) دیکھو ابو داؤد۔ کتاب الادب۔ باب فی حق المملوک۔ (۷۷) دیکھو ابو داؤد۔ کتاب الادب۔ باب فی حق المملوک۔ (۷۸) تیسیر الوصول الی جامع الاصول حوالہ ابو داؤد۔ (۷۹) تیسیر الوصول الی جامع الاصول حوالہ ابو داؤد۔ (۸۰) مشکوٰۃ حوالہ ابو داؤد۔ باب استغاثت و حق المملوک۔ (۸۱) مشکوٰۃ حوالہ مسلم۔ کتاب الصيد والذبائح۔ (۸۲) مشکوٰۃ حوالہ ابو داؤد۔ باب آداب السفر۔ (۸۳) صحیح مسلم۔ باب مراعات مطیع الدواب فی السیر۔ (۸۴) مشکوٰۃ حوالہ ترمذی و ابو داؤد۔ کتاب الصيد والذبائح۔ (۸۵) تیسیر الوصول۔ حوالہ بخاری و مسلم۔ (۸۶) تیسیر الوصول۔ حوالہ مالک و بخاری و مسلم و ابو داؤد۔ (۸۷) مشکوٰۃ حوالہ ترمذی و ابو داؤد۔ باب ذکر الکلب۔ (۸۸) مشکوٰۃ حوالہ بخاری و مسلم۔ کتاب الصيد والذبائح۔ (۸۹) مشکوٰۃ حوالہ صحیحین کتاب الصيد والذبائح۔ (۹۰) مرقات۔ حوالہ احمد و شعبین و نسائی۔ کتاب الصيد والذبائح۔ (۹۱) مشکوٰۃ حوالہ ابو داؤد۔ باب قتل اکل الروق۔ (۹۲) مرقات۔ حوالہ مسند بزر۔ جزء رابع ص ۲۳۶۔ (۹۳) مشکوٰۃ حوالہ ابو داؤد۔ (۹۴) مشکوٰۃ حوالہ شرح السنۃ باب فی اخلاق و شامکہ رحمہ اللہ۔ (۹۵) مشکوٰۃ کتاب الادب۔ باب القیام۔ (۹۶) صحیح بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ باب از قال موسیٰ لقومه ان اللہ یمرکم ان تذبھوا بقرة۔ (الایۃ)۔ (۹۷) مشکوٰۃ حوالہ مسلم۔ باب الفاخرة و الصیۃ۔ (۹۸) مشکوٰۃ شریف۔ کتاب الادب۔ باب الفاخرة و الصیۃ۔ (۹۹) رکوسہ گروہ ہے است میان ترسیان و صاحبین۔ (۱۰۰) سیرت ابن ہشام امر عدی بن حاتم۔ (۱۰۱) مشکوٰۃ باب الفاخرة و الصیۃ۔ (۱۰۲) صحیح بخاری۔ کتاب الادب۔ باب حسن الخلق و النساء۔ (۱۰۳) مشکوٰۃ باب فی اخلاق و شامکہ رحمہ اللہ۔ (۱۰۴) صحیح بخاری۔ کتاب الادب۔ باب الکبر۔ (۱۰۵) شمس کل ترمذی۔ باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ۔ (۱۰۶) شمس کل ترمذی۔ باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ (اس کی قیمت چار درہم تھی)۔ (۱۰۷) صحیح بخاری۔ کتاب الجہاد۔ باب الروف علی الخمد۔ (۱۰۸) سیرت ابن ہشام۔ (۱۰۹) طبقات ابن سعد۔ غزوہ بدر۔ مشکوٰۃ حوالہ شرح السنۃ۔ باب آداب السفر۔ (۱۱۰) مشکوٰۃ حوالہ ترمذی۔ باب فی اخلاق و شامکہ رحمہ اللہ۔ (۱۱۱) صحیح بخاری۔ کتاب الادب۔ باب لم یکن النبی ﷺ فی شاول و لا معشرا۔ (۱۱۲) صحیح بخاری۔ باب لم یکن النبی ﷺ فی شاول و لا معشرا۔ (۱۱۳) مواہب لدنیہ حوالہ سیرت

محب طبری۔ (۱۱۴) ابن ماجہ۔ باب القیدیہ۔ (۱۱۵) مواہب لدنیہ۔ (۱۱۶) ابو داؤد۔ کتاب الادب۔ باب کم مرۃ یسلم الرجل فی الاسید ان۔ (۱۱۷) مشکوٰۃ حوالہ صحیحین۔ کتاب الادب۔ باب المزاد۔ (۱۱۸) دیکھو مشکوٰۃ۔ باب المزاج اور شمس کل ترمذی باب ماجاء فی مزاج رسول اللہ ﷺ۔ (۱۱۹) شمس کل ترمذی۔ باب ماجاء فی مزاج رسول اللہ ﷺ۔ (۱۲۰) صحیح بخاری۔ کتاب العلم۔ باب متى یج سماع الصغیر۔ (۱۲۱) استیعاب لایں عبد البر۔ ترجمہ زینب بنت ابی سلمہ۔ (۱۲۲) صحیح بخاری کتاب الادب۔ باب حسن الخلق و النساء۔ (۱۲۳) شمس کل ترمذی۔ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ۔ (۱۲۴) صحیح بخاری۔ کتاب الجہاد۔ باب ما قطع النبی ﷺ من البحرین۔ (۱۲۵) بخاری۔ باب غزوۃ الطائف۔ (۱۲۶) مشکوٰۃ باب فی اخلاق و شامکہ رحمہ اللہ۔ فصل اول۔ (۱۲۷) جامع ترمذی۔ باب ماجاء اعطاء المولفۃ قلوبکم۔ (۱۲۸) صحیح بخاری۔ کتاب الجہاد۔ باب الشجاعت فی الحرب و الجن۔ (۱۲۹) صحیح بخاری۔ کتاب الاستقراض باب لولہ الدیون۔ (۱۳۰) صحیح بخاری۔ کتاب التہجد۔ باب یفر الرجل الشبی فی الصلۃ۔ (۱۳۱) صحیح بخاری۔ کتاب القیاس۔ باب البر و الجود۔ (۱۳۲) صحیح مسلم۔ باب المؤمن یأکل فی معی واحد و الکافر یأکل فی سبۃ معاہ۔ ممان کا نام غالباً فضلہ بن عمرو غفاری تھا۔ (۱۳۳) ابو داؤد جلد ثانی۔ کتاب الخراج و الفتن۔ باب فی الامام یقبل ہدایا المعزکین۔ (۱۳۴) صحیح بخاری۔ کتاب البیوع۔ باب شری الدواب و الخمر۔ باب لو اشتری شیئا فوب من ساءۃ قبل ان ینظر۔ (۱۳۵) مشکوٰۃ حوالہ ترمذی۔ باب فی اخلاق و شامکہ رحمہ اللہ۔ (۱۳۶) مشکوٰۃ حوالہ ترمذی۔ باب فی اخلاق و شامکہ رحمہ اللہ۔ (۱۳۷) صحیح بخاری۔ کتاب الادب۔ باب حسن الخلق و النساء۔ (۱۳۸) صحیح مسلم۔ غزوہ خنین۔ (۱۳۹) صحیح بخاری۔ غزوہ خندق۔ (۱۴۰) سیرت ابن ہشام۔ (۱۴۱) مواہب لدنیہ۔ (۱۴۲) صحیح بخاری۔ باب ما کان النبی ﷺ و اصحابہ یأکلون۔ (۱۴۳) مشکوٰۃ حوالہ صحیحین۔ باب فضل الفقر۔ (۱۴۴) صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق۔ باب افضل الفقیر۔ (۱۴۵) صحیح بخاری۔ باب کیف کان عیش النبی ﷺ و اصحابہ۔ (۱۴۶) مشکوٰۃ حوالہ ترمذی۔ باب فضل الفقراء۔ (۱۴۷) صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق۔ باب فضل الفقر۔ (۱۴۸) صحیح بخاری کتاب المغازی۔ باب وفات النبی ﷺ۔ (۱۴۹) صحیح بخاری۔ باب میان ابن عبیدہ امر ان لا یكون ظلاً قابلیۃ صحیح بخاری باب نکاح باب موعظۃ الرجال انیۃ لخال زوجہ۔ (۱۵۰) جامع ترمذی ابواب الزہد۔ (۱۵۱)

الصدقہ (۱۸۳) شاہنشاہ ترمذی۔ باب ما جاء في حياة رسول الله ﷺ۔ (۱۸۴) شاہنشاہ ترمذی۔ باب ما جاء في حياة رسول الله ﷺ۔

حوالہ جات (باب ساقوال)

(۱) حضرت امام ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نبیوں میں سے کوئی نبی نہیں۔ مگر یہ کہ ہجرات میں سے اسے ایسا مجزہ عطا ہو کہ جس کی مفت یہ ہے کہ اسے دیکھ کر لوگ ایمان لائے اور سوائے اس کے نہیں کہ مجھے جو مجزہ عطا ہو اور وہی ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجی ہے اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میں اسے کے لٹاؤں سے لٹاؤں سے زیادہ ہوں گا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ (۲) دیکھو مقدمہ تاریخ ابن عساکر۔ (۳) لفظ مرہب عرب سے ہے۔ جس کے معنی ہیں بیدار گھنٹن خن راد بصرہ صحت سخن گھنٹن۔ (۴) اے لوگو! تم کو آگاہی ہے نصیحت قبلہ سے رب سے اور شفا و واسطے چیزوں کے لوگ کے اور باریت اور رحمت ایمان لانے والوں کے لئے۔ (۵) کتاب الشریعہ و الشریعہ لایئ تکیہ ترجمہ لیبید بن یحییٰ۔ (۶) ان مثالوں کے لئے دیکھو شفاء شریف اور مواہب اللادریہ۔ (۷) مطلب یہ ہے کہ جب وہ حضرت یوسف سے بہت مانع نہ ہو گئے تو انکے دو کہ باہم مشورت کرنے لگے اور سوچنے لگے کہ باپ کے پاس جا کر کیا جموٹ دیا کر کہیں گے۔ اور اس عادی کا کیا ذکر کریں گے۔ پس یہ تمہارے سے لگے اس طویل قحے کو ختم کر دے۔ (۸) دیکھو تجنیہ اللہ علی الناس لیسیت فی ہجرات سید المرسلین اللہم فی ہجرات سید المرسلین۔ (۹) دیکھو التفتن للسیہ علی۔ ترجمہ عاتقی۔ صفحہ ۶۸۔ (۱۰) لقد سمعت قول الکھنہ لما ہو بنو لہم ولقد و صحت قولہ صمعی القراء الشراء لما یلثم علی لسان احد بعدی اللہ شہر واللہ اللہ الصادق واللہم لکما دیوت۔ (۱۱) فوز الکبیر فی اصول التفسیر مطبوعہ مطبعہ تہذیبی دہلی میں ۱۳۔ (۱۲) شریعت سے مردانیت کا حکم کرنا اور خدا سے روکنا سو لینا حالانکہ میں کو مخالفت تھی۔ قرأت کتاب الاذہب باب ۵۔ آیت میں اور تو کوس کا مال ہا حق کھاتا ہے۔ جیسا کہ سرور نہاد رکوع ۲۲ میں آیا ہے۔ (۱۳) تفسیر کا حقیقہ قرآن مجید میں انگریزی مولفہ درسی صاحب۔ جلد اول صفحہ ۳۶۔ (۱۴) التلخیص ابن کوزری جلد ۳ بہت جون ۱۹۱۲ء صفحہ ۳۵۹۔ (۱۵) دیکھو پانچ ترجمہ قرآن مجید میں انگریزی میں ۳۸۔ (۱۶) خروج احمد و القاری و مسلم والتر ترمذی و التلخیص و ابن مرددہ و

صحیح بخاری۔ کتاب النہی۔ باب علی التلخیص فی ثوب حاضرت فیہ۔ اور دائرہ باب التلخیص فیہ۔ ان کی تالیف میں غلطیاں۔ (۱۵۴) مصعب کے معنی میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک بھری جانور کے دانت کو مصعب کہتے ہیں۔ جس کو تراش کر ٹکے بائے جاتے ہیں۔ مصعب کے معنی بچے کے بھی ہیں۔ ممکن ہے کہ اصح حیوانات کے پھوں کو ٹکے کر کے کھڑکے مانتے ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (۱۵۳) مشکوٰۃ حوالہ احمد و دائرہ۔ کتاب اللہ میں باب الترحیل۔ (۱۵۴) صحیح بخاری کتاب النہی۔ باب ہدیہ ماکہ و نہما۔ (۱۵۵) اور دائرہ۔ کتاب الاطعمہ۔ باب الارضیں یہ معنی فیہ فی کربلا۔ (۱۵۶) اور دائرہ۔ کتاب اللہ میں۔ باب فی الصور۔ (۱۵۷) مشکوٰۃ حوالہ امام احمد۔ کتاب الرقاق۔ (۱۵۸) مواہب اللدنیہ حوالہ طبرانی۔ (۱۵۹) جامع ترمذی۔ باب الارہب۔ باب ما جاء فی اختلاف واصوہ علیہ۔ (۱۶۰) صحیح بخاری۔ کتاب اللہ میں۔ باب یاد کر من و روح الہی ﷺ۔ و مصداقہ۔ (۱۶۱) صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق۔ باب قول النبی ﷺ لو علمون ما اعلم۔ (۱۶۲) شاہنشاہ ترمذی۔ باب ما جاء فی مبادیہ رسول اللہ ﷺ۔ (۱۶۳) شاہنشاہ ترمذی۔ باب ما جاء فی مبادیہ رسول اللہ ﷺ۔ ان تعذبہم فانہم عبادک وان تعذبہم فانہم انت الموزون المحکوم۔ (سنن ابن ماجہ۔ باب ما جاء فی التزائم و صلواتہ علیہ۔) (۱۶۴) مشکوٰۃ حوالہ اور دائرہ۔ باب صلواتہ علیہ۔ (۱۶۵) شاہنشاہ ترمذی۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۶۶) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۶۷) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۶۸) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۶۹) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۷۰) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۷۱) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۷۲) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۷۳) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۷۴) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۷۵) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۷۶) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۷۷) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۷۸) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۷۹) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۸۰) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۸۱) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۸۲) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۸۳) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۸۴) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۸۵) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۸۶) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۸۷) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۸۸) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۸۹) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۹۰) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۹۱) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۹۲) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۹۳) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۹۴) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۹۵) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۹۶) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۹۷) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۹۸) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۱۹۹) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۲۰۰) صحیح بخاری۔ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ ﷺ۔

نعیم عن ابن عباس من رسول اللہ ﷺ قال لو ان اليهود تمنوا الموت لما تولوا
امقاعدهم من النار۔ (درمثور للسیوطی۔ جلد اول ص ۸۹) (۱۷) لایصح بعد العام مشرکاً
ولا طیوف بالہیت عریان۔ (یعنی شرح بخاری جز رابع ص ۶۳۳)۔ (۱۸) درمثور بحوالہ ابن
اسحاق ولکن جریر و یحییٰ روایت ابن عباس۔ (۱۹) دیکھو مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ فصل ثالث۔ (۲۰) اتقان
للسیوطی۔ جزء اول ص ۱۶۔ (۲۱) شیخ جمال الدین عبدالرحیم اسنوی شافعی شہر اسنا واقع ملک مصر
میں ذی الحجہ ۷۰۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ۷۷۱ھ میں قاہرہ آئے اور وہاں مختلف استادوں سے ادب
نحو اصول فقہ اور حدیث میں تعلیم پائی۔ اپنے وقت میں فقہ شافعی میں یچنے تھے صاحب تدریس و
تصنیف تھے۔ فقہ و اصول و نحو میں بہت سی کتابیں آپ کی تصنیف ہیں۔ آپ کا وصال جمادی الاولیٰ
۷۷۲ھ میں ہوا۔ آپ کے جنازے پر انوار ولایت نمایاں تھے۔ (تفصیل کے لئے دیکھو بحیۃ الدما
اور حسن الحاضرہ ہر دو مصنفہ جمال الدین سیوطی) رسالہ نصیحت لولی الالباب فی منع استخدام البصاری
آپ کی ہی تصنیف ہے جیسا کہ مصنف کے بیان سے ظاہر ہے۔ کشف الطغوان میں ہے کہ علامہ جمال
سیوطی نے اس رسالہ کا اختصار کیا ہے اور اس کا نام جند القریبہ فی تجرید النصیحتہ ہے۔ علامہ جمال
الدین اسنوی کے قلم سے اسی قسم کے ایک رسالہ حسن الحاضرہ میں لکھا ہے جس کا نام الریاض
النصریہ فی الرد علی من یظلم اہل الذمہ و یحکدہم علی المسلمین ہے۔ مگر کشف الطغوان میں الریاض
النصریہ کو علامہ جمال الدین کے بھائی علامہ محمد الدین محمد بن حسن اسنوی (متوفی ۷۹۳ھ) کی
تصنیف ظاہر کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (۲۲) وجعلت من امنک اقواماً قلوبہم انا
جمیلہم (خصائص کبریٰ للسیوطی)۔ جزء ثانی ص ۱۸۵۔ (۲۳) اس واسطے کہ وہ نگہبان فہرست
گئے تھے اللہ کی کتاب پر۔ اور اس کی خبر داری پر تھے۔ اس آیت میں کتاب سے مراد تورات ہے۔
(۲۵) دلائل حافظ ابی نعیم۔ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد۔ ص ۹۱۔ ۹۲۔ (۲۶)
اتقان للسیوطی جزء اول ص ۳۰۔ (۲۷) دیکھو مشکوٰۃ باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب۔ فصل
اول۔ (۲۸) دیکھو تفسیر کبیر جزء ثامن۔ تفسیر روح المعانی۔ جزء اول ص ۲۸۔ (۲۹) فوز الکبیر فی
اصول التفسیر ص ۳۹۹۲۔ (۳۰) کتاب آپس میں ملتی یعنی خوبی میں کوئی آیت کم نہیں۔ دوہر الی
ہوئی۔ یعنی ایک مدعا کی طرح تقریر کیا ہوا۔ (موضع قرآن)۔ (۳۱) دیکھو سیرت ابن ہشام۔ ذکر

اسلام عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔ (۳۲) حمام کے معنی ہیں کھانسنے والا۔ یہ حضرت نعیم بن
عبداللہ کا لقب ہے جس کی روایت وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں بہشت میں داخل
ہوا تو میں نے نعیم کے کھانسنے کی آواز سنی (اصاب)۔ (۳۳) مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی سیدنا
شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ۔ دفتر اول مکتوب۔ صد و دوم ۳۰۲۔ (۳۴) صحیح بخاری باب ہجرت
انبی ﷺ۔ (۳۵) صحیح بخاری و صحیح مسلم دیکھو۔ (۳۶) دل کل الذیوت للحافظ ابی نعیم۔ جزء اول
ص ۷۸۔ ۷۹ یہ قصہ استیعاب لای ابن عبدالبر میں بھی مذکور ہے۔ (۳۷) دیکھو مواہب لدینیہ
للسیوطی (۳۸) صغیر۔ خرمیان تھا گند۔ مرد فردے بے پردہ و فرد زند۔ (۳۹) تخریض یہ ہے
کہ ایک لفظ اپنے معنی میں مستقل ہو۔ تاکہ اس کے ساتھ ایک اور معنی کی طرف اشارہ کیا جائے۔
(۴۰) اتقان جزء ثانی ص ۵۵۔ (۴۱) اتقان جزء ثانی ص ۹۶۔ (۴۲) صنعت طباق یہ ہے کہ کلام
میں ایسے دو معنی ذکر کریں۔ جو ایک دوسرے کی ضد ہوں۔ (۴۳) اشارہ یہ ہے کہ کلام قلیل لایا
جائے جس کے معنی بہت ہوں۔ (۴۴) صنعت ارداف یہ ہے کہ حکم ایک معنی مراد رکھے اور
اسے لفظ موضوع لہ سے یاد لالت و اشارہ سے تعبیر نہ کرے بلکہ اس کے مراد لفظ سے ادا
کرے۔ (۴۵) تمثیل وہ ہے کہ جس کی وجہ متضاد امور سے متضوع ہو۔ (۴۶) تحلیل کا فائدہ
تقریر اور ابلاغیت ہے۔ کیونکہ نفوس احکام معاملہ کو دوسروں کی نسبت زیادہ قبول کرتے ہیں۔
(۴۷) احتراں یہ ہے کہ کسی کلام میں جو خلاف مقصود کا موہم ہو۔ وہ امر ذکر کریں۔ جو اس موہم کو
دور کر دے۔ (۴۸) حسن الخسن یہ ہے کہ حکم پے در پے معطوف جملے لائے۔ جو باہم اس طرح
پیوستہ ہوں کہ اگر ان میں سے کوئی جملہ علیحدہ کر دیا جائے تو وہ بذات خود ایک مستقل جملہ ہو جس
کے معنی سمجھنے کے لئے اسی کے الفاظ کافی ہوں۔ (۴۹) مقصود کو معمول سے کم الفاظ میں لیا کرنا
ایجاز کہلاتا ہے۔ (۵۰) کنسہیم یہ ہے کہ فاصلہ کا مقابل فاصلہ پر دلالت کرے۔ (۵۱) تہذیب یہ
ہے کہ کلام ایسا منہذب ہو کہ اعتراض کو اس میں منہائش نہ ہو۔ (۵۲) تمکین یہ ہے کہ فاصلہ اپنے
محل میں متمکن ہو اور اپنی جگہ قرار پزیر ہو۔ اور اس کے معنی کو کلام کے معنی سے ایسا تعلق تام ہو کہ
اگر وہ گر جائے تو کلام کے معنی میں خلل آجائے۔ (۵۳) انجم یہ ہے کہ کلام پیچیدگی سے خالی
ہونے کے سبب آپ رواں کی مانند جاری اور ترکیب کی سہولت اور الفاظ کی شیرینی کے سبب نرم و

آسان ہو۔ (۵۳) اعتراض یہ ہے کہ ایک یا زیادہ جملوں کا کوئی محل اعراب نہ ہو۔ ایک یا دو کلاموں کے درمیان رفع بہیام کے سوا کسی اور نکتہ کے لئے لائیں۔ (۵۵) کہتے ہیں کہ یہ فارس کے بادشاہ اردشیر کے قول کا ترجمہ ہے۔ الاملاز والایجاز للشعالی ص ۱۶۔ (۵۶) اتفاق۔ جزء ثانی ص ۵۵۔ (۵۷) ترجمہ۔ پھر وہ گیا فرق دو کمان کا میان یا اس سے بھی نزدیک پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بند سے پر جو بھیجا۔ (۵۸) اگر زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو تحفہ احمدیہ در شجوت معراج محمدیہ مصنفہ شہناہ العلامہ مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب ایٹھوی چشتی صابری مع حواشی خاکسار و فرائض جنم نعمانیہ لاہور سے طلب فرما کر مطالعہ کریں۔ (۵۹) بعض قصہ خوں بیان کرتے ہیں کہ چاند جناب رسالت مآب کی جیب میں داخل ہوا اور آستین سے نکل گیا مگر یہ بے اصل ہے۔ (۶۰) مستند بوداؤد و طلیاسی۔ مطبوعہ دائرة المعارف اعظمیہ حیدر آباد دکن جزء اول۔ ص ۳۸ (۶۱) ابو کبشہ حضور اقدس ص ۱۰۱ کا ایک جد باری تھا۔ زمانہ جاہلیت میں قریش ہوں کی پوجا کرتے تھے۔ اور وہ ان کے خلاف شعری عبور کی پرستش کرتا تھا اس لئے جب حضور نے ہوں کی پرستش میں قریش کی مخالفت کی۔ اور خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت کی تعلیم دی تو وہ آپ کو اس مخالفت کے سبب ابو کبشہ کا پوتا کہا کرتے تھے۔ (۶۲) عرب میں خیبر سے ایک منزل کے فاصلہ پر ایک مقام کانام ہے۔ (۶۳) اللہم اذہ کما فی طاعتک و طاعتہ رسولک فار ذو علیہ الشمس۔ (شفا مواہب و خصائص کبریٰ) اس حدیث کا امام طحاوی اور قاضی میاض نے صحیح کہا ہے اور ابن منذر و ابن شاکن و طبرانی نے اسے ایسے اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ جن میں سے بعض صحیح کی شرط پر ہیں۔ اور ابن مردویہ نے اسناد حسن کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔ (۶۴) شفاء شریف۔ اس حدیث کو طبرانی نے معجم اوسط میں حسن حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے (مواہب لدنیہ) اور تہذیبی نے اسماعیل بن عبد الرحمن سے طریق ارسال نقل کیا ہے (خصائص کبریٰ للسیوطی)۔ (۶۵) دیکھو مواہب لدنیہ۔ (۶۶) ترجمہ۔ میں تیری اطاعت کے لئے اور تیرے دین کی تائید کے لئے حاضر و ہیار ہوں۔ (۶۷) خصائص کبریٰ جزء ثانی ص ۶۷۔ (۶۸) ایک قسم کا کھانا ہے۔ جو روٹی کے ٹکڑوں کو گوشت کے شوربے میں تر کرنے سے تیار ہوتا ہے۔ (۶۹) مواہب لدنیہ۔ اس حدیث کو ابن ابی الدنیا تہذیبی اور انجم نے نقل کیا ہے۔ (۷۰) بخاری کتاب الجہاد۔ باب العصرۃ والمرکب فی

الفرج۔ (۷۱) صحیح مسلم و شفا شریف (۷۲) المابہ بحوالہ طبرانی وابن مندوہ ابن السکن۔ ترجمہ ام اوس حمزہ (۷۳) شفا شریف و مستند امام احمد۔ (۷۴) سیرت ابن ہشام۔ (۷۵) استیعاب واصحاب۔ (۷۶) شفاء شریف و ابن سعد۔ (۷۷) اس حدیث کو امام تہذیبی نے روایت کیا ہے۔ مواہب لدنیہ۔ (۷۸) اس حدیث کو امام تہذیبی نے روایت کیا ہے۔ خصائص کبریٰ جزء ثانی ص ۶۹ یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ حضرت شمر بن عطیہ اجاع تابعین میں سے ہیں دیکھو زر قانی علی المواہب۔ (۷۹) اس حدیث کو ابن ابی شیبہ و ہنوی و تہذیبی و طبرانی و ابو نعیم نے روایت کیا ہے (مواہب لدنیہ)۔ (۸۰) مواہب لدنیہ۔ کتاب فی الجزات۔ (۸۱) اس حدیث اور احادیث آئندہ کے لئے دیکھو خصائص کبریٰ للسیوطی۔ جزء ثانی ص ۷۰۔ (۸۲) یہ حدیث شریف صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے (مشکوٰۃ باب فی الجزات)۔ (۸۳) یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے۔ مشکوٰۃ شریف باب فی الجزات)۔ (۸۴) کہتے ہیں کہ غزوہ جوک میں لشکر کی تعداد ایک لاکھ کو پہنچ گئی تھی۔ کزانی اشعۃ المبعات۔ (۸۵) صحیح بخاری باب قبول الہدیۃ من المشرکین۔ (۸۶) صحیح بخاری۔ باب کیف یکن عیش النبی ﷺ و اصحابہ۔ (۸۷) مواہب لدنیہ بحوالہ صحیح مسلم۔ (۸۸) صحیح بخاری۔ باب علامات النبوة فی الاسلام۔ (۸۹) وسق بار شتر و شصت صاع۔ (۹۰) صحیح بخاری۔ باب قضاء الوصیۃ و دیون المیت۔ (۹۱) صحیح بخاری۔ باب قضاء الوصیۃ و دیون المیت۔ (۹۲) ان مثالوں کے لئے بخاری و مسلم و ترمذی و ابو داؤد و تاج الدین و ابن ابی نعیم و دلائل تہذیبی و طبرانی و دیکھو۔ (۹۳) مشکوٰۃ بحوالہ صحیحین۔ باب فی الجزات۔ (۹۴) صحیح بخاری۔ تفسیر سورہ دخان۔ (۹۵) یعنی مدینہ کے اطراف میں بادل تھا اور مینہ برستا تھا مگر مدینہ پر نہ بادل تھا نہ مینہ برستا تھا۔ (۹۶) قتات ایک دلدلی کا نام ہے جو طائف کی طرف سے آتی ہے۔ اور کوہ احد میں شہداء کی قبروں تک پہنچتی ہے۔ (۹۷) صحیح بخاری۔ تفسیر سورہ دخان۔ (۹۸) زر قانی علی المواہب بروایت ابن ابی شیبہ و ابی نعیم و غیر ہما۔ جزء رابع ص ۳۳۔ (۹۹) ابن سعد کی روایت میں ہے کہ عاقب اور سید کچھ مدت بعد جلد مدینہ آئے اور حضور کے دست مبارک پر مشرف باسلام ہوئے۔ (۱۰۰) صحیح بخاری۔ باب علامات النبوت فی الاسلام۔ (۱۰۱) اس حدیث کو امام احمد و نسائی نے روایت کیا ہے (مواہب لدنیہ) اور حافظ ابو نعیم نے بھی دلائل میں نقل کیا ہے۔ (۱۰۲) اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ (تفسیر الوصول۔

مواہب لدنیہ)۔ (۱۰۳) دلائل حافظ ابو نعیم ص ۱۳۵ امام احمد و بزرگوار نے بھی اسے روایت کیا ہے۔
 (ضمیمہ الریاض شرح شفاء قاضی عیاض۔ جزء ثالث۔ ص ۸۰)۔ (۱۰۴) اس قصہ کو شرح السنہ
 میں اور ابن عبد البر نے استیعاب میں اور ابن الجوزی نے کتاب الوفا میں نقل کیا ہے۔ (مشکوٰۃ باب فی
 المعجزات۔ فصل ثالث)۔ (۱۰۵) مشکوٰۃ باب فی المعجزات۔ حوالہ شرح السنہ خصائص کبریٰ جزء ثانی
 ص ۶۴ میں ہے کہ اس حدیث کو امام احمد و حافظ نعیم نے بسند صحیح روایت کیا ہے۔ (۱۰۶) قول
 واقدی اس کا نام ایبیا بن اوس اسلمی تھا جو حرہ ابوہریرہ میں ریوڑ چرا رہا تھا۔ ایہاں مذکور صحابی ہیں
 جنہوں نے حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں انتقال فرمایا۔ (۱۰۷) حرہ ابوہریرہ مدینہ منورہ سے تین
 میل کے فاصلے پر ایک مقام کا نام ہے۔ دیکھو وفاء الوفاء للطلحۃ السہودی۔ (۱۰۸) مشکوٰۃ حوالہ
 ترمذی۔ باب اشراف السنۃ۔ (۱۰۹) اس حدیث کو حافظ ابو نعیم اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔
 خصائص کبریٰ۔ جزء ثانی ص ۶۳۔ (۱۱۰) شیر کی کنیت ہے۔ (۱۱۱) اس حدیث کو ابن سعد ابو نعیم و
 یواریث منیر و حاکم و بیہقی و ابو نعیم نے نقل کیا ہے اور حاکم نے صحیح کہا ہے اور یواریث و ابن عساکر نے
 بھی نقل کیا ہے۔ خصائص کبریٰ جزء ثانی ص ۶۵۔ (۱۱۲) اس حدیث کو ابو نعیم نے روایت کیا
 ہے۔ (مواہب لدنیہ)۔ (۱۱۳) مشکوٰۃ باب فی المعجزات۔ (۱۱۴) اس حدیث کو امام احمد نے اور امام
 بخاری نے اپنی تاریخ میں اور دارمی و ترمذی و حاکم و بیہقی و ابو نعیم و ابن سعد نے روایت کیا ہے
 اور ترمذی اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔ (خصائص کبریٰ۔ جزء ثانی ص ۳۶)۔ (۱۱۵) اس حدیث کو امام
 مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ باب فی المعجزات۔ فصل اول)۔ (۱۱۶) ترمذی شریف
 مطبوعہ مطبع احمدی جلد ثانی ص ۲۴۳۔ (۱۱۷) اس حدیث کو یواریث و بیہقی و ابو نعیم و بیہقی نے روایت
 کیا ہے۔ (خصائص کبریٰ۔ مواہب لدنیہ)۔ (۱۱۸) ابن عساکر کی روایت میں حدیث انس میں
 حضرت عثمان غنیؓ کے بعد یوں آیا ہے۔ ثم صیروہ فی ابدینار جلا رجلا فلما سبحت
 حصاة منہن۔ (خصائص کبریٰ۔ جزء ثانی ص ۷۵) پھر حضورؐ نے ان سنگریزوں کو ہم میں سے ایک
 ایک کے ہاتھ میں رکھا۔ ان میں سے کسی سنگریزے نے تسبیح نہ پڑھی۔ (۱۱۹) اس سے معلوم ہوا
 ہے کہ حضور اقدسؐ نے جو یواریث کو بلجو دیکہ وہ مجلس میں لوروں کی لبت آپ سے زیادہ
 قریب تھے سنگریزے نہ دیئے بلکہ ان کو چھوڑ کر حضرت ابوہریرہ و عثمانؓ کو دیئے اس کی وجہ یہ تھی

کہ حضرت ابوہریرہؓ میں سے نہ تھے۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ بظاہر اس موقع پر حاضر نہ تھے۔
 (۱۲۰) دیکھو شفاء قاضی عیاض۔ (۱۲۱) صحیح بخاری۔ باب علامات النبوة فی الاسلام۔ (۱۲۲) اس
 حدیث کو بیہقی نے دلائل میں بالظوات روایت کیا ہے۔ اور ابن ماجہ نے بالاخصصار نقل کیا ہے۔
 (مواہب لدنیہ) حافظ ابو نعیم نے بھی دلائل میں اسے روایت کیا ہے۔ (۱۲۳) ان کے نام مبارک
 یہ ہیں۔ فضل عبد اللہ، عبید اللہ، قاسم، معبد، عبد الرحمن رضی اللہ عنہم یہ سب ام الفضل کے بطن
 سے تھے۔ (۱۲۴) اس حدیث کو امام بخاری و امام احمد و ترمذی و ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔ (مواہب
 لدنیہ)۔ (۱۲۵) یہ حدیث نسائی و ترمذی و دارقطنی میں ہے۔ (مواہب لدنیہ)۔ (۱۲۶) یعنی جو
 تجھ پر ہیں ان میں سے ہر ایک نہیں ہے مگر نبی یا صدیق یا شہید۔ مطلب یہ کہ ان میں سے ہر ایک
 اوصاف شامہ سے خارج نہیں۔ (۱۲۷) عشرہ مبشرہ جو دس صحابی ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے
 جنت کی بھارت دی ان کے نام مبارک یہ ہیں۔ حضرت ابوہریرہ و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد ابن
 ابی وقاص و عبد الرحمن بن عوف و ابو عبیدہ بن جراح و سعید بن زید رضی اللہ عنہم۔ (۱۲۸) دیکھو
 مواہب لدنیہ اور مدارج النبوة۔ (۱۲۹) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ باب فی
 المعجزات)۔ (۱۳۰) صحیح مسلم۔ غزوہ خنین (۱۳۱) ابتداء الازکیاء فی حیات الانبیاء مطبوعہ مطبع محمدی
 واقع لاہور۔ (۱۳۲) مشکوٰۃ کتاب القن۔ فصل اول۔ (۱۳۳) صحیح مسلم۔ جلد ثانی۔ کتاب القن۔
 (۱۳۴) عبارت است از حصول تمام علوم جزئی و کلی و احاطہ آں۔ اشعۃ المعانی۔ (۱۳۵) مشکوٰۃ
 کتاب الصلوٰۃ۔ باب المساجد۔ (۱۳۶) مشکوٰۃ کتاب الایمان۔ باب الایمان بائقہر فصل ثانی۔
 (۱۳۷) مواہب لدنیہ۔ مقصد ثامن۔ فصل ثالث۔ (۱۳۸) مواہب لدنیہ۔ مقصد ثامن۔
 فصل ثالث۔ (۱۳۹) خصائص کبریٰ للسیوطی۔ جزء ثانی ص ۱۹۔ (۱۴۰) مواہب لدنیہ۔ کتاب فی
 المعجزات و الخصائص الفصل الثانی فیما حدیث اللہ تعالیٰ بہ من المعجزات۔ ایک روایت میں میری امت کی
 جائے دنیا کا لفظ ہے دیکھو زرقانی۔ (۱۴۱) نقد فتح نون و قاف۔ ایک قسم کی بد شکل بھری ہوتی ہے
 جس کے ہاتھ پاؤں پھوٹے ہوتے ہیں۔ یہ ذلت میں ضرب المثل ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ اول
 من اللہ یعنی نقد سے زیادہ ذلیل۔ اس کی جمع نقاد۔ (۱۴۲) صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ کتاب القن امام
 بخاری کی ولادت ۱۹۲ھ میں لوروقات ۲۵۶ھ میں امام مسلم کی ولادت ۲۰۴ھ میں اور وفات ۲۶۱ھ

۱۳۲) میں ہوئی۔ (۱۳۲) ملک شام کے ایک شہر کا نام۔ (۱۳۳) مفصل حالات کے لئے دیکھو وقایہ الوقایہ یا ذخیرہ دارالمصطفیٰ للعلامة السبہودی التوفی ۹۹۱ھ جزء اول صفحہ ۱۰۶۳-۱۰۶۴۔ (۱۳۵) یعنی ابن عمیال اور مال و اسباب کو دیلوں پر لا کر جنگل کو چلے جائیں گے۔ (۱۳۶) ابو داؤد کی ولادت ۲۰۲ھ میں اور وفات ۵۷۵ھ میں ہوئی۔ (۱۳۷) مشکوٰۃ کتاب الفتن۔ باب الملام فصل ثانی۔ (۱۳۸) اشعۃ المعانی ترجمہ مشکوٰۃ کتاب الفتن۔ باب الملام۔ ۱۱۶۵-۱۱۶۶۔ (۱۳۹) مفصل حالات کے لئے دیکھو طبقات الشیعۃ الکبریٰ للشیخ النبی التوفی ۷۷۷ھ جزء خاص ص ۱۱۶۵-۱۱۶۶۔ (۱۴۰) کرخ فتح اول و ثانی و خائے غمخہ وہے است قریب بغداد و قبل مقلدہ از بغداد۔ غیاث اللغات۔ (۱۴۱) نہیں مانا ان سے پہلے کسی ہستی نے جس کو ہاک کیا ہم نے اب یہ کیا نہیں گے۔ (۱۴۲) حکمت یہ کہ ان میں سے بعض ایمان لائیں اور بعض کی نسل سے مومن پیدا ہوں گے۔

حوالہ جات (باب آٹھواں)

(۱) یعنی اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دینے کا جس حال میں کہ آپ ان میں موجود ہیں۔ (۲) دیکھو زر قانی علی الموابہ۔ جزء ثالث ص ۵۳۔ (۳) خصائص کبریٰ حوالہ صحیحین۔ جزء اول ص ۲۳۰۔ (۴) جب غزوہ تبوک کے بعد رمضان ۹ھ میں حضور اقدس ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو حضرت عباس نے آپ کی اجازت سے آپ کی مدح میں چند شعر کہے ہیں۔ ان میں سے ایک شعر یہ ہے۔ آپ حضرت فلیل اللہ کی آگ میں پوشیدہ داخل ہوئے۔ آپ ان کی پشت میں تھے وہ کیسے جل سکتے تھے۔ طبرانی وغیرہ نے اس قصہ کو روایت کیا ہے۔ دیکھو موابہ و زر قانی۔ غزوہ تبوک۔ (۵) خصائص کبریٰ۔ جزء ثانی ص ۷۹۔ (۶) زر قانی علی الموابہ جزء خاص ص ۱۹۳۔ (۷) کشف الغمخہ للامام فی حوالہ خصائص السبہودی۔ جزء ثانی ص ۳۶۔

حوالہ جات (باب نواں)

(۱) موضع قرآن میں ہے کہ یہ جو فرمایا کہ جو نیکی پر ہیں ان کو بڑا ثواب ہے۔ حضرت کی ازواج سب نیک ہی ہیں و الطیبت للطنین مگر حق تعالیٰ صاف خوشخبری کسی کو نہیں دیتا تاکہ وہ غدر نہ ہو چلوے۔

خاتمہ کا ذکر آگاہ ہے۔ مدارک و مضامین میں ہے کہ ممکن میں من بیان یہ ہے۔ کیونکہ ازواج مطہرات سب محسنات تھیں۔ (۲) یہ آنحضرت ﷺ سے خطاب ہے۔ یعنی اگر برکتیں فرض و تقدیر تو شرک کرے گا اگرچہ یہ محال ہے تیرا عمل باطل ہو جائے گا۔ (زمرع ۷) (۳) یہ حالات عموماً زر قانی علی الموابہ سے ماخوذ ہیں زر قانی نے حوالہ دیگر کتب ان کو یکجا جمع کر دیا ہے۔ (۴) طبقات ابن سعد۔ جزء ثامن ترجمہ زہرا (۵) وقایہ الوقایہ للسبہودی (۶) زہر الریح للسبہودی و حاشیہ سندہ برنسائی۔

حوالہ جات (دسواں باب)

(۱) صحیح بخاری۔ کتاب الجنائز۔ باب موت یوم الاثنين۔ (۲) نسیم الریاض حوالہ ابو داؤد و بخاری۔ (۳) وقایہ الوقایہ اول ص ۳۴۸۔ (۴) نسیم الریاض حوالہ احمد و ابن اسحاق۔ اصابع ترجمہ ابو طالب۔ (۵) حقی و زیار۔ اصابع ترجمہ ابو طالب حوالہ ابن اسحاق۔ (۶) الادب المفرد للبخاری۔ باب ما یقول الرجل اذا حضر رجبہ۔ (۷) شفاء شریف۔ (۸) زر قانی علی الموابہ حوالہ امام احمد و غیرہ۔ (۹) اصابع حوالہ طبرانی۔ (۱۰) اصابع۔ ترجمہ عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی۔ (۱۱) سیرت ابن ہشام۔ (۱۲) استیعاب ترجمہ عبد الرحمن بن ابی بکر۔ (۱۳) نسیم الریاض وغیرہ۔ (۱۴) صحیح مسلم۔ باب الامداد بالملاحیۃ فی غزوہ بدر۔ (۱۵) ترمذی۔ ابواب الزہد۔ (۱۶) مشکوٰۃ حوالہ صحیحین۔ باب احب فی اللہ و من اللہ (۱۷) در معرور حوالہ طبرانی و ابن مردویہ و ابو نعیم فی الحلیۃ و الاشیاء المقدسی فی صفۃ الجنۃ (۱۸) در معرور حوالہ طبرانی و ابن مردویہ و ابو نعیم فی الحلیۃ و الاشیاء المقدسی فی صفۃ الجنۃ (۱۹) بخاری۔ تفسیر سورۃ حجرات۔ (۲۰) اسباب نزول للواحدی۔ (۲۱) صحیح مسلم۔ باب مناقات المؤمنین و مناقات المؤمنات۔ (۲۲) صحیح بخاری کتاب الشروط (۲۳) شمائل ترمذی۔ کتاب التفسیر۔ تفسیر سورۃ احزاب۔ (۲۴) ترمذی ابواب المناقب۔ (۲۵) شمائل ترمذی۔ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ ﷺ۔ (۲۶) الادب المفرد للبخاری۔ باب قرع الباب۔ اس روایت سے پایا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دروازوں میں معلق نہ تھے۔ صحابہ کرام پاس ادب جائے دستک دینے کے ناشتوں سے کھٹکتا یا کرتے تھے۔ (۲۷) ذوالالمعاد لابن قیم۔ قصہ حدیبیہ۔ اور در معرور للسبہودی تفسیر سورۃ فتح۔ (۲۸) صحیح مسلم باب کون الاسلام بیدم ما قبلہ و کذا الخ و الامر۔ (۲۹) اصابع حوالہ طبرانی۔ ترجمہ اسلع الاعرجی۔ تفسیر در معرور

حوالہ طحاوی و دار قطنی و طبرانی و شعبی و غیرہ۔ (۳۰) ترمذی۔ کتاب الطہارت۔ باب ما جاء فی
مصائب الجنب۔ (۳۱) کشف الخفاء للشعرانی۔ جزء ثانی ص ۱۸۴۔ (۳۲) جامع ترمذی۔ باب ما جاء فی
مبدأ النبی ﷺ۔ (۳۳) اصابہ ترجمہ سعید بن یزید۔ (۳۴) الادب المفرد للبخاری۔ باب الریح
یقبل امین۔ (۳۵) جامع ترمذی۔ ابواب الاحیاء والادب۔ باب ما جاء فی قبلة الید والرجل۔
(۳۶) ابن ماجہ باب الرجل یقبل ید الرجل۔ (۳۷) الادب المفرد للبخاری۔ باب تقبیل الید۔
تفسیر در بخور حوالہ ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ و غیرہ۔ (۳۸) ابو داؤد۔ کتاب الادب۔ باب فی کلمۃ
الجسد۔ الادب المفرد للبخاری۔ باب تقبیل الید۔ (۳۹) زر قانی علی المواب۔ وفد عبد القیس الادب
المفرد للبخاری۔ باب التودع فی الامور۔ (۴۰) دلائل حافظہ اہل نعیم۔ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد
دکن ص ۱۳۸۔ (۴۱) صحیح بخاری کتاب اللباس۔ باب الثوب بالذہب۔ (۴۲) اصابہ حوالہ ابن اسحاق
ترجمہ مجتہدین اورع اسلمی۔ نیز مشکوٰۃ حوالہ بخاری باب اعدوا لآلہ الجہاد۔ (۴۳) صحیح مسلم۔ باب
باحث اکل الثوم۔ (۴۴) شفاء شریف علی القاری شرح میں لکھتے ہیں کہ اسے ابو یعلیٰ نے روایت
کیا ہے۔ (۴۵) کو فاء الوفاء حوالہ ابن زہب۔ جزء اول ص ۳۹۸۔ (۴۶) مناصح مدینہ منورہ ص ۲۰
ایک جگہ کا نام ہے۔ جہاں عورتیں زمانہ جاہلیت میں رات کے وقت بول و بداز کے لئے جایا کرتی
تھیں۔ کذا فی معجم البلدان للیاقوت۔ (۴۷) تاریخ صغیر للبخاری مطبوعہ انوار احمدی الہ آباد ص
۳۴۔ (۴۸) طبقات ابن سعد۔ جزء ثالث۔ قسم ثانی ص ۸۷۔ (۴۹) ایک قسم کی خوشبو ہے جو
مرکب ہوتی ہے۔ (۵۰) کافور و صندل و غیرہ جو مردے کے کفن و جسم پر من دیا جاتا ہے۔ (۵۱) حیا
الحیوان لند میری۔ تحت عکبوت۔ زر قانی علی المواب۔ باب حجرۃ المصطفیٰ و اصحابہ اہل المدینہ۔
(۵۲) صحیح مسلم باب تحریم اداء الذہب و الفضة علی النساء و الرجال۔ (۵۳) دیکھو و فاء الوفاء
للمسموٰی اور شفاء المقام للسنی۔ (۵۴) و فاء الوفاء ثانی ص ۴۱۲۔ (۵۵) و فاء الوفاء جزء ثانی ص
۳۲۳۔ (۵۶) السیف الصقل فی الرد علی ابن زخیل۔ عکلمہ علامہ کوثری۔ ص ۱۵۶۔ (۵۷) و فاء
الوفاء جزء ثانی ص ۳۲۰۔ (۵۸) سنن دارمی باب ما اکرم اللہ تعالیٰ نبیہ ﷺ بعد موتہ۔ (۵۹)
قاضی زین الدین ابو بکر بن حسین بن عمر عثمانی مراغی نزہل مدینہ منورہ (متوفی ۸۱۶ھ) نے مدینہ
منورہ کے حالات میں اپنی کتاب تحقیق النصرہ بتکمیل معالم دار الحجۃ لکھی ہے جس کے مبیضہ سے

و ۶۶ھ میں فارغ ہوئے۔ کشف الظہون۔ (۶۰) و فاء الوفاء جزء اول ۳۹۸۔ (۶۱) و فاء
الوفاء۔ جزء ثانی ص ۳۲۰۔ (۶۲) مہر بن شبیب نے عبد العزیز بن عمران سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ
سوائے پانچ اشخاص کی قبروں کے اور کسی کی قبر میں نہیں اترے۔ ان پانچ میں تین عورتیں اور دو
مرد ہیں بدین تفصیل۔ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ عائشہ صدیقہؓ کی والدہ ام رومان۔ حضرت علیؓ کی
والدہ فاطمہ بنت اسد۔ ابن خدیجہ اور عبد اللہ بن نعم مرنی مقلب بہ ذوالجادرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
اجمعین۔ و فاء الوفاء جزء ثانی ص ۸۷۔ (۶۳) محمد بن عبید اللہ بن عمرو بن معاویہ بن عمرو بن عتبہ بن
ابی سفیان مخرن حرب (متوفی ۲۲۸ھ) (۶۴) و فاء الوفاء جزء ثانی ص ۳۱۱۔ (۶۵) عروس کے
لئے سب چیزیں آراستہ کی جاتی ہیں۔ سب اس کی خدمت کرتے ہیں اور اس کا حکم مانتے ہیں اور اس
کو خوش کرنے کے اصحاب مہیا کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ ملک و ملکوت میں اللہ
تعالیٰ کے خلیفہ مطلق ہیں۔ اسلئے و مرکبات میں آپ کا تصرف ہے۔ اور یہ عالم آپ ہی کے لئے بنا
ہے۔ پس آپ عروس ملکوت ہیں۔ کذا فی مطالع المرآت۔ (۶۶) علامہ سمودی اس کے بعد لکھتے
ہیں کہ ابو بکر مقرر کی کا واقعہ و فاء ابن الجوزی میں ہے۔ باقی واقعات مذکورہ بالا کو ابن جوزی کے علاوہ
اوروں نے بھی ذکر کیا ہے۔ (۶۷) و فاء الوفاء جزء ثانی ص ۳۲۹۔ (۶۸) بیہ کی ایک صدی کا نام
ہے۔ (۶۹) حجتہ اللہ علی العالمین للعلامة محمد بن شاکر بن احمد کتبی متوفی ۶۲۳ھ ترجمہ محمد بن
سعید بصری۔ (۷۰) و فاء الوفاء جزء ثانی ص ۳۳۰۔

یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان (۱۵۵/۲۳)

نزہۃ الواعظین

ترجمہ

دُرۃ الناصحین

﴿جلد دوم﴾

مصنف

حضرت العلام الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر الخوبوی

(المتوفی ۱۲۳۳ھ)

مترجم

مولانا علامہ محبوب احمد چشتی

مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور

ناشر

شبیر برادرز ۴۰ - اردو بازار لاہور

